مسائل الشریعہ
ترجمہ
وسائل الشیعہ
تالیف
محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ و تحشیہ
فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.
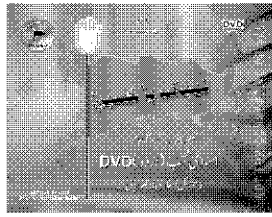
منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

(جلد ۱۵)

مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ وتحشیہ

فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

ناشر

مکتبۃ السبطین ۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

نام کتاب	:	مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ
جلد	:	۱۵
تالیف	:	محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ وتحشیہ	:	فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی، سرگودھا، پاکستان
کمپوزنگ	:	غلام حیدر (میکسیما کمپوزنگ سینٹر، موبائل:03465927378)
طباعت	:	میکسیما پرنٹنگ پریس، راولپنڈی
ناشر	:	مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
طبع اول	:	شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ - جولائی ۲۰۱۱ء
ہدیہ	:	۲۵۰ روپے
تعداد	:	۱۱۰۰

ملنے کے پتے

اسلامک بک سینٹر

مکان نمبر C-362، گلی نمبر 12، G-6/2

اسلام آباد۔ فون:051-2602155

معصوم پبلیکیشنز بلتستان

منٹھوکھا، علاقہ کھرمنگ، سکردو، بلتستان

موبائل:0346-5927378

ای میل:maximahaider@yahoo.com

مکتبۃ السبطین

۲۹۶/۹۔ بی بلاک، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

فہرست مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ (جلد ۱۵)

﴿ حق مہر کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل ساٹھ (۶۰) باب ہیں)

باب ۱

حق مہر کے سلسلہ میں وہ کم از کم مقدار کافی ہے جس پر دونوں فریق راضی ہوں اور عقد دائمی اور متعہ میں مہر کی قلت اور کثرت کی کوئی خاص حد مقرر نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الصباح کنانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حق مہر کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کیا ہے؟ (کس قدر ہے؟) فرمایا: جس سے (متعلقہ) لوگ راضی ہو جائیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کم از کم حق مہر کس قدر ہے؟ فرمایا: گڑ، شکر (یا کھانڈ) کی ایک تمثال۔ (الفروع، التہذیب، علل الشرائع)

۳۔ فضیل بن یسار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حق مہر وہ ہے جس پر ہر دو فریق راضی ہوں خواہ کم ہو یا زیادہ پس یہی حق مہر ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ یعقوب بن شعیب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حق مہر وہ ہے جس پر (متعلقہ) لوگ راضی ہوں۔ کم ہو یا زیادہ۔ عقد دائمی ہو یا منقطع۔ (الفروع)

۵۔ یعقوب بن شعیب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ و فاطمہؑ کی شادی کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہؑ کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔ فرمایا: تمہیں کیا چیز رلا رہی ہے؟ خدا کی قسم اگر میرے پورے خاندان میں علی علیہ السلام سے بہتر کوئی شخص ہوتا تو میں تمہیں ان (علیؑ) سے نہ بیاہتا۔ اور پھر میں نے یہ شادی نہیں کی۔ بلکہ خدا نے کی ہے۔ اور تیرا حق مہر دنیا کا خمس قرار دیا ہے جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں۔ (الفروع)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے حق مہر کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جس پر (متعلقہ) لوگ راضی ہوں۔ یا بارہ اوقیہ اور ایک نش چاندی یا پانچ سو درہم اور فرمایا: ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ اور نش بیس درہم[1] کا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے متعہ (باب ۲۱) وغیرہ (باب ۱ از مقدمات نکاح اور نکاح العبید باب ۱۲ و ۱۴ وغیرہ) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ اور باب ۲۲ و ۲۴ و ۲۵ وغیرہ) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

اگر حق مہر کے طور پر قرآن مجید کے کچھ حصہ کی تعلیم کو قرار دیا جائے تو جائز ہے اور عقد شغار جائز نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک عورت کی شادی کا حق مہر دوسری عورت کی شادی کو قرار دیا جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار ایک عورت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور استدعا کی کہ میری شادی کر دیجئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حاضر صحابہ سے) فرمایا: کون اس سے شادی کرے گا؟ اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: میں حاضر ہوں یا رسول اللہؐ! اس کی مجھ سے شادی کروا دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (حق مہر میں) اسے کیا دو گے؟ عرض کیا: میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ فرمایا: پھر شادی نہیں ہو سکتی۔ ادھر عورت نے پھر اپنی بات کا اعادہ کیا۔ ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی دوبارہ اعلان فرمایا۔ مگر اس شخص کے علاوہ کوئی نہ اٹھا۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی سوال و جواب کیا)۔ عورت نے سہ بارہ درخواست دی۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان پر اس شخص کے علاوہ جب کوئی اور کھڑا نہ ہوا) تو اب تیسری بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا: آیا تو کچھ قرآن پڑھا ہوا ہے؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: میں تیری شادی اس عورت سے اس حق مہر پر کئے دیتا ہوں کہ

---

[1] اس حساب سے بارہ اوقیہ اور ایک نش کی مقدار بھی وہی پانچ سو درہم ہوئی اور ایک درہم کا وزن چونکہ بنا بر مشہور ساڑھے تین ماشہ ہوتا ہے۔ اب اس طرح اگر پانچ سو کو ساڑھے تین سے ضرب دی جائے تو کل وزن ایک سیر تین پاؤ اور ایک چھٹا نگر دس ماشے بنتا ہے اور چونکہ آج کل درہم کا رواج نہیں ہے لہٰذا اگر کوئی مہر السنہ مقرر کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ اس قدر چاندی یا اس کی رائج الوقت قیمت کے برابر جس قدر بنے مقرر کرے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

جس قدر تو قرآن پڑھا ہوا ہے وہ اسے بھی پڑھا دینا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا از مقدمات نکاح وغیرہ میں) اور عقد شعار کے عدم جواز پر دلالت کرنے والی حدیثیں باب ۲۷ از عقد نکاح میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ و ۱۷ و ۲۴ میں) آئیں گی (انشاء اللہ تعالیٰ)

باب ۳

مسلمانوں کیلئے خمر وخنزیر کو حق مہر قرار دینا جائز نہیں ہے۔ اور اگر مشرک ان چیزوں کو حق مہر قرار دیں (اور ادائیگی سے پہلے) مسلمان ہو جائیں تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ دو ذمی یا حربی شخصوں نے دو عورتوں سے شادی کی۔ اور خمر وخنزیر کو حق مہر قرار دیا۔ (مگر ادائیگی سے پہلے) اسلام لے آئے تو؟ فرمایا: ان کا یہ نکاح صحیح ہے۔ خمر وخنزیر کی وجہ سے ناجائز نہیں ہوگا۔ ہاں البتہ اسلام لانے کے بعد اس کی ادائیگی ان پر حرام ہے۔ وہ ان کو ان کا حق مہر (مہر المثل) ادا کریں گے۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک نصرانی ایک نصرانیہ سے تیس مٹکے شراب اور تیس عدد خنزیر (کے زر مہر پر) شادی کرتا ہے۔ بعد ازاں (ادائیگی مہر سے پہلے) دونوں میاں بیوی مسلمان ہو جاتے ہیں اور ہنوز شوہر نے بیوی سے دخول نہیں کیا تو؟ فرمایا: دیکھا جائے کہ (بازار میں) اس قدر خمر وخنزیر کی کتنی قیمت ہے۔ اتنی رقم ادا کر دے۔ اور پھر بے شک اس سے دخول کرے۔ ان کا سابقہ نکاح بحال ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

باب ۴

مستحب یہ ہے کہ حق مہر پانچ سو درہم ہو اور یہی مہر السنہ ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (اپنی ازواج کا حق مہر) بارہ اوقیہ اور ایک نش چاندی ادا کیا کرتے تھے۔ اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ اور

''نش'' نصف اوقیہ کے برابر یعنی بیس درہم کا ہوتا ہے۔ یہ کل ہو گئے پانچ سو درہم۔ راوی نے عرض کیا: ہمارے وزن کے مطابق؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع)

۲۔ حسین بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ مہر السنہ کس طرح پانچ سو مقرر ہوا ہے؟ فرمایا: خداوند عالم نے اپنی ذات پر واجب قرار دیا ہے کہ جو بندۂ مؤمن ایک سو بار تکبیر (اللہ اکبر)، ایک سو بار تسبیح (سبحان اللہ)، ایک سو بار تحمید (الحمد للہ)، ایک سو بار تہلیل (لا الہ الا اللہ) اور ایک سو بار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھے گا اور پھر یہ دعا کرے گا: ﴿اللّٰھم زوّجنی من الحور العین﴾ تو وہ ضرور اس کی تزویج کشادہ چشم حور یہ سے کرے گا۔ اور اس (تسبیح و تقدیس) کو اس کا حق مہر قرار دے گا۔ پھر خداوند عالم نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی فرمائی کہ مؤمنات کا حق مہر پانچ سو (درہم) مقرر کریں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ پس جو بندۂ مؤمن کسی برادر ایمانی سے اس کی بیٹی کا رشتہ طلب کرے اور پانچ سو درہم (حق مہر) ادا کرنے پر بھی آمادہ ہو۔ اور وہ اسے رشتہ نہ دے تو وہ اس کا عاق (نافرمان) ہے۔ اور خداوند عالم کی طرف اس بات کا مستوجب ہے کہ وہ اس کی حور العین سے تزویج نہ کرے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، عیون الاخبار الرضا، علل الشرائع)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے (مجھ سے) فرمایا: جانتے ہو کہ حق مہر چار ہزار کیوں مقرر ہوا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا کہ ام حبیب بنت ابوسفیان حبشہ میں تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا رشتہ طلب کیا۔ اور نجاشی نے آپ کی جانب سے چار ہزار (درہم) ادا کیا۔ اس لئے لوگ یہ مہر مقرر کرتے ہیں۔ ورنہ مہر (جو کہ سنت ہے) بارہ اوقیہ اور نش ہے (یعنی پانچ سو درہم)۔
(الفروع، الفقیہ، علل الشرائع، المحاسن)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں عورتوں کا حق مہر بارہ اوقیہ اور نش ہوا کرتا تھا جس کی قیمت چاندی کے حساب سے پانچ سو درہم ہوتی تھی۔ (التہذیب)

۵۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص مہر السنہ سے زیادہ زر مہر پر شادی کرے آیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: جب مہر السنہ جائز ہے تو یہ (زیاد) مہر نہیں بلکہ عطیہ ہے چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَ اٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْئًا﴾ (سورۃ النساء، آیت: ۲۰) (اگر تم کسی عورت کو ایک قنطار بھی

دے دو تو (طلاق کے وقت) اس سے کچھ نہ لو)......... فرمایا: اس سے خدا کی مراد عطیہ ہے نہ کہ حق مہر۔ کیا تم غور نہیں کرتے کہ اگر کوئی شخص عورت کا حق مہر مقرر کرے اور پھر عورت (حق مہر بخش کر) شوہر سے طلاق خلع لے لے۔ تو وہ شخص پورا حق مہر (عورت سے) لے گا۔ لیکن مہر السنہ سے جو زائد ہے وہ عطیہ ہے مہر نہیں ہے (لہٰذا وہ واپس نہیں لے سکے گا)۔ جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا ہے اسی لئے (اگر کسی عورت کا حق مہر عقد کے وقت مقرر نہ کیا جائے یا بعد میں اس میں نزاع واقع ہو جائے تو) اس عورت کا وہی حق مہر ہوگا جو اس کی دوسری عورتوں کا ہوتا ہے۔ عرض کیا: وہ کس طرح ادا کرے گا۔ اور اس کی عورتوں کا مہر کس قدر ہے؟ فرمایا: مومن عورتوں کا حق مہر پانچ سو درہم ہے۔ اور یہی مہر السنہ ہے۔ یہ مہر اس (پانچ سو درہم) سے کم تو ہو سکتا ہے مگر زیادہ نہیں ہو سکتا۔ پس جس عورت کا حق مہر پانچ سو سے کم ہو اسے وہی دیا جائے گا۔ اور جس کا اس سے زیادہ ہو اور وہ اس پر فخر و مباہات کرے تو اسے بھی پانچ سو درہم ہی ادا کیا جائے گا اور اس مہر السنہ سے زیادہ نہیں دیا جائے گا۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۸ و ۱۳ میں) آئیں گی (انشاء اللہ تعالیٰ) (جبکہ اس سے پہلے باب ا وغیرہ میں ایسی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں)۔

باب ۵

حق مہر کا کم ہونا مستحب ہے اور زیادہ ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود خالد بن نجیح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں نے میرے والد بزرگوار کے پاس شوم (نحوست) کا تذکرہ کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: نحوست تین چیزوں میں ہے: (۱) عورت میں، (۲) گھوڑے میں، (۳) اور گھر میں...... پھر (وضاحت کرتے ہوئے) فرمایا: عورت کی نحوست یہ ہے کہ اس کا حق مہر زیادہ ہو اور رحم عقیم (بچہ نہ جنے)۔ (الفروع)

۲۔ ابن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے ایک عمدہ گھوڑے، زرہ اور دنبہ کے چمڑے کے فراش کے حق پر شادی کی تھی۔ (الفروع)

۳۔ معاویہ بن وہب باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حطمی زرہ (جو بھاری اور چوڑی چکلی تھی) کے حق مہر پر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا

کی شادی کی تھی (جو تیں درہم کے برابر تھی)۔ (الفروع) اور ان دونوں کا بستر دنبہ کے چمڑا کا تھا جس پر وہ دونوں سوتے تھے اور اس کی پشم کو لیٹتے وقت اپنے پہلوؤں کے نیچے دیا کرتے تھے۔ (الفروع)۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میری امت کی افضل عورتوں میں سے وہ ہے جس کا چہرہ سب سے زیادہ خوبصورت ہو اور جس کا حق مہر سب سے کم ہو۔ (الفقیہ)

۵۔ عبداللہ بن میمون حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نحوست تین چیزوں میں ہے۔ عورت میں، گھوڑے میں اور گھر میں۔ (پھر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا) عورت کی نحوست یہ ہے کہ اس کا حق مہر زیادہ ہو اور ولادت سخت (اور بروایتے فرمایا: شوہر کی نافرمان ہو۔ الخصال)۔ اور گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اس کی بیماریاں زیادہ ہوں اور بدخلق ہو (پشت پر سوار نہ ہونے دے۔ (الامالی) اور گھر کی نحوست یہ ہے کہ تنگ ہو اور پڑوسی بُرے لوگ ہوں۔ پھر فرمایا: عورت کی برکت یہ ہے کہ اس کا خرچہ (حق مہر اور نان ونفقہ) کم ہو۔ اور ولادت آسان۔ اور اس کی نحوست یہ ہے کہ اس کا خرچہ زیادہ ہو۔ اور ولادت سخت۔ (معانی الاخبار، الفقیہ، الامالی، الخصال)

۶۔ جناب شیخ حسن طبرسیؒ اپنی کتاب مکارم الاخلاق میں نوادر الحکمۃ کے حوالے سے حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا: عورتوں کے حق مہر زیادہ گراں مقرر نہ کیا کرو ورنہ (عدم ادائیگی کی وجہ سے) عداوت اور دشمنی پیدا ہوگی۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مساکن (اور آداب نکاح (باب ۵۲) میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶
اگر حق مہر دس درہم سے کم ہو تو مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود وہب بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں کہ حق مہر دس درہم سے کم ہو تا کہ اس کا حق مہر ایک زناکار عورت کی اجرت کے مشابہ نہ

ہو۔ (علل الشرائع، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

پورا حق مہر، یا اس کا بعض حصہ یا کچھ ہدیہ ادا کرنے سے پہلے دلہن سے دخول کرنا مکروہ ہے اور بیوی کو یہ حق حاصل ہے کہ پورا حق مہر وصول کرنے سے پہلے شوہر کو دخول سے منع کرے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے تو اس کے لئے اس کی شرم گاہ اس وقت تک حلال نہیں ہوتی جب تک پہلے (حق مہر میں سے) کم از کم ایک درہم یا اس سے کچھ زیادہ یا ستو وغیرہ قسم کا کوئی ہدیہ پیش نہ کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود برید عجلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی عورت سے قرآن کی کوئی سورہ پڑھانے (کے حق مہر) پر شادی کی۔ تو؟ فرمایا: میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ اسے وہ سورہ پڑھانے اور کچھ (ہدیہ) پیش کرنے سے پہلے اس سے دخول کرے۔ راوی نے عرض کیا کہ آیا جائز ہے کہ اسے کچھ کھجور یا کشمش پیش کرے؟ فرمایا: جب عورت راضی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے جو کچھ بھی ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰ اپنے نوادر میں باسناد خود ان ابی نصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے مؤجل (ادھار) حق مہر پر شادی کی ہے تو؟ فرمایا: ایک بار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اسی طرح ایک عورت سے مؤجل حق مہر پر شادی کی۔ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فرمایا: بیٹا! حق مہر میں دینے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ تم مجھے یہ چادر دے دو تا کہ یہ پیشگی دے سکوں! چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے امامؑ کو وہ چادر دی جسے انہوں نے دخول سے پہلے اسے عطا کیا۔ (نوادر ابن عیسیٰؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳ از احکام مساکن۔ اور باب ۲ از عقد نکاح میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئینگی (انشاء اللہ تعالیٰ)

(جیسے ہمارے ملک میں) تو وہاں یہ حکم لاگو نہ ہوگا۔ (واللہ العالم)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالحمید بن عواض سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک عورت سے شادی کرتا ہوں۔ اور ابھی تک اس کا کچھ بھی حق مہر ادا نہیں کیا۔ کیا اس سے مباشرت کرسکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ وہ (زرمہر) تو عورت کا قرضہ ہے جو تم پر واجب الاداء ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۸۔ زید بن علی اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی خدمت میں ایک عورت اور مرد حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ شوہر نے اس سے مہر مقرر کرکے اس سے شادی کی ہے۔ اور دخول بھی واقع ہوگیا۔ مگر اس نے ادائیگی کیلئے ایک وقت مقرر کیا ہے تو؟ حضرت علی علیہ السلام نے شوہر سے فرمایا: اب تمہارے لئے کوئی مہلت نہیں جب دخول کر چکے تو اب عورت کا حق ادا کرو۔ (التہذیب، الاستبصار)

۹۔ فضیل حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک عورت نے ایک شخص سے شادی کی۔ اور اس نے اس سے دخول کیا۔ اور اس کے نتیجہ میں اولاد بھی ہوئی۔ بعد ازاں شوہر مر گیا۔ پس اس کی بیوہ شوہر کے وارثوں کے پاس گئی اور وراثت اور حق مہر کا مطالبہ کیا تو؟ فرمایا: وراثت کا مطالبہ کرنے کا تو اسے حق حاصل ہے مگر حق مہر کا مطالبہ کرنے کا اسے کوئی حق نہیں ہے کیونکہ وہ دخول سے پہلے جو تھوڑا یا زیادہ مہر وصول کر چکی ہے وہی اس کا حق ہے جس کی وجہ سے اس کی شرمگاہ اس کے شوہر کے لئے حلال ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب میاں بیوی نے حق مہر کی کوئی مقدار معین نہ کی ہو تو اس صورت میں جو کچھ دخول سے پہلے ادا کیا جائے گا وہی حق مہر متصور ہوگا۔

۱۰۔ جناب احمد بن علی بن ابی طالب طبرسیؒ نے باسناد خود محمدؒ بن عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور انہوں نے حضرت صاحب العصر والزمانؑ کی ایک توقیع مبارک نقل کی ہے جبکہ آنجنابؑ سے پوچھا گیا ہے کہ اگر کوئی عورت دخول کے بعد حق مہر کا مطالبہ کرے تو اس سے اس کا حق ساقط ہو جاتا ہے یا ثابت کرنا پڑتا ہے تو؟ امام علیہ السلام کے جواب کا لب لباب یہ ہے کہ عورت کو کسی تحریر وغیرہ سے اپنا دعویٰ کرنا پڑے گا۔ تب زرمہر کی مقدار ثابت ہوگی۔ ورنہ نہیں۔ (الاحتجاج للطبرسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۶ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دخول سے پہلے یا اس کے بعد عورت کے لئے مستحب ہے کہ شوہر کو حق مہر معاف کردے۔ اور دخول سے

(جوکہ دخول فی الفرج سے ثابت ہوتا ہے) پورا حق مہر واجب الاداء ہو جاتا ہے۔ اور شادی کرنے والے شخص پر مقررہ حق مہر کی ادائیگی کی نیت کرنا واجب ہے۔ ورنہ وہ زنا کار شمار ہوگا۔ اور ایسی حدیثیں بھی آئینگی جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دخول کرنے سے حق مہر ساقط نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔

باب ۹

مہر السنہ سے زیادہ حق مہر مقرر کرنا جائز ہے۔ ہاں البتہ مکروہ ہے اور اس صورت میں مستحب ہے کہ اسے اس (مہر السنہ) کی طرف لوٹایا جائے اور اگر کوئی شخص عورت کو حق مہر کچھ بتائے اور اس کے باپ کو کچھ اور؟ تو وہی لازم الاداء ہوگا جو عورت کو بتائے گا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود وشاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے اور اس کا زر مہر بیس ہزار درہم قرار دے مگر عورت کے باپ سے دس ہزار قرار دے تو؟ فرمایا: (عورت سے طے کردہ) حق مہر جائز ہوگا۔ اور اس کے باپ سے مقرر کردہ باطل متصور ہوگا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ کتاب المبسوط میں فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے ایک عورت سے ایک سو (۱۰۰) ایسی کنیزوں کے حق مہر پر شادی کی تھی جن میں سے ہر ایک کنیز کے ہمراہ ایک ہزار درہم بھی ہوں۔[۱] (المبسوط)

باب ۱۰

اس قسم کا مہر مؤجل مقرر کرنا جائز نہیں ہے جس میں یہ شرط ہو کہ اگر اس مدت تک مہر ادا نہ کیا گیا تو عقد نکاح باطل متصور ہوگا۔ اور کچھ حق مہر کا معجّل (نقد) اور کچھ کا مؤجل (ادھار) ہونا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر

---

۱ بے شک یہ روایت ہوگی مگر یہ درایت کے خلاف ہے اگر یہ روایت قیصر و کسریٰ کے کسی شاہزادہ کے بارے میں بیان کی جاتی تو ہمیں اس کے قبول کرنے میں کوئی تامل و تردد نہ ہوتا۔ مگر یہ تو اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسہ کے بارے میں ہے جس کا دعویٰ تھا کہ «الفقر فخری» اور اس علی علیہ السلام کے دل کے دلاسہ کے متعلق ہے جس نے دنیائے دوں کو تین طلاقیں دی تھیں۔ اس حسن گلگوں قبا کے پاس اس قدر دولت کے انبار کہاں سے آ گئے؟ اور اپنے اب وجد علیہ السلام کی سنت جاریہ کیوں چھوڑنے لگے؟ (احقر مترجم عفی عنہ)

صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص حق مہر معجّل (نقد) اور موَجل (ادھار) پر شادی کرتا ہے تو؟ فرمایا: جو موَجل (ادھار) ہے اس کی مدت موت یا جدائی تک دراز ہے۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے ایک مقررہ مدت تک حق مہر ادا کرنے کا وعدہ کر کے شادی کی۔ اور (لڑکی والوں نے) اس سے یہ شرط طے کی کہ اگر اس نے اس وقت تک حق مہر ادا نہ کیا تو ان کا نکاح باطل ہو جائے گا۔ (بعد ازاں اس معاملہ میں باہمی نزاع پیدا ہونے پر حضرت امیر علیہ السلام کی طرف رجوع کیا گیا)۔ آنجناب علیہ السلام نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنی عورت کی شرم گاہ کا مالک ہے (نکاح باطل نہیں ہے) اور ان کی اس شرط کو باطل قرار دے دیا۔ (الفروع، التہذیب)

موَلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے خیار الشرط (باب ۶) میں ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے شرط کے لزوم پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۱

حق مہر کا ادا کرنا واجب ہے۔ اور اگر (فی الحال آدمی) عاجز ہو تو ادائیگی کی نیت واجب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی عورت سے شادی کرے مگر حق مہر ادا کرنے کی نیت نہ رکھتا ہو تو وہ (عنداللہ) زنا ہے۔ (الفروع)

۲۔ علی بن فضال بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص (شادی کے وقت) حق مہر مقرر تو کرے مگر ادائیگی کا ارادہ نہ ہو تو وہ بمنزلہ چور کے ہے۔ (ایضاً)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے، فرمایا: خداوند عالم قیامت کے دن (اگر چاہے گا تو) ہر گناہ معاف کر دے گا مگر تین گناہ معاف نہیں کرے گا: (۱) عورت کا حق مہر (جو ادا نہ کیا گیا ہو)۔ (۲) جو کسی مزدور کی مزدوری روکے گا۔ (۳) جو کسی آزاد شخص کو (غلام قرار دے کر) فروخت کرے گا۔ (ایضاً)

۴۔ مشرقی چند اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: امام علیہ السلام اہل ایمان کے قرضے ادا کریں گے۔ ماسوا عورتوں کے حق مہر کے (کہ وہ انہیں خود ادا کرنے پڑیں گے)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: تمام شرطوں سے زیادہ حقدار ایفاء وہ

شرط ہے جس سے تم عورتوں کی شرم گاہوں کو حلال کرو (حق مہر)۔ (الفقیہ)

۶۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا: جو شخص عورت کا حق مہر ادا نہ کرکے عورت پر ظلم کرے وہ عنداللہ زناکار ہے۔ بروزِ قیامت خداوند عالم اس سے فرمائے گا: اے میرے بندے! میں نے اپنے عہد پر اپنی کنیز سے تیری شادی کی۔ مگر تو نے میرے عہد کی ایفا نہ کی۔ اور (حق مہر ادا نہ کرکے) میری کنیز پر ظلم کیا۔ اس کے بعد اس شخص کی حسنات (نیکیاں) اس (عورت) کے حق کے برابر اسے دی جائینگی۔ اور جب اس کے پاس کوئی نیکی نہیں رہ جائے گی۔ تو پھر عہد شکنی کی وجہ سے اسے آتش دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ کیونکہ خدا کے عہد و پیمان کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔

(الفقیہ، الامالی، عقاب الاعمال)

۷۔ محمد بن سنان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حق مہر کے علل و اسباب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حق مہر عورتوں پر نہیں بلکہ مردوں پر اس لئے واجب ہے کہ (۱) عورت کا نان ونفقہ مرد پر واجب ہوتا ہے۔ (۲) عورت اس سلسلہ میں فروخت کنندہ اور مرد خریدار ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بیع وشرا قیمت کے عوض ہوتی ہے اور جب تک قیمت ادا نہ کی جائے تب تک خریداری نہیں ہوتی (۳) نیز عورت کے لئے کاروبار کرنا اور تجارت کرنا ممنوع ہے (تو اس کی جگہ اس کے لئے حق مہر مقرر کیا گیا)۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۸ از مستحقین زکوٰۃ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۲ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

جو شخص کسی عورت سے شادی کرے اور اس سے دخول بھی کرے مگر اس کا حق مہر مقرر نہ کرے تو عورت کو مہر المثل دیا جائے گا۔ اور اگر شوہر دخول سے پہلے مر جائے تو پھر عورت کا کوئی حق مہر نہیں ہوگا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کرکے اس سے دخول بھی کیا۔ مگر اس کا کوئی حق مہر مقرر نہیں کیا اور بعد ازاں اسے طلاق دے دی تو؟ فرمایا: اس کے لئے اتنا حق مہر ہوگا جتنا اس قسم کی

عورتوں کا ہوتا ہے اور کچھ مزید فائدہ بھی۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی۔ مگر اس کیلئے کوئی حق مہر مقرر نہیں کیا۔ فرمایا: (دخول سے پہلے) اس کے لئے کوئی حق نہیں ہے اور اگر دخول کیا ہے تو اسے اس کی عورتوں جتنا حق مہر ملے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کچھ ایسی حدیثیں بھی آئینگی جو بظاہر اس کے منافی ہوں گی۔ مگر وہ استحباب پر محمول ہوں گی۔ اور اگر دخول سے پہلے شوہر مر جائے تو اس کے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں یہاں (باب ۲۱ میں) اور میراث میں آئینگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

جو شخص مہر السنہ پر کسی عورت سے شادی کرے تو مہر پانچ سو درہم ہوگا اور جو شخص کچھ مقرر نہ کرے تو عورت کے لئے مستحب ہے کہ مہر السنہ لینے پر اکتفا کرے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسامہ بن حفص سے روایت کرتے ہیں جو کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مدار المہام تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی مگر حق مہر مقرر نہیں کیا۔ البتہ اس نے یوں کہا کہ میں تجھ سے کتاب اللہ اور اس کے نبیؐ کی سنت کے مطابق شادی کرتا ہوں تو؟ (اور جب بعد از دخول) مر گیا یا اس عورت سے دخول کرنا چاہا۔ تو اس عورت کا حق مہر کس قدر ہوگا؟ فرمایا: مہر السنہ۔ (پانچ سو درہم)۔ عرض کیا: لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ اس کو اس کی عورتوں کے برابر حق مہر ملے گا؟ فرمایا: مہر السنہ۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے جب بھی (ہیر پھیر کرکے) کوئی کلام کیا۔ امام علیہ السلام نے یہی فرمایا کہ مہر السنہ۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا۔ کہ ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی مگر حق مہر مقرر کرنا بھول گیا یہاں تک کہ اس سے دخول بھی کر ڈالا۔ تو؟ فرمایا: اسے مہر السنہ دیا جائے گا۔ اور مہر السنہ پانچ سو درہم ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں یہ (مہر السنہ کا وجوب)۔ یا اس بات پر محمول ہے کہ اس نے مہر السنہ پر ازدواج کیا تھا۔ جیسا کہ یہاں، عقد متعہ اور عقد نکاح میں گزر چکا ہے اور اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس زمانہ میں یہی متعارف تھا کہ صیغۂ نکاح میں در کتاب اللہ و سنت نبویہؐ کہا جاتا تھا۔ یا اس بات پر محمول ہے کہ عورت کیلئے

مستحب ہے کہ (اپنی جیسی عورتوں کا مہر المثل چھوڑ کر) مہر السنہ پر اکتفا کرے۔

باب ۱۴

جو شخص کسی عورت سے اس کی عدت کے اندر شادی یا شوہردار عورت سے عقد کرے۔ اور ہنوز اس سے دخول نہ کرے تو اس کے لئے کوئی حق مہر نہیں ہے۔ اور اگر دخول کرے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے عدت کے اندر کسی اور عورت سے عقد نکاح کیا۔ اور اسے حق مہر بھی ادا کر دیا۔ مگر دخول سے پہلے ان میں جدائی واقع ہوگئی تو؟ فرمایا: جو کچھ دے چکا ہے وہ واپس لے لے گا۔ فرمایا: اور اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے شادی کرے جسے اس کے شوہر کے مر جانے کی سناونی دی گئی۔ مگر ہنوز اس نے اس سے دخول نہیں کیا تھا (کہ معلوم ہوا کہ وہ سناونی غلط تھی تو؟) فرمایا: اس کو کوئی حق مہر نہیں ملے گا اور اس کا نکاح باطل متصور ہوگا۔ اور اس پر (دوسرے عقد کی) کوئی عدت نہیں ہوگی بلکہ اپنے پہلے شوہر کی طرف لوٹ جائے گی۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی اور دخول کے حکم پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے مصاہرت کے باب (باب ۱۶) میں ذکر ہو چکی ہیں۔

باب ۱۵

جو شخص اندر خانہ اور حق مہر طے کرے اور اعلان اور حق مہر کا کرے تو وہی حق مہر معتبر مانا جائے گا جو اندر خانہ طے ہوا ہے اور جس پر عقد واقع ہوا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود زرارہ بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے اندرون خانہ کچھ (کم) حق مہر طے کیا ہے اور اعلان اس سے زیادہ کا کیا ہے تو؟ فرمایا: وہی حق مہر معتبر ہوگا جو اندر خانہ طے ہوا ہے اور جس پر عقد واقع ہوا ہے۔ (التہذیب، الفروع)

باب ۱۶

کسی آدمی کے لئے اپنی بیٹی کا حق مہر کھانا یا اسے اپنے قبضہ میں لینا جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ وہ اسے اس (قبض) کیلئے اپنا وکیل بنائے یا وہ چھوٹی ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابی نصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنی بیٹی کی شادی کرتا ہے۔ آیا وہ اس کا حق مہر کھا سکتا ہے؟ فرمایا: یہ اس کا مال نہیں ہے (کہ کھائے)۔(التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ابی عمیر سے اور وہ بہت سے اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیٹی کا حق مہر اس کے شوہر سے وصول کیا اور (لڑکی کو ادا کئے بغیر) مر گیا۔ آیا اس کی بیٹی اپنے شوہر سے (دوبارہ) اس کا مطالبہ کر سکتی ہے؟ فرمایا: اگر تو اس نے اپنے باپ کو اس کے وصول کرنے کا وکیل بنایا تھا۔ یا وہ ہنوز چھوٹی تھی تو پھر شوہر اس کے باپ کے وارثوں سے مطالبہ کرے گا۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۰ از نکاح عبید میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۲ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

جو شخص کسی سورہ پڑھانے کے حق مہر پر کسی عورت سے شادی کرے اور پھر اسے وہ سورہ پڑھا بھی دے مگر دخول سے پہلے اسے طلاق دے دے تو اس پڑھانے کی اجرۃ المثل کے نصف کی عورت سے مطالبہ کرے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے قرآن مجید کی ایک سورہ پڑھانے کے حق مہر پر ایک عورت سے نکاح کیا۔ (اور پھر اس نے اسے وہ سورہ پڑھا بھی دی) مگر دخول سے پہلے اسے طلاق دے دی تو اب وہ اس (عورت) سے کیا مطالبہ کرے گا؟ فرمایا: جس قدر اجرت پر اس قسم کی سورہ پڑھائی جاتی ہے اس کی نصف اجرت کا مطالبہ کرے گا۔(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۵۱ از طلاق میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اگر دخول سے پہلے طلاق دی جائے تو نصف مہر واپس لیا جا سکتا ہے۔

باب ۱۸

جب کوئی عورت دعویٰ کرے کہ اس کا حق مہر ایک سو (دینار) ہے۔ اور شوہر دعویٰ کرے کہ پچاس دینار ہے تو اگر عورت کے پاس گواہ موجود نہ ہوں تو دعویٰ مرد کا قبول کیا جائے گا مگر قسم کے ساتھ۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی مگر ہنوز دخول نہیں کیا تھا کہ (ان کے درمیان نزاع پیدا ہوگیا) عورت دعویٰ کرتی ہے کہ اس کا حق مہر سو دینار ہے مگر اس کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے۔ جبکہ مرد کہتا ہے کہ پچاس دینار ہیں تو؟ فرمایا: دعویٰ شوہر کا قبول ہوگا۔ مگر قسم کے ساتھ۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (کیفیت حکم کے ابواب میں) آئینگی جو اپنے عموم وخصوص سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۹

حق مہر کے بغیر عورت کسی شخص کو اپنی جان ھبہ نہیں کر سکتی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کس قدر عورتیں حلال تھیں؟ فرمایا: جس قدر وہ چاہتے۔ عرض کیا: اس آیت مبارکہ کے مفہوم کے بارے میں مجھے کچھ بتائیں ﴿وَامْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً اِنْ وَّھَبَتْ نَفْسَھَا لِلنَّبِیِّ﴾ ''اگر کوئی مومنہ عورت اپنی جان حضرت نبی کو ھبہ کرنا چاہے (تو کر سکتی ہے)'' فرمایا: یہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص ہے جہاں تک دوسرے لوگوں کا تعلق ہے وہ حق مہر کے بغیر نکاح نہیں کر سکتے۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے عقد نکاح (باب ۲) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۰

جو شخص شادی کے وقت اپنی اہلیہ سے یہ عہد و پیمان کرے کہ وہ نہ دوسری شادی کرے گا اور نہ ہی کوئی کنیز رکھے گا اور نہ ہی اسے طلاق دے گا تو یہ شرط لازم نہ ہوگی۔ اگر چہ اسی عہد کو حق مہر ہی مقرر کرے۔ اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب عورت اس سے عہد کرے کہ وہ اس کے بعد شادی نہیں کرے گی۔ اور اگر زن و شوہر اس قسم کی قسم کھائیں یا منت مانیں تو وہ منعقد نہ ہوگی۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عبیدہ حذری کی بہن حمادہ بنت حسن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے شادی کی۔ اور اس سے یہ عہد و پیمان کیا کہ وہ اس پر سوکن نہیں لائے گا۔ اور عورت بھی اس پر راضی ہوگئی اور اسے اپنا حق مہر قرار دے دیا تو؟ فرمایا: یہ عہد (خلافِ شرع ہونے کی وجہ سے) باطل ہے۔ نکاح نہیں ہوتا مگر ایک یا دو درہم (زرمہر) پر۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ زرارہ بن اعین بیان کرتے ہیں کہ ضریس نے حمران کی بیٹی سے شادی کی۔ اور دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ کچھ اس قسم کا عہد و پیمان کیا۔ ضریس نے کہا کہ وہ نہ دوسری شادی کرے گا۔ اور نہ ہی کوئی کنیز رکھے گا۔ اور دختر حمران نے کہا کہ وہ اس (کی موت کے) بعد دوسرا نکاح نہیں کرے گی، اور اگر ان میں سے کسی نے اس عہد کی خلاف ورزی کی تو وہ اس قدر حج و عمرہ ادا کرے گا، اس قدر اونٹ نحر کرے گا اور اپنا سب مال و منال فقراء و مساکین میں تقسیم کر دے گا۔ بعد ازاں وہ (ضریس) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنا تمام ماجرا بیان کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر چہ دختر حمران کا ہم پر حق ہے (کہ ہمارے عزیز صحابی کی بیٹی ہے) مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ وہ ہماری حق گوئی پر مؤثر ہو۔ جا اور بے شک دوسری شادی کر اور کنیز بھی (چاہے تو) رکھ۔ تمہارے اس عہد و پیمان کی (خلاف شرع ہونے کی وجہ سے) کوئی حیثیت نہیں ہے اور تم پر یا اس پر اس کی پابندی لازم نہیں ہے۔ پس ضریس نے اس کے بعد کنیز رکھی اور اس کے ہاں (اس سے) بہت سی اولاد بھی ہوئی۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ منصور بن بزاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے ایک نام لیوا نے ایک عورت سے شادی کی پھر اسے طلاق دے دی وہ اس سے الگ ہوگئی۔ (عدت گزر گئی)۔ بعد ازاں اس نے رجوع (عقد جدید) کرنا چاہا۔ مگر عورت نے انکار کر دیا۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ نہ اسے

طلاق دے گا اور نہ ہی کوئی دوسری شادی کرے گا۔ چنانچہ اس نے وہ شرط قبول کر کے (اس سے عقد کرلیا) اب وہ چاہتا ہے کہ دوسری شادی کرے تو؟ فرمایا: اس نے غلط کام کیا۔ اسے کیا پتہ تھا کہ آئندہ شب و روز میں اس کے دل میں کیا خیال پیدا ہوگا؟ اس سے کہہ دو کہ وہ عورت سے اس شرط کی ایفا کرے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن اپنی شرطوں کے پابند ہوتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار) (چونکہ یہ حدیث سابقہ ضابطہ کے بظاہر خلاف ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نے اسے استحباب یا تقیہ پر محمول کیا ہے۔ (کیونکہ ہمارے ہاں ان شرطوں کی پابندی لازم ہوتی ہے۔ جو کسی حلال کو حرام یا کسی حرام کو حلال نہ بنائیں یعنی خلاف شریعت نہ ہوں جبکہ یہ خلاف شریعت ہے)۔

۴۔ تفسیر عیاشی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ اسی قسم کی صورت حال (جو سابقہ روایتوں میں مذکور ہے) حضرت امیر علیہ السلام کے سامنے پیش کی گئی تو آپؑ نے فرمایا: خدا کا حکم تمہاری شرطوں پر مقدم ہے۔ خدا فرماتا ہے: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ﴾ (دو، تین اور چار تک جس قدر چاہو اپنی پسندیدہ عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو)۔ نیز فرماتا ہے: ﴿اُحِلَّ لَكُمْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ (تمہاری مملوکہ کنیزیں تمہارے لئے حلال ہیں)۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے (باب ۱۳ طلاق اور باب ۱۱ و ۱۹ از قسم میں) اس قسم کی روایتیں آئیںگی جو اپنے عموم و خصوص سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۱

جو شخص کسی عورت سے اس طرح شادی کرے کہ حق مہر عورت کے فیصلہ کے مطابق مقرر ہوگا تو اس (عورت) کیلئے مہر السنہ (پانچ سو درہم) سے زیادہ مقرر کرنا جائز نہیں ہے اور اگر مرد کی مرضی پر عقد کیا جائے تو وہ اس (مہر السنۃ) سے کم یا زیادہ مقرر کر سکتا ہے اور اگر اس حالت میں مرد یا عورت مر جائے یا اسے طلاق دی جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن زرارہ سے اور وہ اپنے باپ (زرارہ) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے اس طرح شادی کی ہے کہ حق مہر اس کی فیصلہ کے مطابق ہوگا تو؟ فرمایا: اس (عورت) کا فیصلہ آل محمدؐ کے زرمہر سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے جو کہ کچھ اوپر بارہ (۱۲) اوقیہ سونا ہے جو کہ چاندی کے پانچ سو درہم کے برابر ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے اس کی رضامندی سے اس طرح شادی کرے کہ حق مہر اس (مرد) کے

فیصلہ کے مطابق ہوگا تو؟ فرمایا: اس صورت میں وہ جو کچھ کم و بیش مقرر کرے وہ عورت پر لاگو ہوگا۔ راوی نے عرض کیا: یہ فرق کیوں ہے کہ عورت کا ہر فیصلہ تو مرد پر لاگو نہ ہو۔ (بلکہ صرف مہر السنہ والا لاگو ہو) اور مرد کا ہر فیصلہ عورت پر لاگو ہو؟ فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد نے عورت کو حَکَم مقرر کیا۔ لہٰذا وہ سنت رسولؐ سے تجاوز نہیں کر سکتی۔ اور دوسری صورت میں عورت نے اپنی رضامندی سے مرد کو حَکَم مقرر کیا ہے۔ لہٰذا اب اسے اس کا ہر فیصلہ قبول کرنا پڑے گا خواہ وہ کم مقرر کرے یا زیادہ۔ (کتب اربعہ)

۲۔ نیز حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے اس طرح شادی کی تھی کہ حق مہر اس (عورت) یا اس (مرد) کے فیصلہ کے مطابق ہوگا۔ مگر دخول سے پہلے مرد یا عورت مر گئی تو؟ فرمایا: اس صورت میں عورت کو کچھ مال اور وراثت تو ملے گی مگر حق مہر نہ ہوگا۔ عرض کیا کہ اگر اس صورت میں اسے طلاق دے دی جائے جبکہ اس (عورت) کے فیصلہ پر شادی کی تھی تو؟ فرمایا: تو اس صورت میں عورت کا فیصلہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے حق مہر یعنی پانچ سو درہم سے زیادہ نہ ہوگا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی شادی کے وقت عورت کا حق مہر اس کے سپرد کیا جاتا ہے (کہ وہ جو چاہے مقرر کردے) اور وہ اس قسم کی عورتوں کے مہر (مہر المثل) سے کم تر مقرر کرتا ہے تو؟ فرمایا: اس عورت کا اپنی عورتوں سے الحاق کیا جائے گا (مہر المثل مقرر کیا جائے گا)۔ (التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ بظاہر یہ روایت پہلی روایت کے منافی ہے جو کہ اصول کے مطابق ہے۔ اس لئے مؤلف علام اس کی تاویل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ) یہ استحباب پر محمول ہے۔ اور شیخ طوسیؒ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ یہ سپردگی اس شرط پر ہو کہ وہ مہر المثل مقرر کرے۔ مگر وہ اس سے کمتر مقرر کرے ورنہ اس مسئلہ کا حکم وہی ہوگا جو پہلی روایت میں مذکور ہے۔

باب ۲۲

اس شادی کا حکم۔ جبکہ (حق مہر) بیوی یا اس کے باپ یا اس کے بھائی کی خدمت قرار دیا جائے؟ اور حق مہر مٹھی بھر گندم یا گڑ کی ڈھیلی قرار دیا جائے تو جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابی نصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں جناب شعیبؑ کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا۔ (جو انہوں

نے اپنے ہونے والے داماد جناب موسیٰ سے کہا تھا) ﴿اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ﴾ (میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک بیٹی سے تمہاری شادی کر دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال تک میری خدمت کرو۔ اور اگر دس سال مکمل کر دو تو تمہاری مرضی؟) کہ پھر جناب موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی تھی؟ فرمایا: جو زیادہ تھی یعنی دس سال۔ راوی نے عرض کیا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے وہ سن و سال گزرنے سے پہلے دخول کیا تھا یا اس کے بعد؟ فرمایا: پہلے کیا تھا۔ پھر عرض کیا کہ اگر آج کوئی شخص اس شرط پر کسی عورت سے شادی کرے کہ وہ دو ماہ تک اس کے باپ کی خدمت گزاری کرے گا تو؟ فرمایا: جناب موسیٰ علیہ السلام کو تو (بذریعہ وحی) علم تھا کہ وہ زندہ رہ کر اس شرط کو نبھا سکیں گے۔ کیا اس شخص کو بھی یہ علم ہے کہ وہ (دو ماہ تک) زندہ رہے گا اور شرط پوری کر سکے گا۔ (لہٰذا ایسا نہیں کر سکتا) پھر فرمایا: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں لوگ ایک درہم یا مٹھی بھر گندم کے عوض شادی کرتے تھے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آج اسلام میں اجارہ (خدمت گزاری کے عوض) نکاح کرنا جائز نہیں ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی سے کہے کہ تو اپنی بیٹی یا بہن مجھ سے بیاہ دے اور میں اس کے عوض تمہارے ہاں اتنے سال خدمت کروں گا۔ فرمایا: ایسا کرنا حرام ہے کیونکہ یہ تو اس عورت کی قیمت بن جائے گی، حالانکہ وہ اپنے حق مہر کی وصولی کی سب سے زیادہ حقدار ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۲۳

اس شخص کا حکم جو کسی عورت سے شادی کرے جبکہ اس کے پاس ایک مدبّرہ کنیز موجود ہو اور پھر اسے دخول سے پہلے طلاق دے دے یا مدبّرہ کنیز اس سے پہلے مر جائے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معلیٰ بن خنیس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میری موجودگی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی مدبرہ کنیز (جس سے مالک نے معاہدہ کر رکھا تھا کہ وہ اس کی موت کے بعد آزاد ہو جائے گی) کی موجودگی اور عورت کے یہ جاننے کے باوجود شادی کی۔ اور پھر دخول سے پہلے اسے طلاق دے دی تو؟ فرمایا: اس صورت میں وہ عورت اس مدبرہ کی آدھی خدمت کی مستحق قرار پائے گی۔ یعنی وہ مدبرہ ایک دن اس عورت کی خدمت کرے گی۔ اور ایک دن اپنے آقا کی۔ عرض کیا گیا کہ اگر وہ مدبّرہ کنیز اس عورت اور اپنے آقا سے پہلے مر جائے تو اس کی وراثت کون حاصل

کرے گا؟ فرمایا: آدھی اس عورت کو ملے گی اور آدھی اس کے آقا کو۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۴

اس شخص کا حکم جو کسی عورت سے ایک ہزار درہم کے حق مہر پر شادی کرے اور پھر اس (مہر) کے عوض اسے ایک بھگوڑا غلام اور برد یمانی دے اور پھر دخول سے پہلے اسے طلاق دے دے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ ایک ہزار درہم (حق مہر) کے عوض شادی کی۔ اور پھر اس حق مہر کے عوض اسے ایک بھگوڑا غلام اور برد یمانی دی تو؟ فرمایا: اگر وہ عورت اس حال کو جاننے کے باوجود (کہ غلام بھگوڑا ہے) برد یمانی لے لے اور غلام پر راضی ہو جائے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ عرض کیا: اور اگر دخول سے پہلے وہ اسے طلاق دے دے تو؟ فرمایا: اس صورت میں اس کا حق مہر (یعنی پورا) نہیں ہے (بلکہ نصف ہے) اس لئے وہ پانچ سو درہم مرد کو واپس لوٹائے گی۔ اور (بھگوڑا) غلام اسی کی ملکیت ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۵۱ میں) ایسی حدیثیں آئینگی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دخول سے پہلے طلاق دینے سے حق مہر نصف ہو جاتا ہے۔

باب ۲۵

جو شخص کسی عورت کے ساتھ خادم، گھر یا مکان کے عوض شادی کرے تو عورت کو درمیانہ قسم کا غلام، گھر اور مکان دیا جائے گا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی شادی اپنے بھائی کی بیٹی سے کی اور اس کا حق مہر ایک گھر اور ایک خادم مقرر کیا۔ پھر وہ شخص مر گیا تو؟ فرمایا: اس لڑکی کا حق مہر اس کے اصل ترکہ سے حاصل کیا جائے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ گھر اور خادم کس قسم کا ہوگا؟ فرمایا: درمیانہ قسم کا گھر اور میانہ قسم کا خادم۔ عرض کیا: تیس چالیس دینار کا خادم۔ اور اتنی ہی رقم کا گھر؟ فرمایا: ہاں قریباً ستر (۷۰) اسی (۸۰) اور سو (۱۰۰) دینار۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں امام علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے مکان کے عوض ایک عورت سے شادی کی تو؟ فرمایا: درمیانہ قسم کا مکان دیا جائے گا۔ (التہذیب)

باب ۲۶

اگر عورت اپنا حق مہر وغیرہ دخول سے پہلے یا اس کے بعد اپنے شوہر پر صدقہ کردے (ھبہ کردے) تو مستحب ہے۔ اور دخول سے پہلے ایسا کرنا افضل ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی عورت دخول سے پہلے اپنے شوہر کو (حق مہر وغیرہ) بخش دے۔ تو خداوند عالم ہر دینار کے عوض اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عنایت کرتا ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اگر دخول کے بعد بخشے تو؟ فرمایا: یہ بھی مودت اور الفت کی علامت ہے۔ (الفروع)

۲۔ شیخ ورام بن ابی فراس روایت کرتے ہیں کہ معصوم علیہ السلام نے فرمایا: تین عورتیں ایسی ہیں کہ جن کو عذاب قبر نہ ہوگا اور وہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے ساتھ محشور ہوں گی (۱) ایک وہ عورت جو شوہر کی غیرت (سوکن) پر صبر کرے۔ (۲) دوسری وہ جو اپنے شوہر کی بدخلقی پر صبر کرے۔ (۳) اور تیسری وہ عورت جو اپنا حق مہر کو بخش دے۔ خداوند عالم ان میں سے ہر ایک عورت کو ہزار شہید کا اجر وثواب عطا فرمائے گا اور ہر ایک کیلئے ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھے گا۔ (مجموعہ ورام)

۳۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود حمران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں اپنی بیماری (درد شکم) کی شکایت کی۔ جنابؑ نے فرمایا کہ اپنی بیوی سے اس کے حق مہر والی رقم سے ایک درہم مانگ اور اس سے شہد خرید کر اور اس میں بارش کا پانی ملا کر پی۔ تندرست ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے ایسا کیا اور صحتیاب ہوگیا۔ کسی نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! آیا آپ نے یہ بات حضرتؐ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی؟ فرمایا: نہ۔ بلکہ میں نے قرآن میں پڑھا کہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـــًٔا مَّرِيْٓـــًٔا﴾ (اگر تمہاری عورتیں خوشی سے تمہیں کچھ دے دیں تو بخوشی کھاؤ پیو)۔ نیز فرماتا ہے: ﴿يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ﴾ (شہد کی مکھیوں کے شکموں سے مختلف رنگ کا مشروب نکلتا ہے جس میں

لوگوں کے لئے شفا ہے)۔ اور فرماتا ہے: ﴿وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا﴾ (ہم نے آسمان سے بابرکت پانی نازل کیا ہے۔ پس جب خوشگوارگی، برکت اور شفا ایک جگہ اکٹھی ہوگئیں تو میں نے شفایابی کی امید کی (جو کہ حاصل ہوگئی)۔ (تفسیر عیاشی)

باب ۲۷

جس شخص کی بیوی کافروں کے قبضہ میں چلی جائے اور وہ دوسری شادی کرے تو اس کا حق مہر بیت المال سے ادا کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر دوسری کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن اذینہ اور ابن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کی بیوی کفار کے پاس چلی گئی جبکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا﴾ یہاں عقوبت سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص اپنی بیوی کے چلے جانے کے بعد اس کی جگہ کسی اور عورت سے عقد و ازدواج کرے۔ اور جب وہ ایسا کرے تو امام وقت پر لازم ہے کہ (بیت المال سے) اسے اس کی ضائع شدہ زوجہ والا حق مہر عنایت کرے۔ عرض کیا: جب اہل ایمان کا اس کی بیوی کے ضیاع میں کوئی دخل رل نہیں ہے۔ تو وہ اس کے شوہر کو کیوں (حق مہر) دیں۔ (کیونکہ بیت المال ان کا مال ہے) بلکہ چاہئے تو یہ کہ وہ صرف وہ مال اس کے شوہر کو ادا کریں جو اس نے اس عورت (کی بازیابی) پر صرف کیا ہے اور وہ بھی اس مال سے جو انہیں کفار سے ملے؟ فرمایا: ان کو کفار سے کچھ مال ملے یا نہ ملے۔ بہرحال امام پر لازم ہے کہ اسے زرِ مہر دے۔ کیونکہ امام پر لازم ہے کہ اپنی ماتحت جماعت کے نقصان کا جبران کرے اور جب مالِ غنیمت تقسیم ہو رہا ہو تو تقسیم سے پہلے ہر مصیبت اور نقصان کی تلافی کر کے اس کے لئے اگر کچھ بچے تو اسے تقسیم کرے اور اگر کچھ نہ بچے تو اس پر کچھ نہیں ہے (وہ اس کا جواب دہ نہیں ہے)۔
(التہذیب، علل الشرائع)

باب ۲۸

جو شخص اپنے صغیر السن بچے کا عقد نکاح کرے اور خود حق مہر کا ضامن بنے یا بچے کا کوئی ذاتی مال نہ ہو تو پھر حق مہر کی ادائیگی باپ پر واجب ہوگی ورنہ بچے پر۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے چھوٹے بچے کا نکاح کرتا ہے تو؟ فرمایا: اگر اس بچہ کا مال ہے تو حق مہر اس پر ہوگا۔ اور اگر اس کا کوئی مال نہیں ہے تو حق مہر اس کے باپ پر لازم الاداء ہوگا خواہ وہ ضامن بنے یا نہ بنے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ فضل بن عبد الملک بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے چھوٹے بچے کا نکاح کرتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ عرض کیا: آیا باپ طلاق بھی دے سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: حق مہر کی ادائیگی کس پر ہوگی؟ فرمایا: باپ پر ہوگی بشرطیکہ اس نے ضمانت دی ہو۔ اور اگر ضمانت نہ دی ہو تو پھر بچہ پر ہوگی بشرطیکہ اس کا مال ہو۔ اور اگر اس کے پاس کوئی مال نہ ہو تو پھر بہرحال باپ پر ادائیگی لازم ہے۔ اگرچہ اس نے ضمانت نہ بھی دی ہو۔ فرمایا: جب کوئی باپ اپنے (چھوٹے) بچہ کا نکاح پڑھائے تو (اس عقد کی پختگی) بچہ (کی رضامندی) پر موقوف ہے۔ اور اگر (چھوٹی) بچی کا عقد نکاح پڑھائے تو یہ نافذ العمل ہے (پختہ ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی بہت سی اولاد تھی جن میں سے اس نے دو کا عقد کیا اور پھر مر گیا۔ اب حق مہر کس پر ہوگا؟ آیا اصل ترکہ سے ادا کیا جائے گا یا ان دو لڑکوں کے حصہ سے؟ فرمایا: اصل ترکہ سے کیونکہ یہ (زر مہر) بمنزلہ قرضہ کے ہے (جو مرنے والے پر واجب الاداء تھا)۔ (ایضاً)

(چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ بیان کردہ تفصیل کے خلاف نظر آتی ہے لہٰذا اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ جواب سابقہ تفصیل پر محمول ہے یا اس صورت پر کہ جب میت کے دوسرے وارث ایسا کرنے پر رضامند ہوں۔

باب ۲۹

جو شخص کسی ایسی عورت سے شادی کرے جو شرط مقرر کرے کہ مجامعت کرنے، طلاق دینے اور حق مہر ادا کرنے کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہوگا تو یہ شرط باطل متصور ہوگی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس شخص کا فیصلہ "جس نے ایک ایسی عورت سے شادی کی تھی جس نے یہ شرط عائد کی تھی جو حق مہر خود ادا کرے گی۔ مگر جماع کرنا (کرانا) اور طلاق دینے کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہوگا۔ یہ کیا تھا کہ چونکہ اس

عورت نے سنت کے خلاف شرط عائد کی ہے اور اس کام کے کرنے کا تہیہ کیا جس کی وہ اہل نہیں ہے (لہٰذا یہ شرط باطل ہے اور نکاح درست ہے مگر) حق مہر مرد ادا کرے گا۔ اور جماع کرنے اور طلاق دینے کا معاملہ بھی اس کے ہاتھ میں ہوگا۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۶ از خیار اور یہاں باب ۲۰ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو مخالف سنت شرط کے بطلان پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۰

جو شخص دخول سے پہلے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دے تو وہ نصف حق مہر کی حقدار ہوگی اور اگر یہ حق مہر کوئی باغ تھا تو عقد نکاح سے لے کر وقت طلاق تک اس باغ کے نصف اور اس سے جو غلہ ہوا ہے اس کے نصف کی حقدار ہوگی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک عورت سے اپنے باغ کے عوض جس کی بہت آمدنی تھی۔ عقد نکاح کیا۔ بعد ازاں کئی سال تک اس سے دخول نہیں کیا اور بالآخر اسے طلاق دے دی تو؟ فرمایا: دیکھا جائے گا کہ عقد والے دن سے لے کر طلاق والے دن تک اس باغ کی آمدن کس قدر ہوئی ہے؟ اس کا نصف عورت کو دے گا۔ اور پھر اس باغ کا نصف بھی اسے دے گا۔ مگر یہ کہ وہ (عورت) اسے معاف کر دے اور کسی ایک چیز پر راضی ہو جائے کیونکہ ایسا کرنا تقویٰ کے قریب ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۵۱ میں) ایسی بعض حدیثیں آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۱

اس شخص کا حکم جو ایک کنیز اور غلام کے عوض کسی عورت سے شادی کرے اور پھر یہ دونوں اس کے حوالہ بھی کر دے اور کنیز اس کے پاس مر جائے اور پھر دخول سے پہلے اسے طلاق دے دے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ ایک غلام اور اس کی بیوی کے عوض (حق مہر) شادی کی اور پھر ان دونوں کو اس کے پاس بھیج بھی دیا۔ اور پھر اس غلام کی بیوی اس عورت کے

پاس مرگئی۔ اور اِدھر اس شخص نے دخول سے پہلے اس عورت کو طلاق دے دی (اور عورت نے غلام واپس کر دیا)۔..... فرمایا: اگر اس شخص نے شادی والے دن دونوں کی قیمت مقرر کر لی تھی تو اب غلام کی قیمت دیکھی جائے گی۔ اگر اس پہلی قیمت کے نصف سے کم ہوئی تو شوہر وہ کمی پوری کرے گا۔ اور اگر زائد ہوئی تو زائد مقدار عورت کو دے گا۔ (الفقیہ، الفروع) (خلاصۂ کلام یہ دخول سے پہلے طلاق دینے کے بارے میں ہے۔

باب ۳۲

طلاق حاصل کرنے کی خاطر حق مہر کے مطالبہ کو ذریعہ بنانا مکروہ ہے۔ مگر یہ کہ دین کی خاطر ایسا کیا جائے اور عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ جب تک حق مہر وصول نہ کر لے تب تک شوہر کو دخول سے مانع ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسن بن مالک سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے بڑی خوشی سے اپنی بیٹی کی ایک شخص سے شادی کر دی۔ مگر بعد میں بے رغبتی پیدا ہوگئی۔ اور چاہا کہ میاں بیوی میں جدائی ہو جائے۔ مگر لڑکے کے باپ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر لڑکی کے باپ نے اس شخص سے اپنی بیٹی کے حق مہر کا مطالبہ کر دیا۔ اور اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ (جب اس مطالبہ سے تعلقات خراب ہوں گے تو) اس طرح اس کی لڑکی کو طلاق مل جائے گی۔ چنانچہ جب اس نے حق مہر وصول کر لیا تو لڑکے والے طلاق دینے پر رضامند ہو گئے تو؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اگر یہ بے رغبتی دین و دیانت کی وجہ سے ہے تو پھر اس بہانہ سے طلاق حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور اگر کوئی اور مقصد ہے (جیسے حصولِ دنیا) تو پھر اس کے درپے نہ ہو۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں ایسی حدیثیں (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں جو مہر ادا کرنے سے پہلے دخول کے مکروہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۳

اگر کوئی شخص دخول سے پہلے اپنی زوجہ کو کوئی کپڑا دے اور پھر اس کا پورا حق مہر ادا کر دے تو اس کے لئے کپڑے کا واپس لینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک عورت سے شادی کی، اور مقاربت کے وقت اس پر اپنی چادر ڈال دی۔ میں نے عرض کیا کہ

جب آدمی پورا حق مہر ادا کر دے تو اپنی دی ہوئی چادر واپس لے سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ کیونکہ اس نے اس کے ذریعہ اس کی شرم گاہ کو حلال کیا ہے۔ (التہذیب)

باب ۳۴

اس شخص کا حکم جو کچھ بکریوں اور غلاموں کے عوض کسی عورت سے شادی کرے اور پھر زوجہ کے پاس ان بکریوں نے بچے جنے پھر دخول سے پہلے اسے طلاق دے دی یا اس صورت کا حکم جب زوجہ کے پاس کنیز بڑی ہو جس کی وجہ سے قیمت بڑھ جائے یا کم ہو جائے۔

(اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے سو بکریوں کے عوض ایک عورت سے شادی کی۔ اور پھر بکریاں اس کے پاس بھیج بھی دیں۔ پھر دخول سے پہلے اسے طلاق دے دی۔ جبکہ بکریوں کے بچے بھی ہو چکے تھے تو؟ فرمایا: اگر وہ بکریاں اس شخص کے پاس حاملہ ہوئی تھیں تو آدھی بکریاں اور ان کے آدھے بچے واپس لے لے گا۔ اور اگر وہ اس کے پاس حاملہ نہیں ہوئی تھیں (بلکہ اس عورت کے پاس ہوئی تھیں) تو پھر آدھی بکریاں تو واپس لے گا۔ مگر ان کے بچے واپس نہیں ہو سکے گا۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ علی بن جعفر اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں "جس نے ایک نوخیز کنیز دینے کے عوض ایک عورت سے شادی کی۔ اور اسے دے بھی دی جو اس عورت کے پاس بڑی ہوگئی (جس سے اس کی قیمت بڑھ گئی) مگر شوہر نے دخول سے پہلے اسے طلاق دینے کا ارادہ کر لیا تھا یہ فیصلہ کیا تھا کہ جس دن اس شخص نے وہ کنیز عورت کے حوالے کی تھی اس دن اس کی جو قیمت تھی اس کا نصف واپس لے گا۔ اس دن کے بعد اس (کنیز) میں جو کمی یا زیادتی ہوئی ہے اس پر نگاہ نہیں کی جائے گی۔ (ایضاً)

باب ۳۵

جو شخص کسی عورت سے شادی کرے اور عورت پورا حق مہر وصول کرنے کے بعد اسے آدھا معاف کر دے اور پھر وہ شخص دخول سے پہلے طلاق دے دے تو باقیماندہ نصف مہر اس سے واپس لے سکے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے ایک ہزار درہم حق مہر پر شادی کی۔ اور

پھر یہ رقم ادا بھی کر دی جس میں سے عورت نے پانچ سو درہم اسے معاف کر دیے اور واپس بھی کر دے۔ پہلے اسے طلاق دے دی تو؟ فرمایا: وہ عورت باقیماندہ پانچ سو درہم واپس کرے گی۔ کیونکہ اس صورت میں ایک ہزار میں سے پانچ سو درہم بنتے تھے جو اس نے اس شخص کو معاف کر دیے۔ اور اس کی یہ معافی اس شخص کے لئے اور دوسروں کے لئے برابر ہے۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۵۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۶

عورت کیلئے مرد کے ساتھ یہ شرط مقرر کرنا جائز ہے کہ وہ جماع کے علاوہ اس سے صرف دوسری تمتعات حاصل کریگا۔ لہٰذا شوہر کیلئے اس سے مقاربت جائز نہ ہوگی مگر یہ کہ وہ اسکی اجازت دے دے۔

(اس باب میں کُل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کرنے کی خواہش کی۔ اور عورت نے اس شرط پر اس کی خواہش قبول کی کہ وہ اس سے مجامعت نہیں کرے گا کیونکہ اسے رسوائی کا ڈر ہے ہاں اس کے علاوہ دوسرے ہر قسم کے تمتعات حاصل کر سکے گا تو؟ فرمایا: اس صورت میں اس شخص کے لئے صرف وہی تمتعات حلال ہوں گے جو شرط میں مذکور ہیں۔ (التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک نوخیز لڑکی سے اس شرط پر عقد وازدواج کیا کہ وہ اس کا پردۂ بکارت زائل نہیں کرے گا۔ مگر بعد میں وہ اس پر راضی ہوگئی تو؟ فرمایا: جب راضی ہو جائے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ از خیار شرط میں اور یہاں باب ۲ میں) گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۴۰ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ۔

باب ۳۷

اس شخص کا حکم جو اپنے غلام کو آزاد کر کے اپنی لڑکی سے اس کی شادی کر دے مگر یہ شرط عائد کرے کہ اس کی موجودگی میں نہ وہ دوسری شادی کرے گا اور نہ کنیز رکھے گا اور اگر اس نے ایسا کیا تو اس پر ایک سو دینار تاوان ہوگا؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ امامین علیہما السلام میں

سے ایک امام علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ میں تمہیں آزاد کرکے اس شرط پر اپنی بیٹی سے تمہاری شادی کرتا ہوں کہ نہ تو اس کی موجودگی میں دوسری شادی کرے گا اور نہ ہی کنیز رکھے گا۔ اور اگر ایسا کیا تو پھر سو دینار تاوان ادا کرنا پڑے گا (جسے اس نے قبول کر لیا) مگر بعد میں عقد ثانی کیا یا کنیز رکھی تو؟ فرمایا: شرط کے مطابق تاوان ادا کرنا پڑے گا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: (باب العتق نمبر ۱۲ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۸

اگر کوئی شخص (شادی کے وقت) یہ شرط مقرر کرے کہ اگر اس نے دوسری شادی کی یا کوئی کنیز رکھی یا اس سے قطع تعلق کیا تو اسے طلاق ہو جائے گی تو یہ شرط باطل متصور ہوگی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے اس شرط پر شادی کی کہ اگر اس نے دوسری شادی کی، یا اس سے قطع تعلق کیا۔ یا کوئی کنیز رکھی تو اسے طلاق ہو جائے گی تو؟ امام علیہ السلام نے یہ فیصلہ دیا کہ خدا کی شرط (حکم) تمہاری شرط پر مقدم ہے۔ وہ شخص چاہے تو اس شرط پر عمل کرے اور چاہے تو اسے اپنے پاس رکھ کر دوسری شادی کرے یا کنیز رکھے۔ (الغرض جو شرط خلاف شرع ہو وہ باطل ہوتی ہے اور اس کی پابندی ضروری نہیں ہوتی)۔ (التہذیب، الاستبصار)

باب ۳۹

مرد کے لئے جائز ہے کہ عورت سے یہ شرط مقرر کرے کہ وہ جب چاہے گا اس کے پاس آئے گا (مباشرت کرے گا)۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ اس کے مخصوص نان ونفقہ مقرر کر دے مگر یہ شرط عائد کرنا جائز نہیں ہے کہ وہ صرف ایک خاص وقت میں آئے گا یا (بیویوں میں) وقت تقسیم نہیں کرے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص اس شرط کے ساتھ کسی عورت سے شادی کرتا ہے کہ وہ جب چاہے اس کے پاس آئے گا یا اس کے لئے ہر ماہ مخصوص قسم کا نان ونفقہ مقرر کرتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ عبید بن زرارہ اپنے باپ (زرارہ) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ بصرہ میں لوگ پوشیدہ طور پر شادیاں کیا کرتے تھے۔ اور مرد عورتوں سے کہتے تھے کہ میں تیرے پاس دن میں آؤں گا۔ رات کو نہیں آؤں گا۔ اور شب باشی کی (بیویوں میں) تقسیم بھی نہیں کروں گا۔ تو میں نے خیال کیا کہ کہیں اس قسم کی شادی بیاہ باطل نہ ہو...... چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس کے متعلق سوال کیا۔ تو امامؑ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یعنی یہ عقد وازدواج جائز ہے مگر یہ شرط نکاح کے بعد مقرر کی جائے۔ اور اگر عورت شادی سے پہلے ان شرطوں کو قبول کرے اور شادی کے بعد کہے کہ میں راضی نہیں ہوں۔ مگر یہ کہ تم تقسیم اوقات بھی کرو اور میرے پاس شب باشی بھی کرو...... تو (شوہر کو ایسا کرنا پڑے گا) اور اگر (قبول کر کے) ایسا نہ کرے تو گنہگار ہوگا۔ (ایضاً)

باب ۴۰

اس صورت کا حکم کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے اس شرط پر شادی کرے کہ وہ اسے اس کے شہر سے باہر نہیں لے جائے گا۔ یا یہ شرط مقرر کرے کہ اسے اس (شوہر) کے ہمراہ اس کے شہر جانا پڑے گا۔ جبکہ وہ اسلامی شہر ہو۔ اور اگر ایسا نہیں کرے گی تو اس کا حق مہر کم ہو جائے گا؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ با ابوالعباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس سوال کہ "اگر کوئی مرد کسی عورت سے اس شرط پر شادی کرے کہ وہ اسے اس کے شہر سے باہر نہیں لے جائے گا تو؟" فرمایا: اس شرط کو پورا کرے۔ یا یوں فرمایا کہ اس پر اس شرط کی ایفا لازم ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ علی بن رئاب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا جبکہ میں بھی حاضر تھا۔ کہ "ایک شخص ایک عورت سے ایک سو دینار حق مہر کے عوض اس شرط پر شادی کرتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ اس کے شہر جائے گی۔ اور اگر نہ گئی تو پھر حق مہر پچاس دینار ہو جائے گا۔ تو اگر اس شرط کے بعد وہ اس کے ہمراہ اس کے شہر جانے سے انکار کر دے تو؟ امامؑ نے فرمایا: اگر اس کا شہر بلادِ شرک و کفر میں ہو تو پھر عورت پر اس شرط کی پابندی لازم نہیں ہے۔ اور اگر بلادِ اسلام میں ہو تو پھر پابندی لازم ہے۔ کیونکہ مسلمان اپنی (جائز) شرطوں کے پابند ہوتے ہیں۔ مگر اس شخص پر لازم ہے کہ عورت کو اپنے شہر لے جانے سے پہلے اس کا پورا حق مہر ادا کر دے۔ مگر یہ کہ وہ اس سے کم پر راضی ہو جائے۔ تو پھر دوسری بات ہے۔ (الفروع، قرب الاسناد)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کنیز خریدتا ہے اور اس کے گھر والوں سے یہ شرط تسلیم کرتا ہے کہ وہ اسے نہ فروخت کرے گا، نہ کسی کو ہبہ کرے گا۔ اور نہ اس کا وارث بنے گا۔ تو؟ فرمایا: وہ اپنی شرط کو پورا کرے سوائے وراثت والی شرط کے۔ محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے جمیل سے کہا کہ ایک شخص اس شرط پر کسی عورت سے شادی کرتا ہے کہ وہ اس عورت کے شہر میں یا کسی اور مخصوص شہر میں قیام کرے گا تو؟ جمیل نے کہا کہ ہمارے اصحاب نے ائمہ اہل بیتؑ سے روایت کی ہے کہ یہ شرط لازم الوفاء ہے۔ لہٰذا اس عورت کو وہاں سے باہر نہ لے جائے۔ (التہذیب)

باب ۴۱

جب کوئی عورت اپنے شوہر کو حق مہر معاف کر دے اور پھر شوہر اسے دخول سے پہلے طلاق دے دے تو باقی ماندہ نصف اس سے حاصل کرے گا؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود شہاب بن عبد ربہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک ہزار درہم کے حق مہر پر ایک عورت سے شادی کی اور زر مہر بھیج دی۔ مگر عورت نے یہ کہہ کر وہ سب رقم واپس کر دی اور معاف کر دی کہ مجھے تمہاری ضرورت ہے نہ اس زر مہر کی۔ اور اس نے قبول کر لی۔ پھر اس نے اسے دخول سے پہلے طلاق دے دی تو؟ فرمایا: وہ پانچ سو درہم (اصل زر مہر) کا نصف (اپنی گرہ سے ادا کرے گی۔ اور اسے کچھ نہیں ملے گا۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

باب ۴۲

اس صورت کا حکم کہ جب کوئی عورت مرض الموت میں اپنے پورے حق مہر سے (شوہر) کو بریٔ الذمہ قرار دے دے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے مرض (الموت) میں اپنے شوہر کو اپنے حق مہر سے بریٔ الذمہ قرار دے دیتی ہے۔ تو؟ فرمایا: نہ۔ (کیونکہ اس سے وارثوں کی حق تلفی ہوتی ہے)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الوصایا (نمبر ۱۵، ۱۶، ۱۷) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۳

اس صورت حال کا حکم کہ جب کوئی آقا اپنی کنیز کی شادی کسی آزاد آدمی سے کردے اور اپنے لئے یہ شرط مقرر کرے کہ وہ جب چاہے گا ان کے درمیان (طلاق کے ذریعہ) جدائی کردے گا؟ اور اس صورت کا حکم کہ جب کوئی شخص اپنی زوجہ سے یہ شرط مقرر کرے کہ وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔ اور نہ ہی وہ اولاد طلب کرے گا؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن احمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ریان بن شبیب نے اُن (حضرت امام رضا علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا۔ کہ ایک آقا نے اپنی کنیز کی شادی ایک آزاد آدمی سے کی اور اپنے لئے یہ شرط مقرر کی کہ وہ جب چاہے گا ان کے درمیان جدائی کردے گا؟ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں آیا یہ جائز ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: ''ہاں جائز ہے جبکہ وہ (شوہر) طلاق اس (آقا) کے حوالہ کردے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر اپنی طرف سے آقا کو طلاق دینے کا وکیل بنادے۔ نہ یہ کہ صرف شرط کی وجہ سے وہ طلاق دے دے۔

۲۔ سعد بن اسمعیل اپنے باپ (اسماعیل) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے اس شرط پر شادی کی کہ وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے۔ اور نہ ہی وہ اس سے اولاد طلب کرے گا تو؟ فرمایا: میں اس شرط و مشروط کو پسند نہیں کرتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (ابواب متعہ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اس قسم کی شرطیں لازم الوفاء نہیں ہیں۔

باب ۴۴

ایک خصی شخص کے دخول سے بھی پورا حق مہر ثابت ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابی نصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوالکیا کہ ایک خصی آدمی نے ایک ہزار درہم حق مہر کے عوض ایک عورت سے شادی کی۔ پھر دخول کے بعد اسے طلاق دے دی تو؟ فرمایا: وہ پورے ایک ہزار درہم کی حقدار ہے۔ اور اس پر

عدت نہیں ہے۔ (کیونکہ خصی پوری طرح دخول پر قادر نہیں ہوتا)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے عیوب اور تدلیس کے باب (۱۴) میں ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۴ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۵

جو شخص باکرہ لڑکی کی بکارت زائل کرے خواہ اپنی انگلی سے ہی کرے۔ اس پر اس کا حق مہر لازم ہوگا۔ اور اگر وہ کنیز ہو تو اس کی قیمت کا دسواں حصہ لازم ہوگا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں یہ مرافعہ پیش کیا گیا کہ دو لڑکیاں حمام میں داخل ہوئیں۔ اور ایک نے اپنی انگلی سے دوسری کا پردۂ بکارت زائل کر دیا تو؟ آنجناب علیہ السلام نے ایسا کرنے والی کے خلاف بانجھ بنانے (کی دیت) کا فیصلہ کیا۔ (التہذیب)

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب کوئی کسی کی کنیز غصب کرے اور اس کا پردۂ بکارت زائل کر دے تو اس پر اس کی قیمت کا دسواں حصہ واجب الاداء ہے۔ اور اگر وہ آزاد لڑکی تھی تو پھر اس کا حق مہر اس پر واجب ہے۔ (ایضاً والفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے نکاح محرّم (باب ۳) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب سحق باب ۴ اور بکارت باب ۳۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۶

مرد کیلئے جائز ہے کہ عورت سے مال لے کر اس سے شادی کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوارؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس عورت کے بارے میں جس نے کسی شخص کو رقم دی کہ وہ اس سے شادی کرے پس اس نے اس سے شادی کر لی؟ فرمایا: اس کا عطا کردہ مال ھبہ ہے۔ اور شرمگاہ حلال ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں پہلے (باب الحصہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۷
عقد فضولی اور عیوب و تدلیس (دھوکہ دہی) میں حق مہر کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مسلم بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی ماں نے اس وقت اس کی شادی کی جبکہ وہ غیر حاضر تھا تو؟ فرمایا: نکاح تو جائز ہے۔ (مگر پختہ نہیں ہے) جس کی شادی کی گئی ہے وہ چاہے تو اسے قبول کرے اور چاہے تو آزاد کر دے۔ لیکن اگر وہ قبول نہ کرے تو حق مہر اس کی ماں پر لازم الاداء ہوگا۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب النکاح نمبر ۶، باب المصاحرہ باب ۷ و ۸ و ۱۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۸
جس شخص نے نکاح میں حق مہر مقرر نہیں کیا تھا اور پھر دخول سے پہلے طلاق دے دے اس پر واجب ہے کہ بطور فائدہ اس عورت کو کچھ مال و متاع دے۔

(اس باب میں بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)۔

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو؟ فرمایا: طلاق دینے سے پہلے اسے بطور فائدہ کچھ مال دے! چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَ مَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَ عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ﴾ (مطلقہ عورتوں کو بطور فائدہ کچھ ضرور دو۔ مالدار اپنی وسعت کے مطابق اور غریب و نادار اپنی حیثیت کے مطابق)۔ (التہذیب، العیاشی)

۲۔ احمد بن محمد بن ابی نصر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مطلقہ عورت کو بطور تمتع کچھ مال و متاع دینا فرض ہے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن احمد بن اشیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ مطلقہ عورت کون سی ہے جس کو بطور تمتع کچھ مال و متاع دینا شوہر پر واجب ہے؟ کیونکہ آپ کے کچھ موالی یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ صرف طلاق بائن والی عورت کیلئے ہے اور طلاق رجعی والی عورت کے لئے نہیں ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ یہ صرف طلاق بائن والی کے لئے ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں طلاق بائن والی سے مراد وہ مطلقہ عورت ہے جسے دخول سے پہلے طلاق دی جائے۔

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود حفص بن البختری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنی زوجہ کو طلاق دیتا ہے آیا وہ بطور تمتع اسے کچھ مال دے؟ فرمایا: ہاں۔ آیا وہ نہیں چاہتا کہ بھلائی کرنے والوں سے قرار پائے کیا وہ پسند نہیں کرتا کہ متقیوں سے ہو۔

(الفروع، التہذیب، العیاشی)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود ابوالصباح کنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنی بیوی کو دخول سے پہلے طلاق دے تو اس کے لئے نصف حق مہر ہے (اگر مہر مقرر کیا تھا) اور اگر حق مہر مقرر نہیں کیا تھا تو پھر نیکی کے ساتھ کچھ مال و متاع دے۔ مالدار اپنی وسعت کے مطابق اور غریب و نادار اپنی حیثیت کے مطابق۔ اور اس کے لئے عدت نہیں ہے۔ چاہے تو اسی وقت عقد و ازدواج کرسکتی ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ جناب شیخ فضل بن حسن طبرسیؒ اپنی تفسیر مجمع البیان میں بذیل آیت مبارکہ ﴿وَ مَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَ عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ﴾۔ فرماتے ہیں: یہ بطور تمتع مال و متاع صرف اس عورت کیلئے ہوتا ہے جس کا مہر مقرر نہ ہو۔ (اور اگر مقرر ہو تو وہ اس کے نصف کی مستحق ہوگی۔ اور بطور تمتع کسی چیز کی مستحق نہ ہوگی)۔ یہی حضرت امام محمد باقر و حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام (اور دوسرے آئمہ اطہار علیہم السلام) سے مروی ہے۔ (مجمع البیان)

۷۔ نیز فرماتے ہیں کہ جو مال بطور تمتع مطلقہ کو دیا جاتا ہے وہ خادم، لباس اور گزر بسر کیلئے کوئی چیز۔ جیسا کہ امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام سے مروی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۹

جو مال و متاع مطلقہ کو بطور تمتع دیا جاتا ہے اس کی مقدار؟

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ﴾ کے بارے میں فرمایا:

جب آدمی مالدار ہو تو پھر اپنی مطلقہ بیوی کو غلام یا کنیز دے اور اگر غریب و نادار ہو تو پھر گندم، کشمش، کپڑا اور درہم (رقم) دے۔ (فرمایا) حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنی مطلقہ کو کنیز دی تھی اور امامؑ جسے بھی طلاق دیتے تھے اسے بطور تمتع مال و متاع دیتے تھے۔ (الفروع، التہذیب، العیاشی)

۲۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیت مبارکہ ﴿وَ لِلۡمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ حَقًّا عَلَی الۡمُتَّقِیۡنَ﴾ کے ارشاد خداوندی کے مطابق بطور تمتع اس مال کی کم از کم مقدار کیا ہے؟ فرمایا: اگر وہ شخص غریب و نادار ہو تو پھر دوپٹہ یا اس قسم کی کوئی چیز۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ سرمایہ دار تمتع کے طور پر گھر اور خادم دے۔ جو متوسط ہے وہ کپڑے دے اور جو غریب ہے وہ ایک درہم یا انگوٹھی دے۔ (الفقیہ)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود عبداللہ بن بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ ﴿وَ مَتِّعُوۡہُنَّ عَلَی الۡمُوۡسِعِ قَدَرُہٗ وَ عَلَی الۡمُقۡتِرِ قَدَرُہٗ﴾ کے بارے میں سوال کیا کہ مالدار اور نادار کے تمتع کی مقدار کیا ہے؟ فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سواری (اونٹ یا اونٹنی) دیا کرتے تھے۔ (قرب الاسناد)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿فَمَتِّعُوۡہُنَّ وَ سَرِّحُوۡہُنَّ سَرَاحًا جَمِیۡلًا﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: جس قدر قدرت و طاقت ہے ان کو خوبصورتی کے ساتھ رخصت کرو کیونکہ وہ (مطلقہ عورتیں) بڑے حزن و ملال اور شرم و حیا اور شماتت اعداء کے ساتھ واپس جاتی ہیں اور خدا تعالیٰ جو رحیم و کریم ہے صاحب حیا ہے اور حیا والوں کو دوست رکھتا ہے تم میں سے خدا کے نزدیک زیادہ قابل احترام وہ ہے جو اپنی بیوی کا زیادہ احترام کرتا ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۰

جس عورت کو دخول کے بعد طلاق دی جائے اسے بھی بطور تمتع کچھ دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (مطلقہ) عورتوں کو بطور تمتع کچھ دینا واجب ہے۔ خواہ ان سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور یہ تمتع ہے بھی طلاق سے پہلے۔ (الفقیہ)

(چونکہ یہ مجمل روایت بحسب ظاہر سابقہ مفصل اور معتبر روایات کے منافی ہے کیونکہ وہاں صراحت ہے کہ یہ طلاق بائن یعنی غیر مدخولہ میں فرض ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ (وجوب) مستحب مؤکد پر محمول ہے۔

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: یہ مال و متاع عدت گزرنے کے بعد دے دیا جائے گا جو مالدار اپنی وسعت و طاقت کے مطابق اور غریب و نادار اپنی حیثیت کے مطابق دے گا۔ بھلا وہ عدت کے اندر کس طرح دے سکتا ہے۔ جبکہ (حق رجوع کی وجہ سے) عورت ہنوز مرد کی امیدوار ہے اور مرد عورت کا امیدوار، اور خدا (اپنی قدرت سے) ان کے درمیان جو چاہے (صورت حال) پیدا کر دے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ان دو حدیثوں میں جو بطور تمتع مال و متاع دینے کا تذکرہ ہے وہ استحباب پر محمول ہے کیونکہ طلاق رجعی تو دخول کے بعد ہے (اور یہ صرف طلاقِ بائن کی صورت میں ہے)۔ اور ظاہر ہے کہ دخول کے بعد اگر مہر مقرر ہو تو اس کی ادائیگی واجب ہوتی ہے۔ اور اگر مقرر نہ ہو تو پھر مہر المثل ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔ ہاں البتہ ان حدیثوں اور ان جیسی دوسری حدیثوں کی بنا پر مطلقۂ رجعیہ کو بھی بطور تمتع دینا مستحب ضرور ہے۔

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر مطلقہ عورت کیلئے مالِ تمتع ہے ماسوا خلع والی عورت کے۔ (کیونکہ وہ تو خود فدیہ دے کر طلاق حاصل کرتی ہے)۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۱۲ و ۴۸ و ۴۹ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الخلع (باب ۱۰ و ۱۱) میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۱

دخول سے پہلے طلاق دینے سے حق مہر آدھا ہو جاتا ہے یعنی آدھا ساقط ہو جاتا ہے اور (اگر ادا کر دیا گیا ہو تو) آدھا شوہر کی طرف واپس پلٹ جاتا ہے اور زوجہ کو صرف آدھا ملتا ہے)۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: جب کوئی شخص دخول سے پہلے اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو وہ (طلاق) بائن ہو جاتی ہے (اور اس کی عدت نہیں ہے اس لئے) اگر چاہے تو اسی وقت دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے۔ اور اگر اس کا حق مہر مقرر تھا تو اسے اس کا نصف ملے گا۔ اور اگر اس کا زر مہر مقرر نہیں کیا گیا تھا تو پھر بطور تمتع اسے (وجوباً) اپنی حیثیت کے مطابق کچھ مال و متاع دے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی ہے مگر ابھی اس سے دخول نہیں کیا تو؟ فرمایا: اگر اس حالت میں وہ عورت مر جائے یا مرد مر جائے۔ یا اسے طلاق مل جائے تو اسے حق مہر نصف ملے گا اور (شوہر کی موت کی صورت میں) اس پر پوری عدت (چار ماہ اور دس دن) واجب ہوگی۔ اور اسے وراثت بھی ملے گی۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں یہاں (باب ۲۴، ۳۰، ۳۱، ۳۴، ۳۵، ۴۸ و ۴۹ میں) اور نکاح العبید والاماء (باب ۱۳ و ۱۵) وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد یہاں (باب ۵۳ و ۵۵ میں) اور باب الطلاق اور میراث میں بیان کی جائینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۵۲

جس شخص کے ہاتھ میں (عورت کے) نکاح کی باگ ڈور ہے اس کے لئے طلاق کے وقت حق مہر کا کچھ حصہ معاف کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ﴾ وہ شخص جس کے ہاتھ میں عورت کے نکاح کی باگ ڈور ہے (اور وہ باپ یا بھائی یا وہ شخص جس کے بارے میں وصیت کی گئی ہو اور وہ جس کا فیصلہ عورت کے مال و متاع میں نافذ ہوتا ہے کہ اگر وہ اس کے لئے کچھ خرید کر لائے تو وہ اس کی اجازت دے دیتی ہے) پس جب ایسا شخص (کچھ مقدار) معاف کر دے تو جائز ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ من لا یحضرہ الفقیہ میں مندرجہ بالا حدیث کے ساتھ یہ اضافہ بھی ہے کہ وہ (عورت کا سرپرست) کچھ لے کر کچھ معاف کر سکتا ہے۔ مگر سارا حق مہر معاف نہیں کر سکتا۔ (الفقیہ)

(کیونکہ پورا حق مہر معاف کرنے کا حق صرف عورت کو ہے۔ یا جب ولی اس کی اجازت سے ایسا کرے)۔

۳۔ جناب عیاشی نے اپنی تفسیر میں سابقہ روایت بروایت ابوبصیر نقل کی ہے اور اس میں اس قدر اور اضافہ ہے کہ راوی نے عرض کیا کہ اگر (مطلقہ) عورت یہ کہہ دے کہ میں سرپرست کی (معافی کی) اجازت نہیں دیتی تو؟ فرمایا: اسے یہ حق حاصل نہیں ہے۔ جب وہ اپنے مال میں اس کی خرید و فروخت کی اجازت دیتی ہے تو اس (معافی) کی اجازت کیوں نہیں دیتی؟ (العیاشی)

۴۔ نیز اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس ارشاد خداوندی ﴿اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ﴾ (مگر یہ کہ عورتیں معاف کر دیں) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: عورت نصف حق مہر معاف کر سکتی ہے۔ پھر عرض کیا: ﴿اَوْ يَعْفُوَا الَّذِىْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ﴾ (یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی باگ ڈور ہے) اس سے کون مراد ہے؟ فرمایا: اس سے مراد ایک تو عورت کا باپ ہے کہ وہ جب معاف کر دے تو جائز ہے۔ دوسرا اس کا بھائی ہے وہ بھی بمنزلۂ باپ ہے اس کے لئے بھی معاف کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ عورت (بہن) کی سرپرستی کرتا ہو اور اس کے تمام معاملات کی دیکھ بھال کرتا ہو۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اس کا حکم اس عورت پر لاگو نہیں ہوگا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس کی وجہ اور تفصیل اس سے پہلے اولیاء عقد کی بحث (باب ۸ میں) گزر چکی ہے۔ وہاں یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ بھائی کا حکم وکالت والی صورت پر محمول ہے یعنی جب کوئی عورت اپنے بھائی کو اپنے نکاح و طلاق کے معاملات میں وکیل بنائے۔

باب ۵۴

اس شخص کا حکم جو کسی عورت سے شادی کرے اور اس کا حق مہر اسی عورت کے (غلام) باپ کو قرار دے جس کی قیمت پانچ سو درہم ہے۔ مگر وہ عورت سے شرط مقرر کرے کہ وہ اسے ایک ہزار درہم واپس لوٹائے۔ اور پھر دخول سے پہلے اسے طلاق دے دے؟ اور اس شخص کا حکم جو کسی کنیز سے شادی کرے اور اس کا حق مہر اس کی آزادی کو قرار دے اور پھر دخول سے پہلے اسے طلاق دے دے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی اور حق مہر اسی کے (غلام) باپ کو قرار دیا۔ اس شرط پر کہ وہ (عورت) اسے ایک ہزار درہم بھی لوٹائے گی پھر دخول سے پہلے اسے

طلاق دے دی اب وہ کس قدر درہم لوٹائے؟ جب کہ وہ نصف مہر کی مالک ہے اور اس کے باپ کی قیمت اس کے بڑھاپے کی وجہ سے صرف پانچ سو درہم ہے۔ (جس سے اس کے حصہ سے صرف اڑھائی سو درہم ہیں)۔ مگر وہ شخص (شوہر) کہتا ہے کہ یہ رعایت صرف ایک ہزار واپس لینے کی) تمہاری خاطر کی ہے ورنہ میں تو اسے تین ہزار میں بھی فروخت کرتا......؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس شخص کے قول (بڑ) پر نگاہ نہیں کی جائے گی اور عورت اسے کچھ بھی واپس نہیں کرے گی (کیونکہ اس شخص نے یہ سب کچھ دھوکہ بازی سے کیا ہے)۔ (الفروع)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنی کنیز کو آزاد کرتا ہے اور اس سے شادی کرتا ہے اور اس کی آزادی کو ہی اس کا حق مہر قرار دیتا ہے اور پھر دخول سے پہلے اسے طلاق دے دیتا ہے تو؟ فرمایا: وہ عورت کوشش کر کے اپنی نصف قیمت اسے ادا کرے گی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے نکاح الاماء (باب ۵۱) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۵۴

دخول کرنے سے پورا حق مہر واجب و ثابت ہو جاتا ہے اور اس (دخول) سے مراد مقاربت فی القبل ہے اگرچہ انزال نہ ہو نہ کہ دوسرے تمتعات۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے والد (سنان) نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا جبکہ میں بھی حاضر تھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی اور جب وہ اس کے پاس لائی گئی تو اس نے اسے چھوا تک نہیں اور طلاق دے دی آیا اس عورت پر عدت ہے؟ فرمایا: عدت تو صرف پانی (منی) کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس پر عرض کیا گیا کہ اگر شوہر فرج میں مباشرت تو کرے مگر انزال نہ ہو تو؟ فرمایا: جب دخول ہو جائے تو غسل واجب ہو جائے گا، حق مہر بھی اور عدت بھی۔ (الفروع)

۲۔ حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (زن و مرد کے) ختنہ کے مقام متصل ہو جائیں (دخول ہو جائے) تو (پورا) حق مہر اور عدت دونوں چیزیں اور غسل سب واجب ہو جاتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ داؤد بن سرحان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مرد عورت (کی اندام نہانی

میں) دخول کرے تو اس سے غسل، (کنوارے کو) کوڑے، اور (شادی شدہ کو) سنگسار کرنا اور (پورا) حق مہر واجب ہو جاتے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ پورے مہر کو واجب نہیں کرتا۔ مگر دخول فی الفرج۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ملامسة النساء (عورتوں کو چھونے) سے مراد (جس کا قرآن میں تذکرہ ہے)۔ ان سے مقاربت کرنا ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۴۴ میں) اور غسل جنابت (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد یہاں (باب ۵۵ و ۵۶ میں) اور باب الطلاق والحدود میں آئینگی اور کچھ ایسی حدیثیں بھی آئینگی جو بظاہر ان کے منافی ہونگی اور ہم ان کی توجیہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۵

اگر کسی طرح معلوم ہو جائے کہ زوجہ سے مقاربت نہیں کی گئی بلکہ صرف خلوت کی گئی ہے تو اس سے سارا حق مہر ثابت نہیں ہوتا بلکہ طلاق کی صورت میں نصف ثابت ہوتا ہے اور اصل معاملہ کے مشتبہ ہونے اور اختلاف ہونے کا حکم؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی۔ پھر دروازہ بند کیا۔ پردہ لٹکایا اور بوس و کنار کیا۔ بعد ازاں اسے طلاق دے دی۔ آیا اس سے (پورا) حق مہر واجب ہو جاتا ہے؟ فرمایا: پورا حق مہر صرف مقاربت کرنے سے واجب ہوتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا ایک آدمی اپنی ایسی زوجہ کو طلاق دیتا ہے جس کے ہر عضو کو اس نے چھوا تو ہے مگر مقاربت نہیں کی۔ آیا اس کے لئے عدت ہے؟ فرمایا: ایک بار امام محمد باقر علیہ السلام بھی اسی صورت حال سے دوچار ہوئے تھے۔ اور ان کے والد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جب کوئی شوہر (اپنی بیوی کے ہمراہ) دروازہ بند کر دے اور پردہ لٹکا دے تو (طلاق کی صورت میں) اس سے (پورا) حق مہر اور عدت واجب ہو جاتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے تقیہ پر اور استحباب پر محمول ہونے کا احتمال ہے اور حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابن ابی عمیر کا بیان ہے کہ اس صورت حال میں حدیثیں مختلف ہیں کہ آیا اس سے پورا حق مہر ثابت ہوتا ہے یا نصف؟ اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ حاکم شرع نے تو ظاہر پر نگاہ کرنی ہے۔ پس جب شوہر نے دروازہ بند کر لیا۔ اور پردہ لٹکا دیا (تو بظاہر چونکہ یہ مجامعت کی علامت ہے) اس لئے اس سے حسب ظاہر پورا حق مہر واجب ہو جائے گا۔ ہاں البتہ عورت پر بینھا و بین اللہ واجب ہے کہ حقیقت الامر کے مطابق روش اختیار کرے یعنی اگر اس سے مباشرت نہیں ہوئی تو پھر مقررہ حق مہر کا نصف لے۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھی ابن ابی عمیر کا یہ بیان نقل کیا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ توجیہہ بڑی عمدہ ہے اور ہم نے صرف اس صورت میں نصف حق مہر کو واجب قرار دیا ہے کہ جب علم ہو کہ مقاربت نہیں ہوئی، یا اس کا علم حاصل کرنا ممکن ہو۔ اور جب اس کا علم و یقین حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو پھر ابن ابی عمیر کا قول درست ہے۔

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے پھر اس سے خلوت کرے یعنی دروازہ بند کر دے اور پردہ لٹکا دے اور پھر اسے طلاق دے دے تو اس سے (پورا) حق مہر واجب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی خلوت ہی دخول ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ ابھی سابقہ حدیث کے ذیل میں بیان ہو چکی ہے۔ (کذا عن علی علیہ السلام کما فی التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھی یونس بن یعقوب از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام والی وہ حدیث من و عن روایت کی ہے جو نمبر ا پر فروع کافی سے نقل کی جا چکی ہے۔ دونوں بزرگوں (کلینی و طوسی) کا عمل بھی اسی کے مطابق ہے۔ واللہ العالم۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۹ و ۵۷ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۶

اس صورت کا حکم کہ جب مرد عورت کے ساتھ خلوت کرے اور عورت مباشرت کا دعویٰ کرے؟ یا دونوں عدم مباشرت پر اتفاق کریں جبکہ امین یا متہم ہوں؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ایک عورت سے شادی کرتا ہے اور اپنے اوپر اور اس پر پردہ ڈالتا ہے اور دروازہ بند کرتا ہے اس کے بعد اسے طلاق دے دیتا ہے۔ پس جب عورت سے پوچھا جاتا ہے کہ آیا اس سے مباشرت کی ہے؟ تو کہتی ہے: نہیں۔ اور جب مرد سے دریافت کیا جاتا ہے کہ تو نے مقاربت کی ہے تو وہ بھی کہتا ہے کہ نہیں تو؟ فرمایا: ان کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ عورت یہ کہہ کر چاہتی ہے کہ اسے عدت نہ گزارنی پڑے اور مرد یہ کہہ کر چاہتا ہے کہ اسے پورا حق مہر ادا نہ کرنا پڑے۔ امام علیہ السلام کا مقصد یہ ہے کہ یہ (ان کے قول پر عدم اعتبار) اس صورت میں ہے کہ جب میاں بیوی متہم ہوں (امین نہ ہوں)۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار، کذا فی علل الشرائع)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی۔ پھر اس کے پاس گیا۔ پردہ لٹکایا اور دروازہ بند کیا مگر اس کے باوجود وہ گمان کرتا ہے کہ اس نے مباشرت نہیں کی۔ اور عورت بھی (استفسار کرنے پر) مرد کی تصدیق کرتی ہے تو آیا اس پر عدت واجب ہے؟ فرمایا: نہ۔ کیونکہ عدت اس وقت ہوتی ہے جب پانی نکلے (یعنی دخول ہو)۔ امام علیہ السلام ما مطلب یہ ہے کہ جب میاں بیوی دونوں امین ہوں تو ان کے بیان کی تصدیق کی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار) مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ از لعان میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۷

اس شخص کا حکم جو اپنی باکرہ بیوی کے ساتھ خلوت کرے اور بیوی مباشرت کا دعویٰ کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی نابالغہ بچی سے شادی کی کہ جس قسم کی بچیوں سے مباشرت نہیں کی جاتی۔ یا ایک ایسی عورت سے شادی کی جو شرم گاہ کے بستہ ہونے کی وجہ سے ناقابل جماع تھی پس جب ہی اس کی منکوحہ اس پر داخل کی گئی تو اس نے اسی وقت اسے طلاق دے دی تو؟ فرمایا: قابل وثوق عورتوں سے ان کا معائنہ کرایا جائے گا۔ پس اگر وہ گواہی دیں کہ یہ ابھی بھی اسی طرح (باکرہ) ہیں جس طرح پہلے تھیں۔ تو ان کو مقررہ حق مہر کا نصف ملے گا۔ اور ان پر کوئی نخوت نہ ہوگی۔ فرمایا اور اگر ان کا شوہر طلاق دینے سے پہلے مر جائے۔ تو ان کو اس کی میراث ملے گی اور نصف حق مہر بھی اور ان کو عدت وفات چار ماہ اور دس دن گزارنی پڑے

گی۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵۶ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو بعض مقصود پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵۸

جب دخول سے پہلے مرد یا عورت مر جائے تو آیا اس صورت میں مقررہ حق کا نصف واجب ہوگا یا پورا؟

(اس باب میں کل پچیس حدیثیں ہیں جن میں سے پندرہ مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمۃ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص غیر مدخولہ بیوی چھوڑ کر مر جائے تو؟ فرمایا: اسے نصف حق مہر اور وراثت مکمل ملے گی۔ اور اس پر پوری عدت (چار ماہ اور دس دن) لازم ہوگی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص غیر مدخولہ بیوی چھوڑ کر مر گیا تو؟ فرمایا: اسے اس کی میراث ملے گی، پوری عدت گزارے گی اور اگر اس کا حق مہر مقرر تھا تو اس کا نصف اسے ملے گا۔ اور اگر کچھ مقرر نہیں تھا تو پھر اسے کچھ نہیں ملے گا۔ (مگر ایک دوسرے کے وارث ہوں گے)۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک زوجہ دخول سے پہلے مر جائے یا اس کا شوہر دخول سے پہلے مر جائے تو؟ فرمایا: ان دو میں سے جو بھی اس صورت میں مر جائے تو عورت کو مقررہ حق مہر کا نصف ملے گا۔ اور اگر مقرر نہ تھا تو پھر اسے کچھ نہیں ملے گا۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ عبید بن زرارہ اور فضل ابوالعباس بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جس نے شادی کی مگر زوجہ سے مباشرت کرنے سے پہلے مر گیا۔ جبکہ اس نے حق مہر معیّن کیا تھا؟ فرمایا: اس کی بیوی کو نصف حق مہر ملے گا۔ اور اسے ہر چیز سے وراثت ملے گی۔ اور اگر وہ (غیر مدخولہ زوجہ) مر جائے تو شوہر کا بھی یہی حکم ہے (کہ نصف حق ادا کرے گا۔ اور اس کی ہر چیز سے وراثت حاصل کرے گا)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ دو بہنیں دو بھائیوں کو ہدیہ کی گئیں (اور انہوں نے ان سے نکاح کیا)۔ پس اگر وہ (مباشرت سے پہلے) مر جائیں تو؟ فرمایا: ان کے شوہر ان (اپنی بیویوں) کے وارثوں سے (ادا کردہ) حق مہر کے نصف کا مطالبہ کریں گے۔ اور ان (بیویوں) کی وراثت حاصل کریں گے۔ اور اگر اس حال میں ان کے شوہر مر جائیں تو وہ (بیویاں) ان کی وراثت حاصل کریں گی اور ان کو نصف حق مہر بھی ملے گا۔ (الفقیہ)

۶۔ عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنے بالغ لڑکے کا عقد نکاح ایک نابالغہ بچی سے کیا جو اس کی نگرانی میں تھی۔ تو؟ فرمایا: اس کا نکاح اس کے لڑکے پر تو نافذ ہے (کیونکہ وہ بالغ ہے) مگر لڑکی کی جانب سے فضولی ہے جسے بلوغت کے بعد اس کے رد و قبول کا حق حاصل ہے) پس اگر لڑکا مر جائے تو اس کی منکوحہ کا وارثت سے جو حصہ ہے وہ علیحدہ کر کے رکھ دیا جائے گا۔ پس جب بالغ ہوگی تو اس کا حلفیہ بیان لیا جائے گا پس اگر وہ کہہ دے کہ وہ اس نکاح پر راضی تھی۔ اور اس (رضایت) کا محرک وراثت حاصل کرنا نہیں ہے تو اسے اس کا وراثتی مال اور نصف حق مہر دے دیا جائے گا۔[۱] (ایضاً)

مخفی نہ رہے کہ ان چھ روایتوں کے علاوہ تیرہ عدد روایات اسی باب میں مذکور ہیں جو اس مسئلہ میں حق مہر کے نصف پر دلالت کرتی ہیں۔ مگر ذیل میں پانچ حدیثیں ایسی ہیں جو پورے حق مہر کی ادائیگی پر دلالت کرتی ہیں۔ فتدبر۔

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص غیر مدخولہ بیوی چھوڑ کر مر گیا۔ تو؟ فرمایا: اگر اس نے اس کا حق مہر مقرر کیا تھا تو اسے وہ حق مہر ملے گا، عدت گزارے گی، جو کہ چار ماہ اور دس دن ہے۔ اور اسے (شوہر کی) وراثت بھی ملے گی۔ اور اگر اس نے اس کا حق مہر مقرر نہیں کیا تھا۔ تو پھر اسے حق مہر تو نہیں ملے گا۔ مگر اسے وراثت ملے گی۔ اور اس پر عدت لازم ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۸۔ ابو الصباح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص مر جائے اور ایسی بیوہ چھوڑ جائے جس سے اس نے مباشرت نہیں کی تھی۔ تو اگر اس نے حق مہر مقرر کیا تھا تو وہ اسے پورا ملے گا۔ اور وراثت کا اپنا حصہ بھی اسے ملے گا۔ اور اگر اس نے حق مہر مقرر نہیں کیا تھا۔ تو پھر اسے حق مہر تو نہیں ملے گا۔

---

[۱] اس حدیث کا تتمہ یوں ہے کہ اگر اسی حالت (عدم بلوغت) میں بچی مر جائے تو اس کا شوہر اس کا وارث نہیں بنے گا۔ کیونکہ بالغ ہو کر لڑکی کو نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل تھا۔ جبکہ لڑکے کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ (منہ عفی عنہ)

مگر وراثت ملے گی۔ (ایضاً)

۹۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے حق مہر مقرر کر کے ایک عورت سے شادی کی۔ مگر مباشرت کرنے سے پہلے انتقال کر گیا تو؟ فرمایا: اسے پورا حق مہر ملے گا۔ اور اسے وراثت بھی ملے گی۔ راوی نے عرض کیا کہ لوگ (اصحاب) آپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اس صورت میں اسے نصف حق مہر ملے گا تو؟ فرمایا: ان کو یاد نہیں رہا۔ میں نے تو یہ بات (نصف حق مہر والی) مطلقہ کے بارے میں کہی تھی (کہ اگر اسے دخول سے قبل طلاق مل جائے تو اسے نصف حق مہر ملے گا)۔ (ایضاً)

(نوٹ) اس مضمون کی مزید دو روایتیں اس باب میں مذکور ہیں اس طرح ایسی روایات کل پانچ ہیں۔ اور انیس عدد روایات دوسرے مضمون پر دلالت کرتی ہیں۔ فتامل)۔

۱۰۔ جناب سعد بن عبداللہ مختصر البصائر میں باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں کوئی ایسا شخص نہیں پاتا جس کے سامنے (پوری طرح شرح صدر کے ساتھ) حدیث بیان کر سکوں۔ (حالت یہ ہے کہ) میں ایک شخص کے سامنے حدیث بیان کرتا ہوں اور وہ آگے اسے اس طرح بیان کرتا ہے کہ جب میرے پاس لائی جاتی ہے تو مجھے کہنا پڑتا ہے کہ میں نے بیان نہیں کی۔ (مختصر البصائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ منصور بن حازم والی سابقہ روایت (نمبر ۹ یا اس مضمون کی دوسری بعض روایات جو کل پانچ عدد ہیں) تقیہ پر محمول ہیں (کیونکہ مخالفین کا یہی نظریہ ہے کہ اس صورت میں پورا حق مہر ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور ہمیں حکم ہے کہ اختلاف اخبار و آثار کی صورت میں ان اخبار کو ترجیح دیں جو مخالفین کے نظریہ کے خلاف ہیں جیسا کہ مقبولہ عمر بن حنظلہ وغیرہ میں مذکور ہے)۔ جبکہ دوسری قسم کی روایات (جو کہ اس صورت میں حق مہر کے نصف واجب الاداء ہونے پر دلالت کرتی ہیں جو کہ ۱۹ ہیں)۔ متواتر ہیں۔ واضح الدلالت ہیں اور ان کے راوی قابل وثوق و اعتماد ہیں (باایں ہمہ) مخفی نہ رہے کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے دوسری قسم کی روایات کو ترجیح دی ہے اور پہلی قسم کی روایات کو اس معنی پر محمول کیا ہے کہ بیوی کو یا اس کے وارثوں کو چاہیئے کہ اس صورت میں آدھا حق مہر چھوڑ دیں......... فرمایا: ''علاوہ بریں جس بات کا میں فتویٰ دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب دخول سے پہلے مرد مر جائے تو بیوہ کو پورا مقررہ حق مہر ملے گا.......... اور اگر اس صورت میں عورت مر جائے تو اس کے ورثہ کو نصف حق مہر ملے گا۔ کیونکہ جن روایتوں میں پورے حق مہر کے وجوب کا تذکرہ ہے ان میں یہ مذکور ہے کہ جب مرد مر جائے۔ ان میں یہ نہیں ہے کہ جب عورت مر جائے۔ اور

میں اخبار کے مضمون سے تجاوز نہیں کرتا۔ پس جن اخبار میں یہ وارد ہے کہ (اس حال میں) جب عورت مر جائے تو اس کے ورثہ کو نصف حق مہر ملے گا وہ اپنے ظاہر پر محمول ہیں۔ انتھی کلامه۔ .... بعض متاخرین علماء نے بھی حضرت شیخ کی موافقت کی ہے......... مگر چند وجوہ کی بنا پر پہلی قسم کی حدیثوں کی قوت مخفی نہیں ہے۔

اولاً: اس لئے کہ وہ کثیر التعداد ہیں جبکہ دوسری قسم کی حدیثیں قلیل ہیں۔ ثانیاً: پہلی قسم کی حدیثوں کے راوی زیادہ ثقہ، زیادہ پرہیزگار اور تعداد میں زیادہ ہیں۔ ثالثاً: اور بہت سی گزشتہ اور آئندہ حدیثوں سے ان کی تائید مزید ہوتی ہے۔ رابعاً: وہ زیادہ واضح الدلالہ اور صریح المعنی ہیں۔ بخلاف دوسری قسم کی حدیثوں کے کہ ان میں تاویل کی گنجائش ہے مثلاً ان کو استحباب پر محمول کیا جا سکتا ہے (کہ واجب الاداء تو نصف ہے مگر سب کا ادا کرنا مستحب ہے)۔ یا یہ کہ یہاں مہر کے لفظ کو اسی نصف پر اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں شرعاً ثابت جو یہی مقدار ہے۔ اور خامساً: اس لئے کہ پہلی قسم کی روایات تقیہ سے بعید ہیں۔ اور ان کے مقابل والی روایتوں کو تقیہ پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ (کیونکہ یہ مخالفین کے نظریہ کے مطابق ہیں) اور یہ اختلاف اخبار کے وقت سب مرجحات سے بڑا مرجح ہے۔ اور جناب شیخ عورت اور مرد کی موت کے سلسلہ میں جس تفصیل کے قائل ہوئے ہیں اس کو سابقہ روایات رد کرتی ہیں کیونکہ ان میں مرد پہلے مرے یا عورت پہلے مرے دونوں کا حکم ایک ہی قرار دیا گیا ہے کہ اس صورت میں مقررہ حق مہر نصف ہو جائے گا۔ (الغرض اس قول کے مطابق طلاق قبل از دخول اور موت قبل از دخول کا حکم ایک ہی ہے۔ کہ اس صورت میں نصف حق مہر واجب الاداء ہوتا ہے۔ **وھو الاقوی و الاظھر کما لا یخفی۔**

باب ۵۹

حق کی مقدار مقرر نہ کی گئی ہو اور پھر دخول سے پہلے ایک فریق (میاں یا بیوی) مر جائے تو عورت کا کوئی حق مہر نہ ہوگا البتہ اسے وراثت ملے گی۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی۔ مگر اس کا حق مہر معیّن نہ کیا۔ اور دخول سے پہلے مر گیا۔ یا دخول سے قبل اسے طلاق دے دی تو؟ فرمایا: اس صورت میں اس کا کوئی حق مہر نہیں ہے۔ البتہ وہ اپنے شوہر کی اور شوہر اس کا وارث بنے گا۔ (اور طلاق کی صورت میں اسے بطور تمتع کچھ مال و متاع دیا جائے گا)۔ (الفروع)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی۔ اور حق مہر معیّن نہ کیا۔ اور پھر دخول سے پہلے مرگیا۔ تو؟ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: اس کے لئے وراثت کافی ہے۔ اور اس کا کوئی حق مہر نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی۔ اور حق مہر معیّن نہ کیا۔ اور پھر دخول سے پہلے مرگیا تو؟ فرمایا: وہ عورت بمنزلۂ مطلقہ کے ہے۔ (التہذیب)

(حسب ظاہر چونکہ یہ سابقہ اصول کے منافی ہے۔ اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ متوفی کے وارثوں کے لئے مستحب ہے کہ اسے کچھ زر مہر دے دیں۔ جس طرح اس صورت میں مطلقہ کو بطور تمتع کچھ مال و متاع دیا جاتا ہے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ تشبیہ حق مہر کے سقوط کے سلسلہ میں دی گئی ہے کہ جس طرح وہاں حق مہر ساقط ہے اسی طرح یہاں بھی ساقط ہے۔ نہ کہ بطور تمتع کچھ دینے کے بارے میں۔ واللہ العالم۔

باب ۶۰

اس شخص کا حکم جو اپنے غلام کی شادی ایک آزاد عورت سے کرے اور پھر دخول سے پہلے اسے فروخت کردے!

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابی حمزہ سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کی شادی ایک سو درہم حق مہر (کے عوض) ایک آزاد عورت سے کردی۔ اور پھر دخول سے پہلے اسے فروخت کر دیا تو؟ آپؑ نے فرمایا: اس کی قیمت میں سے مقررہ حق مہر کا نصف (پچاس درہم) مالک اس عورت کو ادا کرے گا۔ کیونکہ یہ رقم بھی بمنزلہ اس قرضہ کے ہے۔ جو غلام کسی سے اپنے مالک کی اجازت سے لیتا ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۸ از نکاح العبید میں) گزر چکی ہیں۔

﴿ بیویوں میں راتوں کی تقسیم اور بیوی کی نافرمانی اور باہمی اختلاف کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل تیرہ (۱۳) باب ہیں)

باب ۱

آزاد عورت اگر ایک ہو تو چار میں سے ایک رات اس کی ہے اور دو ہوں تو ان کی دو راتیں، تین ہوں تو تین اور اگر چار ہوں تو چار راتیں ان کی ہیں اور باقی راتیں شوہر کی ہیں وہ جہاں چاہے شب بسر کرے اور جسے چاہے ترجیح دے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں جن میں سے ایک زیادہ عزیز ہے۔ آیا اس کے لئے جائز ہے کہ ایک کو دوسری پر (تقسیم شبی میں) ترجیح دے؟ فرمایا: ہاں جب تک پوری چار نہ ہوں۔[1]

(التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن عقبہ سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا جب کسی شخص کے پاس دو بیویاں ہوں تو آیا وہ ایک کو تین راتیں اور دوسری کو ایک رات دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب ۲ و ۴ و ۹ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] اس حدیث کا تتمہ یوں ہے: دو بیویوں والا ایک کے پاس تین اور دوسری کے پاس ایک گزار سکتا ہے کیونکہ اس صورت میں اس کے پاس دو راتیں زیادہ موجود ہیں وہ جسے چاہے دے دے اور یہ اس لئے کہ اسے چار شادیاں کرنے کا حق ہے اور ہر بیوی کے لئے ایک رات! اس لئے کسی کو کسی پر ترجیح دے سکتا ہے۔ جب تک پوری چار نہ ہوں۔ اور جب کوئی شخص باکرہ لڑکی سے شادی کرے جبکہ اس کے پاس پہلے شوہر دیدہ عورت موجود ہو تو تین راتیں نئی دلہن کے لئے مخصوص ہیں بعد ازاں تقسیم شروع ہوگی۔ (التہذیب، الاستبصار، نوادر احمد بن عیسیٰ)

باب ۲

جب کسی شخص کے ہاں بیوی موجود ہو اور وہ دوسری شادی کرے تو اگر نئی بیوی باکرہ ہو تو اس کے لئے سات راتیں اور کم از کم تین راتیں مخصوص ہیں۔ اور اگر شوہر دیدہ ہو تو پھر اس کے لئے تین راتیں مختص ہیں۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس ایک بیوی موجود ہے۔ اور وہ دوسری شادی کرتا ہے۔ آیا وہ دوسری کو (وقت دینے میں) ترجیح دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر وہ (نئی دلہن) باکرہ ہے تو اس کے لئے سات راتیں اور اگر شوہر دیدہ (مطلقہ یا بیوہ) ہے تو اس کے لئے تین راتیں مختص ہیں۔ (الفقیہ)

۲۔ عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب زینب بنت جحش سے شادی کی تو دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا اور لوگوں کو کھانا کھلایا......... اور سات شب و روز وہاں مقیم رہے۔ بعد ازاں جناب ام سلمہ کے گھر منتقل ہو گئے کیونکہ اگلی رات اور صبح ان کی باری تھی۔ (علل الشرائع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب ایک شخص کے پاس شوہر دیدہ عورت موجود ہو۔ اور پھر باکرہ سے شادی کرے تو تین دن تک باکرہ کو ترجیح دینا اس کے لئے روا ہے (بعد ازاں برابر تقسیم کرے)۔

(التہذیب، الاستبصار)

۴۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُن (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس بیوی موجود ہے اور وہ دوسری شادی کرتا ہے۔ تو وہ ایک کو دوسری پر (تقسیم وقت میں) ترجیح دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اگر نئی نویلی دلہن باکرہ ہے تو اسے تین دن تک ترجیح دے سکتا ہے۔ بعد ازاں برابر تقسیم کرے مگر یہ کہ ایک اپنی خوشی سے اپنا حق دوسری کو دے دے۔ (التہذیب، الاستبصار، نوادر احمد بن محمد بن عیسٰی)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص باکرہ لڑکی سے شادی کرتا ہے تو؟ فرمایا: سات دن تک اس کے ہاں قیام کرے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ فرماتے ہیں کہ (سات اور تین دن کے اختلاف کو) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے یہ تاویل کر کے حل کیا ہے۔ کہ سات دن کو جواز پر اور تین دن کو افضلیت پر محمول کیا ہے۔

باب ۳

نان ونفقہ میں بعض بیویوں کو بعض پر اگرچہ ترجیح دینا جائز ہے مگر مستحب یہ ہے کہ بالکل برابر سراسر سلوک کیا جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالملک بن عتبہ ہاشمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس دو بیویاں موجود ہیں آیا کپڑے یا دوسرے کسی عطیہ مین ایک کو دوسری پر ترجیح دے سکتا ہے؟ فرمایا: مضائقہ تو کوئی نہیں مگر ان کے درمیان عدل و انصاف کی کوشش کرنی چاہیے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ معمر بن خلاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا ایک شخص اپنی بعض بیویوں کو دوسری بعض پر ترجیح دے سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ ہاں البتہ کنیزوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نے اسے کراہت پر محمول کیا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے واجبی شب باشی کی تقسیم مراد ہو جبکہ پوری چار بیویاں موجود ہوں (کہ اس صورت میں کسی کو کسی پر ترجیح دینا جائز نہیں ہے)۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الصدقات اور وصایا میں گزر چکی ہیں۔

باب ۴

شب باشی کی واجبی تقسیم میں عدل وانصاف کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے پاس دو بیویاں موجود ہوں۔ اور وہ شب باشی کی اور مال کی تقسیم میں عدل و انصاف نہ کرے تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں محشور ہوگا کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں گے۔ اور اس کا ایک پہلو لٹکا ہوا ہوگا۔ یہاں تک کہ واصل جہنم ہوگا۔ (عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب اول میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ و ۹ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

واجبی شب باشی میں صرف رات کو وہاں سونا اور اس کی صبح کو وہاں موجود ہونا واجب ہے۔ نہ کہ ہمبستری کرنا بھی۔ ہاں البتہ وہ ہر چار ماہ میں ایک بار واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم کرخی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی چار بیویاں ہیں اور وہ جب تین بیویوں کے پاس سوتا ہے تو ان سے مباشرت بھی کرتا ہے مگر جب چوتھی کے پاس سوتا ہے تو اس سے مباشرت نہیں کرتا۔ آیا اس طرح وہ گنہگار ہوگا؟ فرمایا: اس سلسلہ میں اس پر صرف رات وہاں سونا اور صبح وہاں موجود ہونا ضروری ہے۔ اور ارادہ نہ ہو۔ تو مباشرت کرنا ضروری نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب شیخ فضل بن حسن طبرسی اپنی تفسیر مجمع البیان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مرض (الموت) میں بھی اپنی بیویوں کے درمیان تقسیم اوقات فرماتے تھے۔ چنانچہ ان کو ان کے درمیان چکر دلایا جاتا تھا۔ (مجمع البیان)

۳۔ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں اور آپ کا معمول یہ تھا کہ جب ایک کی باری ہوتی تھی تو دوسری کے گھر وضو بھی نہیں کرتے تھے۔ (ایضاً)

• مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۷۱ از مقدماتِ نکاح میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ (بلا عذرِ شرعی) جوان بیوی کے ساتھ چار ماہ سے زائد تک مباشرت نہ کرنا جائز نہیں ہے۔

باب ۶

عورت کے لئے کوئی معاوضہ وغیرہ لے کر (یا اس کے بغیر) تقسیم اوقات میں سے اپنا حق ساقط کرنا جائز ہے اگرچہ یہ کاروائی سوکن کے خوف یا طلاق کے ڈر کی وجہ سے ہی ہو۔ اور اس صورت کا حکم جب میاں بیوی عقد کے ضمن میں اس تقسیم کے ترک کی شرط مقرر کریں؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص کسی عورت سے شادی کرے تو اس کے لئے وہ سب کچھ نان و نفقہ اور کپڑا ہوگا جو کسی عورت کیلئے ہوتا ہے لیکن اگر وہ کسی عورت سے شادی کرے اور عورت کو شوہر کے جور و جفا

کا خوف ہو۔ یا اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ اس پر سوکن لائے گا۔ یا اسے طلاق دے گا۔ اس لئے وہ کچھ لے کر اپنے نفقہ یا وقت میں سے کچھ ساقط کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں۔ ان میں سے ایک اس سے کہتی ہے کہ میرے حصہ کی رات اور دن ایک ماہ تک مثلاً تمہارے لئے ہے (تمہیں معاف ہے) آیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: جب عورت اپنی خوشی سے ایسا کرے اور مرد کچھ دے دلا کر اسے اس پر راضی کرے تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۴ از نکاح عبید میں) اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ میں) آئینگی اور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں بھی اس سے پہلے حق مہر (باب ۳۹) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۷

متعدد زوجاؤں میں تقسیم اوقات (اور نان ونفقہ وغیرہ امور میں) مساوات واجب ہے نہ کہ قلبی محبت میں (کہ یہ انسان کا اختیاری فعل نہیں ہے)۔ اور جو شخص کسی کنیز سے شادی کرے اس کیلئے جائز ہے کہ اس کی آزادی کو اس کا حق مہر قرار دے اور اس سے تقسیم اوقات کے ترک کی شرط مقرر کرے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں سوال کیا۔ ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾ (جس قدر عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو۔ دو، تین اور چار اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ ان کے درمیان عدل وانصاف نہیں کرو گے تو پھر صرف ایک سے نکاح کرو)۔ (کہ یہاں عدل نہ کرنے سے کیا مراد ہے؟) فرمایا: اس سے نان ونفقہ مراد ہے۔ (کہ اس میں آدمی عدل کرنا چاہے تو کر سکتا ہے)۔ اور اس ارشاد باری تعالیٰ کے بارے میں سوال کیا: ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ (کہ اگر تم پوری کوشش وکاوش بھی کرو۔ تو تم عورتوں میں عدل نہیں کر سکتے۔ لہٰذا تم ایک کی طرف اس طرح مکمل جھکاؤ نہ کرو کہ دوسری کو لٹکا کر رکھ دو)، (اس عدل نہ کر سکنے سے کیا مراد ہے؟) فرمایا: اس سے قلبی محبت مراد

ہے۔(جو آدمی کے بس کا روگ نہیں ہے)۔ خلاصہ یہ کہ تقسیم اوقات اور واجبات نان ونفقہ میں مساوات واجب ہے اس سے زائد مقدار میں اور قلبی محبت ومیلان میں مساوات واجب نہیں ہے)۔

(الفروع، التہذیب، تفسیر القمی)

۲۔ قبل ازیں (باب ۲۳ از احکام خلوت میں) جناب زید بن امام زین العابدین علیہ السلام کی یہ روایت گزر چکی ہے جو انہوں نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے آنحضرتؐ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: چند چیزوں کی وجہ سے عذاب قبر ہوتا ہے: (۱) چغلخوری کرنے سے، (۲) پیشاب کے چھینٹوں سے اجتناب نہ کرنے کی وجہ سے اور (۳) مرد کے اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کرنے کی وجہ سے۔ مؤلف علام فرماتے ہیں: دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے نکاح الاماء (باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸

جب کوئی کنیز کسی آزاد عورت کے ساتھ اکٹھی ہو جائے تو آزاد عورت کے لئے دو راتیں ہوگی اور کنیز کیلئے ایک رات اور یہی حکم اس صورت کا ہے جب کوئی ذمیہ عورت مسلمان عورت کے ساتھ اکٹھی ہو جائے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص آزاد عورت کی موجودگی میں کنیز سے شادی کرنا چاہے تو؟ فرمایا: نہیں کرسکتا۔ البتہ اگر اس کے پاس پہلے کنیز موجود ہو اور اس کے بعد آزاد عورت سے شادی کرنا چاہئے تو تقسیم اوقات کے سلسلہ میں آزاد عورت کو کنیز کے دو برابر وقت دے گا۔ راوی کہتا ہے کہ اگر کوئی کنیز سے شادی کرنا چاہے تو؟ فرمایا: جب مضطر ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، النوادر)

۲۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کنیز کی موجودگی میں آزاد عورت سے شادی کی جاسکتی ہے۔ مگر آزاد کی موجودگی میں کنیز سے شادی نہیں کی جاسکتی۔ اور جب کنیز پہلے موجود ہو اور بعد ازاں آزاد سے شادی کی جائے گی تو آزاد کو وقت اور نان ونفقہ کنیز کے دو برابر دے گا اور کنیز کو وقت ونفقہ آزاد عورت کے تیسرے حصہ کے برابر دے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مصاھرت (باب ۴۶) اور (باب ۷) مما یحرم بالکفر میں گزر چکی ہیں۔

باب ۹

جب تک پوری چار بیویاں نہ ہوں تب تک تقسیم اوقات میں بعض کو بعض پر ترجیح دینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں آیا اس کے لئے جائز ہے کہ ایک کو (تقسیم وقت میں) دوسری پر ترجیح دے؟ فرمایا: اس کے پاس چار راتیں ہیں بے شک ایک کو ایک دے کر باقی تین راتیں دوسری کو دے دے۔(قرب الاسناد)

۲۔ نیز علی بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس تین بیویاں ہیں آیا وہ (تقسیم وقت میں) بعض کو بعض پر ترجیح دے سکتا ہے؟ فرمایا: اس کے پاس چار راتیں ہیں (اور بیویاں تین اس طرح ایک رات زائد ہے) لہٰذا اگر چاہے تو ایک کو دو راتیں دے دے اور دوسری دو کو ایک ایک رات دے۔ اور نان ونفقہ اور کپڑے کا بھی یہی حکم ہے (کہ اس طرح اس میں بھی اسی طرح کمی وبیشی جائز ہے)۔(ایضاً)

باب ۱۰

جب میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو جائے تو ایک حَکَم مرد کے خاندان سے اور ایک حکم عورت کے خاندان سے مقرر کیا جائے گا (جو اصلاحِ احوال کی کوشش کریں گے) اور ان کے لئے جائز ہے کہ وہ دونوں میاں سے شرط مقرر کر لیں کہ وہ چاہیں گے تو ان کو اکٹھا رکھیں گے اور چاہیں گے تو ان کو جدا کر دیں گے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس ارشاد خداوندی کے بارے میں سوال کیا: ﴿فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا﴾ (کہ میاں بیوی کے درمیان اختلاف کی صورت میں دو حکم مقرر کرو۔ ایک مرد کے خاندان سے اور ایک عورت کے خاندان سے)؟ فرمایا: ان حکمین کو میاں بیوی سے مشورہ کئے بغیر ان میں جدائی ڈالنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ہاں البتہ ان کو میاں بیوی سے یہ شرط مقرر کر لینی چاہیئے کہ وہ چاہیں گے تو ان کو اکٹھا رکھیں گے اور چاہیں گے تو ان کے درمیان جدائی ڈال دیں گے۔ پس اس صورت میں ان کا اکٹھا یا جدائی کرنا جائز اور نافذ

العمل ہوگا۔ (الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۲ از امر بالمعروف میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

جب کسی عورت کو مرد کے جور و جفا یا اس کی روگردانی کا اندیشہ ہو تو اپنا کچھ حق از قسم وقت، نفقہ یا حق مہر وغیرہ کچھ چھوڑ کر اس سے مصالحت کر سکتی ہے اور مرد کیلئے اس کا لینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس ارشاد خداوندی کے بارے میں سوال کیا: ﴿وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا﴾ (اگر عورت کو شوہر کے جور و جفا یا اس کی روگردانی کا خطرہ ہو تو......)؟ فرمایا: اس سے مراد وہ عورت ہے جو کسی شخص کی زوجیت میں ہے۔ مگر وہ اسے ناپسند کرتا ہے۔ اور اس سے کہتا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں طلاق دے دوں! اور وہ اس سے کہتی ہے کہ تو ایسا نہ کر اور میرے دشمنوں کو طعن و تشنیع کا موقع نہ دے۔ لیکن میں تمہیں اپنے ہاں شب باشی کی اجازت دیتی ہوں کہ جہاں جی چاہے گزار۔ اور اس کے علاوہ بھی کچھ لینا چاہتا ہے تو لے لے مگر مجھے اپنے حال پر چھوڑ دے (طلاق نہ دے)۔ یہ ہے ارشاد خداوندی ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا﴾ (ان کے لئے کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ وہ آپس میں صلح کر لیں)۔

(الفروع، التہذیب، العیاشی)

۲۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں سوال کیا: ﴿وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا﴾ فرمایا: ایک عورت مرد کی زوجیت میں ہوتی ہے جسے وہ پسند نہیں کرتا۔ اور اسے طلاق دینا چاہتا ہے جس پر عورت اس سے کہتی ہے کہ مجھے طلاق نہ دے اور اپنے پاس رہنے دے اس کے عوض میں تیری پشت سے (حق مہر وغیرہ کا) بوجھ اتار لیتی ہوں اور تجھے اپنا اتنا مال بھی دیتی ہوں۔ اور اپنے حصہ کی شب و روز بھی تمہیں حلال کرتی ہوں۔ فرمایا: اس طرح یہ سب کچھ شوہر کے لئے حلال ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ جناب عیاشی نے اپنی تفسیر میں بروایت زرارہ از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام لکھا ہے فرمایا: جب عورت مرد کی ناشزہ و نافرمان بن جائے تو یہ (طلاق) خلع ہے بے شک جس قدر چاہے مرد عورت سے (مال و متاع) لے سکتا

ہے (اور اس کو طلاق دے) اور جب عورت کی نافرمانی کے ساتھ ساتھ مرد بھی ناشزہ و نافرمان بن جائے تو اسی کا نام ''شقاق'' (باہمی چپقلش) ہے۔ (تفسیر عیاشی)

۴۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نہاری عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ ایک عورت سے نکاح کے وقت مرد یہ شرط مقرر کرتا ہے کہ وہ صرف دن کے وقت جب چاہے گا آئے گا یا ہر جمعہ میں یا ہر مہینہ میں ایک بار آئے گا اور نان و نفقہ صرف اس قدر دے گا.......... امامؑ نے فرمایا: یہ شرط بالکل بے جا ہے۔ جو شخص کسی عورت سے شادی کرے تو اس کے لئے وہ سب کچھ ہوتا ہے جو کسی بھی عورت کے لئے نان و نفقہ اور تقسیم وقت ہوتی ہے ہاں البتہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے اور وہ اس مرد کے جور و ستم یا روگردانی سے خائف ہو۔ یا اس کے عقد ثانی سے اندیشہ مند ہو تو اگر اپنے کچھ حقوق معاف کر کے اس سے مصالحت کر لے تو یہ جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

میاں بیوی کے حکمین کیلئے میاں بیوی میں ان کی اجازت کے بغیر جدائی ڈالنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام کی خدمت میں ارشاد خداوندی ﴿فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا﴾ (کہ میاں بیوی میں اَن بَن ہو جائے تو اصلاح احوال کیلئے ایک حکم مرد کے خانوادہ سے اور ایک عورت کے خاندان سے مقرر کرو) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: حکمین میاں بیوی کے مشورہ کے بغیر ان میں جدائی واقع نہیں کر سکتے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

میاں بیوی کی اجازت کے باوجود بھی حکمین کی تفریق درست نہیں مگر جب دونوں کا طلاق پر اتفاق ہو اور اس (طلاق) کے تمام شرائط پائے جائیں۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے اس فرمان ایزدی کے بارے میں سوال کیا: ﴿فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا﴾ اور عرض کیا کہ اگر یہ حکمین میاں بیوی سے اجازت طلب کرتے ہوئے کہیں "کیا تم دونوں نے اپنے معاملہ کی اصلاح یا جدائی میں ہمیں اپنا حکم نہیں بنایا؟" اور میاں بیوی کہیں کہ ہاں بنایا ہے۔ اور پھر حکمین اس بات پر گواہ بھی مقرر کریں۔ تو کیا اس حالت میں ان کا ان کے درمیان (طلاق کے ذریعہ) جدائی ڈالنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں مگر یہ (جدائی) تب ہوگی کہ جب دوسرے شرائط بھی پائے جائیں جیسے عورت کا حیض و نفاس سے پاک ہونا۔ اور اس طہر میں شوہر کا اس سے مباشرت نہ کرنا (وغیرہ)۔ عرض کیا کہ اگر ان حکمین میں سے ایک کہے کہ میں جدائی ڈالتا ہوں۔ اور دوسرا کہے کہ میں ایسا نہیں کرتا تو؟ فرمایا: جب تک دونوں حَکَم جدائی پر متفق نہ ہوں تب تک جدائی واقع نہ ہوگی۔ ہاں جب دونوں کا اس پر اتفاق ہو جائے تب جائز ہے۔

(الفروع، السرائر، التہذیب)

۲۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں بروایت زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام لکھتے کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا﴾ کے متعلق فرمایا کہ حکمین کو میاں بیوی میں جدائی کرنے کا اس وقت تک حق حاصل نہیں ہے جب تک میاں بیوی دونوں سے اجازت حاصل نہ کر لیں۔ (تفسیر عیاشی)

۳۔ عبیدہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار دو میاں بیوی حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ دونوں کے ہمراہ بہت سارے لوگ تھے۔ جناب امیر علیہ السلام نے حکم دیا کہ ایک حکم مرد کے خاندان سے اور دوسرا عورت کے خاندان سے مقرر کرو۔ پھر آپؑ نے حکمین سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا فرض کیا ہے؟ تم مناسب سمجھو تو اصلاح کرو۔ اور مناسب سمجھو تو ان کے درمیان جدائی ڈالو۔ اس پر عورت نے کہا: میں کتاب اللہ کے فیصلہ پر راضی ہوں۔ علیؑ میرے سرپرست ہیں۔ مگر مرد نے کہا کہ میں ان کے جدائی والے فیصلہ پر راضی نہیں ہوں۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ٹھہر جا۔ اس وقت تک یہاں سے قدم نہ اٹھا جب تک اس بات کا اقرار نہ کرے جس کا اقرار عورت نے کیا ہے۔ (کیونکہ حکمین مقرر کرنے کا مطلب ہی وہی ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (شرائط طلاق میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

اولاد کے احکام کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل ایک سونو (۱۰۹) باب ہیں۔

باب ۱

اولاد کا طلب کرنا اور زیادہ اولاد پیدا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمانوں کی اولاد عند اللہ شافع ومشفع (شفاعت کنندہ اور مقبول الشفاعہ) کے نام سے موسوم ہے۔ اور جب وہ بارہ سال کی ہو جائے تو ان کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب بلوغت کے سن وسال کو پہنچ جائے تب ان کی برائیاں بھی لکھی جاتی ہیں۔ (الفروع، توحید الصدوقؒ)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فلاں شخص (امام علیہ السلام کے ایک آدمی کا نام لیا) بیان کرتا ہے کہ میں اولاد کے معاملہ میں بے رغبت تھا یہاں تک کہ میں جب وقوف عرفات کر رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ میرے پہلو میں ایک نوجوان دعا وبکا میں مصروف ہے اور کہہ رہا ہے یا اللہ! میرے والدین، یا اللہ! میرے والدین (کو بخش) جب میں نے اس کی یہ دعا و پکار سنی تو اس سے مجھے بھی اولاد کی رغبت پیدا ہوئی (کہ میری بھی اولاد ہو جو میرے لئے طلب مغفرت کرے)۔ (الفروع)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام یہ آیت پڑھ کر ﴿وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآئِیْ﴾ فرماتے تھے کہ ان کا کوئی وارث نہیں تھا یہاں تک کہ بڑھاپے کے بعد خدا نے ان کو وارث عطا فرمایا۔ (ایضاً)

۴۔ سدیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک آدمی کی یہ سعادتمندی ہے کہ اس کا بیٹا خلقت کے لحاظ سے اخلاق اور شمائل و خصائل میں اس سے مشابہ ہو۔ (ایضاً)

۵۔ ابن مسکان بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی شخص کی یہ سعادت مندی ہے کہ اس کی اولاد ہو جن سے مدد حاصل کرے۔ (ایضاً)

۶۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اولاد زیادہ پیدا کرو کیونکہ کل فردائے قیامت تمہاری وجہ سے (امت کی) کثرت پر فخر ومباہات کروائے گا۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: جب خدا کسی بندہ کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس وقت تک موت نہیں دیتا جب تک اسے اس کا خلف (جانشین) نہیں دکھا لیتا۔ (الفقیہ)

۸۔ نیز فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جو شخص بلا خلف مر جائے وہ گویا کبھی لوگوں میں (زندہ ہی) نہ تھا۔ اور جو شخص اپنا جانشین چھوڑ کر مر جائے گویا وہ مرا ہی نہیں ہے۔ (ایضاً)

۹۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ چھوٹے بچے کو جو بیماری لاحق ہوتی ہے وہ اس کے والدین کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ شادیاں کرو۔ (اور اولاد بڑھاؤ) کیونکہ میں فردائے قیامت تمہاری کثرت پر فخر و ناز کروں گا حتیٰ کہ وہ بچہ جو سقط ہو جاتا ہے وہ بروزِ قیامت جنت کی دہلیز پکڑ کر کھڑا ہوگا۔ اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا۔ وہ کہے گا کہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گا جب تک میرے والدین مجھ سے پہلے داخل نہیں ہوں گے۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۷ از دفن، باب ۶۹ از مما یکتسب بہ۔ باب ۵۹ از آدابِ تجارت، باب ۱۱ از وقف و باب ۱۶ از مقدماتِ نکاح وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

نیک اولاد کا احترام کرنا، اس کا طلب کرنا اور اس سے محبت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نیک بیٹا خدا کی طرف سے ایک خوشبودار پھول ہے جو خدا نے اپنے بندوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور دنیا میں سے میرے خوشبودار پھول حسنؑ و حسینؑ ہیں جن کے نام میں نے بنی اسرائیل کے دونوں رسول شبر و شبیر کے نام پر رکھے ہیں۔ (الفروع، عیون الاخبار)

۲۔ اسی سلسلۂ سند سے مروی ہے فرمایا: نیک اولاد جنت کے خوشبودار پھولوں میں سے ایک خوشبودار پھول ہے۔(الفروع، الفقیہ)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: نیک اولاد کا ہونا آدمی کی سعادت مندی ہے۔(الفروع)

۴۔ فضل بن ابی قرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بار جناب عیسیٰ ایک ایسی قبر کے پاس سے گزرے جس کے مردے کو عذاب ہو رہا تھا۔ پھر جب ایک سال کے بعد وہاں سے گزرے تو اب اس کا عذاب بند ہو چکا تھا۔ عرض کیا: یا اللہ! اس کی کیا وجہ ہے کہ گزشتہ سال اس قبر والے پر عذاب ہو رہا تھا اور اس سال عذاب بند ہے؟ ارشاد قدرت ہوا: یہ شخص (جو خود بدکردار تھا) ایک نیک بچہ چھوڑ کر مرا تھا۔ جو اب بالغ ہوا ہے اور اس نے ایک راستہ کی اصلاح کی، اور ایک یتیم کو پناہ دی۔ اس لئے میں نے اس شخص کو اس کے بیٹے کے نیک عمل کی وجہ سے بخش دیا ہے۔ پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا کی جانب سے بندہ کی میراث نیک لڑکا ہے۔ جو اس کی وفات کے بعد خدا کی عبادت کرے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا﴾۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم ایک بندے پر اس لئے رحم و کرم فرماتا ہے کہ وہ اپنی اولاد سے سخت محبت کرتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۱ از مما یکتسب بہ، و باب ۱۰ از مقدمات نکاح وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب، بالخصوص باب ۸۸ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

آدمی فقیر ہو یا غنی، قوی ہو یا ضعیف ہر حال میں اولاد طلب کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ بکر بن صالح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو خط لکھا کہ پانچ سال سے میں نے اولاد طلب کرنے سے اجتناب کیا ہوا ہے۔ کیونکہ تنگدستی کی وجہ

سے میری بیوی نہیں چاہتی اور کہتی ہے کہ تنگدستی کی وجہ سے میں ان کی تربیت نہیں کر سکتی۔ آپ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: اولاد طلب کر۔ خدا انہیں روزی دے گا۔ (الفروع، مکارم الاخلاق)

۲۔ جناب سعید بن ھبۃ اللہ راوندی اپنی کتاب الخرائج والجرائح میں باسناد خود عیسیٰ بن صبیح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام زندان میں ہمارے ہاں تشریف لائے۔ جبکہ میں ان کو پہچانتا تھا۔ مجھے دیکھ کر فرمایا: تمہاری عمر پینسٹھ سال اور ایک ماہ اور دو دن ہے! میرے پاس دعاؤں کی ایک کتاب تھی جس پر میری تاریخ ولادت لکھی ہوئی تھی۔ جب میں نے دیکھی تو اپنی عمر امامؑ کے فرمان کے مطابق پائی۔ پھر امامؑ نے مجھ سے دریافت کیا۔ آیا تمہاری کچھ اولاد بھی ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ یہ سن کر امامؑ نے یوں دعا کی: ﴿اللّٰھم ارزقه ولدا یکون له عضدا فنعم العضد الولد﴾ (یا اللہ! اسے بیٹا عطا فرما جو اس کا قوت بازو بنے کیونکہ بہترین قوت بازو اولاد ہے)۔ پھر فرمایا: جس کی اولاد ہو وہ اس کی حق تلفی کا بدلہ لیتی ہے۔ اور جس کی اولاد نہ ہو وہ (بے چارہ) ذلیل ہوتا ہے (کیونکہ اس کا کوئی قوت بازو نہیں ہوتا)۔ (الخرائج والجرائح)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

بیٹیوں کا طلب کرنا اور ان کا احترام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد واسطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جناب ابراہیم (خلیل اللہ) نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تھا کہ وہ انہیں ایک ایسی بیٹی عطا فرمائے جو ان کی موت پر ان پر بآواز بلند گریہ و بکا کرے۔ (الفروع)

۲۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص تین بیٹیوں کی یا تین بہنوں کی پرورش کرے اس کے لئے جنت واجب ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! جو دو کی پرورش کرے تو؟ فرمایا: وہ بھی اسی طرح ہے (اس کے لئے جنت واجب)۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! جو صرف ایک (بیٹی یا بہن) کی پرورش کرے؟ فرمایا: وہ بھی اسی طرح ہے۔ (اس کے لئے بھی جنت واجب ہے)۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

ارشاد ہے لڑکیاں بہترین اولاد ہیں۔ جو لطف و مدارا کرتی ہیں، خدمت کیلئے آمادہ کا و رہتی ہیں، انس و محبت کرنے والی ہوتی ہیں اور بابرکت ہوتی ہیں اور کپڑوں کو صاف کرنے والی ہوتی ہیں۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص دو بیٹیوں کی یا دو بہنوں کی یا دو پھوپھیوں کی یا دو خالاؤں کی پرورش کرے تو یہ دونوں اس کے لئے جہنم سے حجاب بن جائینگی (اسے دوزخ سے بچالیں گی)۔ (الفقیہ)

۵۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ اپنی کتاب عدالداعی میں فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرے اور ان کی سختی و شدت پر صبر کرے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے شوہروں کے پاس پہنچ جائیں یا لقمۂ اجل بن کر قبروں میں پہنچ جائیں۔ تو وہ شخص اور میں جنت میں اس طرح جڑواں ہوں گے یہاں حضرت نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! اور جو دو کی پرورش کرے؟ فرمایا: خواہ دو کی کرے (وہ بھی اسی طرح)۔ عرض کیا گیا: اور جو صرف ایک کی کرے تو؟ فرمایا: خواہ ایک کی کرے (یعنی وہ بھی ایسا ہی ہے)۔ (عدۃ الداعی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

بیٹیوں کو ناپسند کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم کرخی سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے ایک قابل وثوق ساتھی بیان کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں شادی کی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ایک مرد جو کوئی خیر و خوبی ایک عورت میں دیکھ سکتا ہے۔ وہ میں نے اس عورت میں دیکھی ہے! مگر اس نے مجھ سے خیانت کی ہے؟ امام علیہ السلام نے پوچھا: وہ کیا؟ عرض کیا: اس نے بیٹی کو جنم دیا ہے! امام علیہ السّلام نے فرمایا: شاید تو نے اس (بیٹی) کو ناپسند کیا ہے۔ حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا﴾ (یہ تمہارے آباء و اجداد اور یہ تمہاری اولاد! تمہیں کیا پتہ کہ ان میں سے تمہارے لئے زیادہ سودمند کون ہے؟)۔ (الفروع)

۲۔ حمزہ بن حمران مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں

حاضر ہوا۔ وہ ابھی وہاں بیٹھا تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ اس کے گھر بچی پیدا ہوئی ہے۔ یہ خبر سن کر اس کے چہرہ کا رنگ بدل گیا۔ آنحضرتؐ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ عرض کیا: خیریت ہے؟ فرمایا: کہہ آخر کیا بات ہے؟ عرض کیا: جب میں گھر سے نکلا تو میری بیوی وضع حمل کی حالت میں تھی۔ اب مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس نے ایک بچی کو جنم دیا ہے! یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زمین اسے اپنے اوپر اٹھائے گی، آسمان اس پر سایہ ڈالے گا۔ خدا اسے روزی دے گا اور وہ ایک خوشبودار پھول ہے جسے تو سونگھے گا (پھر گھبراہٹ کیسی؟) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جس شخص کی ایک بیٹی ہو وہ مصیبت زدہ ہے۔ اور جس کی دو ہوں اس کی فریاد خدا سے ہے۔ اور جس کی تین ہوں اس سے جہاد اور ہر ناپسندیدہ کام ساقط ہے۔ اور جس کی چار ہوں پس اے اللہ کے بندو اس کی امداد کرو۔ اے اللہ کے بندو اسے قرضہ دو۔ اے اللہ کے بندو اس پر رحم کرو۔ (الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۳۔ حسین بن سعید لخمی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ایک ساتھی کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی۔ جب وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام علیہ السلام نے اسے ناراحت پایا۔ فرمایا کہ اگر (بالفرض) خدا تمہیں وحی کرے (کہ میں تمہیں کچھ دینا چاہتا ہوں) تو بتا کہ میں جو پسند کروں وہ دوں یا جو تو پسند کرے وہ دوں؟ تو تو کیا جواب دے گا؟ عرض کیا: میں کہوں گا یا اللہ! مجھے وہ دے جو تجھے پسند ہے۔ فرمایا: پس اس نے تمہارے لئے (لڑکی) پسند کی ہے۔ (پھر تو کیوں ناک بھوں چڑھا رہا ہے؟) پھر فرمایا: وہ لڑکا جسے جناب موسیٰ علیہ السلام کے عالم (جناب خضرؑ) نے قتل کیا تھا۔ جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ﴿فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَوٰةً وَّأَقْرَبَ رُحْمًا﴾ ''ہم نے چاہا کہ خدا اس کے والدین کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔'' فرمایا: چنانچہ خدا نے اس کے والدین کو اس کے عوض ایک ایسی لڑکی عطا فرمائی جس نے ستر نبیوں کو جنم دیا تھا۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیٹیاں نیکیاں ہیں اور لڑکے نعمتیں۔ نیکیوں پر ثواب عطا کیا جائے گا اور نعمتوں کے بارے میں بازپرس کی جائے گی۔ (ثواب الاعمال)

۵۔ احمد بن حسن حسینی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار ایک شخص نے بیٹیوں کی وجہ سے اپنے غم و غصہ کی آنجناب کے پاس شکایت کی۔ امامؑ نے اس سے فرمایا اگر تو چاہتا ہے کہ تیری نیکیاں دوگنی ہوں اور تیرے

گناہ معاف ہوں۔ تو اپنی بیٹیوں کے حال کی اصلاح کر۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں (شب معراج) جب سدرۃ المنتہیٰ سے آگے بڑھا اور اس کی ٹہنیوں تک پہنچا۔ تو میں نے اس کی کچھ ٹہنیوں کے پھلوں کو پستانوں کی شکل میں دیکھا کہ بعض سے دودھ، بعض سے شہد، بعض سے مکھن اور بعض سے گندم کی قسم کا آٹا نکل رہا تھا اور بعض سے سبزی نکل رہی تھی اور سب کا جھکاؤ زمین کی طرف تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ سب چیزیں نکل کر کہاں جا رہی ہیں؟ اس وقت میرے پروردگار نے مجھے ندا دی یا محمد! میں نے یہ چیزیں یہاں سے اس لئے اگائی اور نکالی ہیں تا کہ تمہارے مومنین کی بیٹیوں اور بیٹوں کو یہاں سے غذا بہم پہنچاؤں۔ پس بیٹیوں کے باپوں سے فرمائیں کہ وہ اپنی بیٹیوں کی وجہ سے دل تنگ نہ ہوں۔ میں نے ہی ان کو پیدا کیا ہے اور میں ہی ان کی روزی کا انتظام کروں گا۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ وغیرہ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

بیٹیوں کی موت کی تمنا کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بہت سی بیٹیاں ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: شاید تم ان کی موت کی تمنا کرتے ہو؟ خبردار! اگر تو نے ان کی موت کی تمنا کی اور وہ مر گئیں تو تمہیں ان کی موت پر اجر نہیں دیا جائے گا۔ اور جب اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو تو اس کا نافرمان ہوگا۔ (الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے ابواب میں گزر چکی ہیں۔

باب ۷

بچوں سے بڑھ کر بچیوں سے شفقت اور مہربانی کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن جعفر جعفری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خداوند عالم لڑکوں سے بڑھ کر لڑکیوں پر شفقت اور رحم و کرم فرماتا ہے۔ اور جو شخص اپنی کسی محرم عورت کو خوش کرے خداوند عالم اسے قیامت

کے دن خوش کرے گا۔ (الفروع)

۲۔ احمد بن فضل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بیٹے نعمت ہیں اور بیٹیاں نیکی۔ خداوند عالم (قیامت کے دن) نعمتوں کے بارے میں تو بازپرس کرے گا۔ مگر نیکیوں پر اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خدا کسی شخص کو بیٹی عطا فرماتا ہے تو ایک فرشتے کو اس کے پاس بھیجتا ہے جو اس کے سر و سینہ پر اپنا پر پھیرتا ہے اور کہتا ہے: کمزور ہے، کمزوری سے پیدا کی گئی ہے اور جو اس پر مال خرچ کرے گا وہ مصیبت زدہ ہوگا۔

(الفقیہ، ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ از نفقات میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

طلب اولاد کے سلسلہ میں منقولہ دعائیں پڑھنا مستحب ہیں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کسی کے ہاں اولاد کے ہونے میں دیر ہو جائے تو یہ دعا پڑھے: ﴿اللّٰھم لا تذرنی فرداً و انت خیر الوارثین وحیداً و حشاً فیقصر شکری عن تفکری بل ھب لی عاقبۃ صدق ذکوراً و اناثاً انس بھم من الوحشۃ واسکن الیھم من الوحدۃ واشکرك عند تمام النعمۃ یا وھاب یا عظیم ثم اعطنی فی کل عافیۃ شکراً حتی تبلغنی منھا رضوانك فی صدق الحدیث و اداء الامانۃ و وفاء بالعھد﴾۔ (الفروع)

۲۔ حارث نضری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اس خاندان سے تعلق رکھتا ہوں جو ختم ہو گیا ہے اور میری بھی کوئی اولاد نہیں ہے۔ فرمایا: حالت سجدہ میں یہ پڑھا کر ﴿رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ﴾ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا کیا پس میرے ہاں (دو بیٹے) علی اور حسین پیدا ہوئے۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب اولاد حاصل کرنے کا ارادہ ہو تو

مقاربت کے وقت یہ دعا پڑھو: ﴿اللّٰھم ارزقنی ولداً و اجعله نقیاً لیس فی خلقه زیادة ولا نقصان واجعل عاقبته الی خیر﴾۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا کہ طلب اولاد کے سلسلہ میں ستر بار یہ دعا پڑھ: ﴿رَبِّ لاَ تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ واجعل لی من لدنك ولیا یرثنی فی حیاتی و یستغفرلی بعد موتی واجعله خلفاً سویا ولا تجعل للشیطان فیه نصیباً اللّٰھم انی استغفرك و اتوب الیك انك انت الغفور الرحیم﴾ فرمایا: جوشخص یہ دعا بکثرت پڑھے تو وہ جس قدر مال واولاد اور دنیا وآخرت کی خیر وخوبی چاہے گا خدا اسے عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے: ﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلُ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۹ و ۱۰ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

جوشخص چاہتا ہے کہ (اس کی بیوی) حاملہ ہو اس کے لئے نماز پڑھنا اور دعا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جوشخص چاہتا ہے کہ (اس کی زوجہ کو) حمل ہو۔ تو نمازِ جمعہ کے بعد طویل رکوع وسجود کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے۔ اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے: ﴿اللّٰھم انی اسئلك بما سألك به زکریا یا رب لا تذرنی فرداً و انت خیر الوارثین اللّٰھم ھب لی ذریةً طیبةً انك سمیع الدعاء اللّٰھم باسمك استحللتھا وفی امانتك اخذتھا فان قضیت فی رحمھا ولداً فاجعله مبارکاً ولا تجعل للشیطان فیه شرکاً ولا نصیباً﴾۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الصلوٰۃ (نمبر ۳۱) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰

جوشخص اولاد کا خواہشمند ہے اس کے لئے استغفار وتسبیح کرنا مستحب ہے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ ابرش کلبی

نے حضرت محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں شکایت کی کہ اس کی کوئی اولاد نہیں ہوتی۔ اس لئے مجھے کوئی عمل بتائیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہر روز اور رات سو بار استغفار پڑھا کر۔ (مثلاً استغفر اللہ ربی واتوب الیہ)۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے: ﴿اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا...... تا قوله تعالیٰ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ﴾۔ (الفروع)

۲۔ زرارہ ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ ہشام (بن الحکم) کے دربان کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اسے یہ عمل بتایا۔ اور جب دربان نے یہ عمل کیا تو اس کے ہاں بہت سی اولاد ہوئی۔ اسی لئے وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بڑا اچھا سلوک کرتا تھا۔ وہ عمل یہ تھا فرمایا: ہر صبح و شام پڑھا کر (۱) ﴿سبحان اللہ﴾ ستر بار۔ (۲) استغفار ﴿استغفر الله ربی و اتوب الیه﴾ دس بار۔ (۳) ﴿سبحان اللہ﴾ نو بار۔ (۴) استغفار ایک بار۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا﴾۔ (ایضاً)

۳۔ سعید بن یسار بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ فرمایا: صبح سحری کے وقت سو بار استغفار پڑھا کر۔ اور کبھی رہ جائے تو اس کی قضا کیا کر۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ حسن طبرسی اپنی کتاب مکارم الاخلاق میں بیان کرتے ہیں ایک دن معاویہ کے دربان نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک مالدار شخص ہوں مگر میری کوئی اولاد نہیں ہے۔ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کی برکت سے خدا مجھے اولاد عطا فرمائے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا استغفار بکثرت پڑھا کر۔ چنانچہ وہ شخص ہمیشہ بکثرت استغفار پڑھا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ بعض اوقات ایک دن میں سات سو مرتبہ پڑھا کرتا تھا۔ جس کی برکت سے خدا نے اسے دس (۱۰) بیٹے عطا فرمائے۔ جب معاویہ کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو اس نے دربان سے کہا کہ تو نے امام سے یہ کیوں نہ پوچھا کہ انہوں نے یہ عمل کہاں سے لیا ہے؟ چنانچہ دوسری ملاقات پر دربان نے امامؑ سے یہی سوال کیا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تو نے سورۂ ھود میں یہ نہیں پڑھا کہ خدا تعالیٰ (استغفار کی برکت بتاتے ہوئے فرماتا ہے) ﴿وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ﴾ اور سورۂ نوح میں فرماتا ہے: ﴿وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ﴾ (جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ استغفار کی برکت سے مال و اولاد اور قوت و طاقت میں اضافہ ہو سکتا ہے)۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳ از ذکر، اور یہاں باب ۸ اور باب ۸۶ از مقدماتِ نکاح میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

کثرتِ اولاد کی طلب کیلئے گھر میں بآواز بلند اذان دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں اپنی بیماری اور اولاد کے نہ ہونے کی شکایت کی۔ امام ع نے اسے حکم دیا کہ اپنے گھر میں بآواز بلند اذان دیا کر۔ ہشام بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے ایسا کیا تو خدا نے میری بیماری دور کر دی اور مجھے اولاد کثیر عطا فرمائی۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ از اذان میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

طلب اولاد کے لئے جماع کے وقت کیا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو جمیلہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اولاد کے نہ ہونے کی شکایت کی، امام علیہ السلام نے اسے فرمایا: جب اپنے وطن واپس جائے اور اپنی اہلیہ سے مباشرت کرنا چاہے تو اس وقت یہ آیات پڑھے: ﴿وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ تا آخر تین آیات۔ ایسا کرنے سے تمہارے ہاں اولاد ہوگی انشاء اللہ۔ (الفروع)

۲۔ جناب شیخ حسن طبرسیؒ اپنی کتاب مکارم الاخلاق میں کتاب نوادر الحکمہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک بار ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: فرزند رسولؐ! میرے ہاں یکے بعد دیگرے آٹھ بیٹیاں ہوئی ہیں مگر میں نے کبھی بیٹے کی شکل تک نہیں دیکھی۔ امامؑ نے فرمایا: جب مباشرت کا ارادہ کرے اور مخصوص جگہ پر بیٹھے تو اپنا دایاں ہاتھ عورت کی ناف کے دائیں جانب رکھ کر سات بار سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پڑھ پھر مباشرت کر۔ انشاء اللہ اس کے نتیجہ میں تو وہ کچھ دیکھے گا جو تو چاہتا ہے۔ اور جب حمل ظاہر ہو تو رات کے تمے میں کسی بھی وقت عورت کی ناف کی دائیں طرف ہاتھ رکھ کر پھر سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر

سات بار پڑھ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے (حسب الحکم) ایسا کیا۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے میرے ہاں سات فرزند پیدا ہوئے۔ اور میرے علاوہ کئی لوگوں نے یہ عمل کیا سب کو اولادِ ذکور نصیب ہوئی۔

(مکارم الاخلاق)

باب ۱۳

از راہ شفقت یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام (جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا جو کوئی بندہ مومن از راہ شفقت و رأفت کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے تو ہر ہر بال کے عوض بروزِ قیامت خدا اسے نور عطا فرمائے گا۔ (الفقیہ)

۲۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کوئی مومن مرد یا مومنہ عورت از راہ رأفت و رحمت کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے تو اس کے اس ہر ہر بال کے عوض جس پر اس نے ہاتھ پھیرا ہے خدا اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی درج فرمائے گا۔ (ثواب الاعمال، المقنع، الفقیہ)

۳۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے اندر قساوت قلبی محسوس کرے وہ کسی یتیم کو اپنے دسترخوان پر بٹھائے (اسے کھانا کھلائے اور اس سے پیار کرے) اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرے اس سے اس کا دل نرم ہو جائے گا۔ (ثواب الاعمال، الفقیہ)

باب ۱۴

جس شخص کے ہاں حمل نہ ہو۔ یا حمل ہونے میں تاخیر ہو گئی ہو۔ (اور وہ اولاد ذکور چاہتا ہو) تو اس کیلئے مستحب ہے کہ یہ نیت کرے کہ اگر خدا نے اسے فرزند عطا کیا تو اس کا نام محمد یا علی رکھے گا اور منقولہ دعا پڑھے تا کہ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہو۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن سعید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں اور ابن غیلان مدائنی حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو ابن غیلان نے عرض کیا کہ مجھ تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ جس شخص کے ہاں حمل ہو اور وہ نیت کرے کہ وہ مولود کا نام محمد رکھے گا تو اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا

ہے تو اگر وہ اس کا نام علی رکھ دے تو؟ فرمایا: علی نام رکھے یا محمد، ایک ہی بات ہے۔ پھر فرمایا: جس کے ہاں حمل ہو۔ اگر وہ نیت کرے کہ وہ بچہ کا نام علی رکھے گا تو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس پر اس (ابن غیلان) نے عرض کیا: میں اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ کر آ رہا ہوں۔ آپ دعا فرمائیں کہ خدا مجھے بیٹا عطا فرمائے۔ امامؑ نے کافی دیر تک سرزمین کی طرف جھکائے رکھا۔ پھر سر بلند کر کے فرمایا: اس کا نام علی رکھنا اس سے اس کی عمر طویل ہوگی۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم مکہ میں داخل ہوئے تو مدائن سے خط موصول ہوا کہ اس (ابن غیلان) کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حسین بن احمد منقری بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کی زوجہ کو حمل ہو اور اسے چار ماہ گزر جائیں۔ تو اسے (ہاتھ سے پکڑ کر) قبلہ رو رکھے اور آیۃ الکرسی پڑھ کر اس کے دائیں پہلو پر ہاتھ مارے اور یہ دعا پڑھے: ﴿اللّٰھم انی قد سمیتہ محمداً﴾ تو خدا اسے بیٹا بنائے گا۔ پس اگر تو اس نے نام کے متعلق وعدہ وفا کیا (بچہ کا نام محمد رکھا) تو خدا اسے مبارک بنائے گا۔ اور اگر خلاف وعدہ کیا تو خدا کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو اسے واپس لے لے اور چاہے تو رہنے دے۔ (ایضاً)

۳۔ سہل بن زیاد بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے ہاں حمل ہو اور وہ نیت کرے کہ اگر بچہ ہوا تو وہ اس کا نام محمد یا علی رکھے گا۔ تو اس کے ہاں بچہ پیدا ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن عمر ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔ امام علیہ السلام نے پوچھا اس کا کوئی نام رکھا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: اس کا نام علی رکھ۔ کیونکہ میرے والد بزرگوار کی کسی کنیز کے ہاں جب بچہ جنم دینے میں دیر ہو جاتی تھی تو آپ اس سے فرماتے تھے کہ اے فلانہ نیت کر کہ اگر بچہ ہوا تو اس کا نام علی رکھوں گی۔ (وہ ایسا کرتی) بس زیادہ دیر نہیں گزرتی تھی کہ وہ بچے کو جنم دیتی تھی۔ (ایضاً)

۵۔ سہل بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اولاد نہ ہونے کی شکایت کی۔ فرمایا: جب ہمبستری کا ارادہ کرے تو کہہ: ﴿اللّٰھم ان رزقتنی ولداً سمیتہ محمداً﴾ راوی کہتا ہے کہ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ تو اسے اولاد مل گئی۔ (ایضاً)

باب ۱۵

جوشخص مباشرت کے وقت عزل کرے (اور پھر بھی بچہ پیدا ہو جائے) تو اس کے لئے بچہ کی نفی کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۔ جناب عبداللہ بن جعفر باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: کہ میں اپنی کنیز سے عزل کیا کرتا تھا (رحم سے باہر منی گراتا تھا) مگر اس کے باوجود اس نے ایک بچہ کو جنم دیا ہے تو؟ فرمایا: کبھی بندھن ڈھیلا ہو جاتا ہے اور کوئی قطرہ اندر چلا جاتا ہے۔ پس آنحضرتؐ نے وہ بچہ اسی شخص سے ملحق قرار دیا۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۶ و ۵۸ و ۷۴ از نکاح العبید میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ از میراث ولد الملاعنہ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

جس شخص کو اپنی باکرہ بیوی کی فرج پر دخول کے بغیر انزال ہو جائے اور وہ حاملہ ہو جائے تو بچہ اس سے ملحق ہو جائے گا اور اس کی نفی کرنا جائز نہ ہوگی۔ لیکن اگر نہ دخول ہو اور نہ ہی انزال تو پھر بچہ باپ سے ملحق نہ ہوگا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختریؒ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری ایک باکرہ اور نوخیز کنیز حاملہ ہوگئی ہے جسے اب نواں مہینہ ہے۔ اور میرا اس کے بارے میں گمان بھی اچھا ہے (کہ وہ بدکار نہیں ہے) اور میں بوڑھا آدمی ہوں۔ میں نے اس کا پردۂ بکارت بھی (مباشرت کرکے) زائل نہیں کیا وہ بحال ہے۔ یہ سن کر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو اس کی فرج کے اوپر منی گراتا تھا؟ (اس نے اثبات میں جواب دیا)۔ فرمایا: ہر فرج میں دو سوراخ ہوتے ہیں ایک سے مرد کا مادہ اندر جاتا ہے اور دوسرے سے پیشاب باہر نکلتا ہے۔ اور رحم کے منہ (جو متعدد ہیں) اس سوراخ کے نیچے ہوتے ہیں جس سے مرد کا مادہ رحم کے اندر جاتا ہے۔ پس اگر یہ مادہ رحم کے مونہوں میں سے صرف ایک

رحم میں داخل ہو تو عورت ایک بچہ سے حاملہ ہوتی ہے۔ اور اگر دو مونہوں میں داخل ہو تو دو سے، تین میں داخل ہو تو تین سے اور اگر چار مونہوں میں داخل ہو تو عورت چار بچوں سے حاملہ ہوتی ہے۔ اور یہاں اس (جائز کام) کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے۔ اور میں اس بچے کو تجھ سے ملحق کرتا ہوں۔ پس دایوں نے اس کے پیٹ کو چاک کیا تو بچہ پیدا ہوا۔ (قرب الاسناد)

۲۔ دوسرا واقعہ جو شیخ مفید علیہ الرحمہ کی کتاب ارشاد کے حوالہ سے مروی ہے وہ بھی اسی قسم کا ہے کہ مسلمانوں کی تیسری خلافت کے دور میں ایک بوڑھے آدمی کی عورت کے حاملہ ہونے سے رونما ہوا۔ اور جب ثالث صاحب اسے حل نہ کر سکے تو بالآخر حضرت امیر علیہ السلام کی طرف رجوع کیا۔ اور آپؑ نے مذکورہ بالا طریقہ سے اسے حل فرمایا۔ (ارشاد شیخ مفیدؒ)

باب ۱۷

حمل کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کس قدر ہے؟ اور اگر حمل اقل مدت سے کم اور اکثر مدت سے زیادہ ہو تو پھر حمل واطی (مباشر) کے ساتھ ملحق نہ ہوگا؟

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کی کنیز ہو جس سے وہ مباشرت کرتا تھا۔ اور پھر اسے آزاد کر دیا۔ اس نے عدت گزار کر عقد ثانی کر لیا۔ پس اگر وہ پانچ ماہ کے اندر بچے کو جنم دے تو وہ بچہ پہلے آقا کا تصور کیا جائے گا جس نے اسے آزاد کیا تھا۔ اور اگر عقد کے چھ ماہ بعد بچے کو جنم دے تو پھر دوسرے خاوند کا سمجھا جائے گا۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ عبدالرحمٰن بن سیابہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ماں کے شکم میں حمل کی آخری مدت کس قدر ہے؟ کیونکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بعض اوقات حمل ماں کے شکم میں دو سال تک (یا کئی سالوں تک) بھی رہ سکتا ہے؟ فرمایا: وہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔ انتہائی مدت حمل نو ماہ ہے۔ اس سے ایک لحظہ بھی زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ایک گھنٹہ بھی زیادہ ہو جائے تو بچہ نکلنے سے پہلے اس کی ماں کو قتل کر دیا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ عبدالرحمٰن عزرمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام حسن علیہ السلام (کی ولادت) اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے (حمل) درمیان صرف ایک طہر کی مدت (دس دن) کا فاصلہ

تھا۔ اس طرح ان کی ولادتوں میں چھ ماہ اور دس دن کا فاصلہ تھا۔ (اصول کافی)

۴۔ ابان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب مریمؑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نو گھنٹے حاملہ رہی تھیں مگر ہر گھنٹہ ایک ماہ کے برابر تھا۔ (روضۂ کافی)

۵۔ محمد بن یحییٰ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ چھ ماہ سے پہلے کوئی عورت بچہ کو جنم نہیں دے سکتی (جو زندہ بھی رہے)۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ جناب شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ سنی اور شیعہ سب مؤرخین نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ جناب عمر کے پاس ایک اجنبی عورت لائی گئی جس نے شادی کے چھ ماہ بعد بچے کو جنم دیا تھا۔ پس عمر نے چاہا کہ اسے رجم (سنگسار) کرے۔ مگر جناب امیر علیہ السلام نے (جب ان کو اس کا علم ہوا تو) فرمایا: کہ اگر یہ عورت تم سے کتاب اللہ کی روشنی میں گفتگو کرے تو تمہیں لاجواب کر دے گی کیونکہ خدا فرماتا ہے ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ (کہ عورت کا حمل اور دودھ چھڑانے کی کل مدت تیس مہینے ہے) اور پھر فرماتا ہے: ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ (کہ مائیں اپنے بچوں کو مکمل دو سال تک دودھ پلائیں)۔ پس جب کوئی عورت اپنے بچے کو مکمل دو سال تک دودھ پلائے تو پھر حمل کی مدت چھ ماہ بنتی ہے۔ یہ سن کر عمر نے اس عورت کو آزاد کر دیا۔ (ارشاد شیخ مفیدؒ)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی اور اس نے چار ماہ کے بعد ایک بچی کو جنم دیا۔ لہٰذا شوہر نے اس کا انکار کیا مگر عورت نے کہا کہ یہ اسی شوہر کی ہے تو؟ فرمایا: اس عورت کا یہ دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر حاکم کے پاس اپنا مقدمہ لے جائیں تو باہمی ملاعنہ کریں گے۔ اور پھر ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی۔ اور پھر یہ عورت اس مرد کے لئے حرام مؤبد ہو جائے گی۔ (التہذیب، الفقیہ)

۸۔ جمیل بن صالح بعض اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ (غلطی سے) ایک عورت سے عدت کے اندر شادی ہو گئی تو؟ فرمایا: میاں بیوی میں جدائی ڈالی جائے گی۔ اور عورت دونوں شوہروں کیلئے ایک عدت گزارے گی۔ بعد ازاں اگر چھ ماہ یا اس سے زائد عرصہ کے بعد بچے کو جنم دے تو وہ دوسرے خاوند کا سمجھا جائے گا۔ اور اگر چھ ماہ سے پہلے جنم دے تو پھر وہ پہلے خاوند کا متصور ہوگا۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب المجالس والاخبار میں باسناد خود ہشام بن سالم سے اور انہوں نے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی مدت حمل چھ ماہ تھی۔ اور ان کو دودھ دو سال تک پلایا گیا۔ اس طرح ﴿حَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا﴾ (ان کے حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے تھی)۔[۱] (المجالس والاخبار)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت کے حمل کی کم ترین مدت چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ دو سال ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہے (کیونکہ یہ نظریہ مخالفین کا ہے۔ اور اس سے پہلے (غسل میت (باب ۱۲) اور باب ۵۵ و ۵۸ از نکاح العبید میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۵ از عدد میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

ولادت کے وقت عورتوں کو وہاں سے نکال دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر (جعفی) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا دستور یہ تھا کہ جب کسی عورت کے بچہ جننے کا وقت آتا تو فرماتے کہ گھر میں جو عورتیں موجود ہیں ان کو باہر نکال دو تاکہ اس (بچہ) کی قابل ستر جگہ کو پہلے پہلے دیکھنے والی عورت نہ ہو۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۱۹

جو شخص اپنی کنیز سے مباشرت کرے پھر اسے اس کے وقت میں شک پڑ جائے (کہ کب کی تھی؟) تو اس کے لئے ہونے والے بچہ کا انکار کرنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ اس سے کنیز نے یہ شرط بھی مقرر کی ہو کہ وہ بچے کا طلبگار نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو طاہر بلالی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جعفر بن حمدان نے

---

[۱] اس باب کی اس روایت نمبر ۳ کے مطابق جب حضرت امام حسن علیہ السلام کی ولادت نیمۂ ماہ رمضان سنہ ۲ ہجری میں واقع ہوئی ہے۔ تو پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت سنہ ۳ ہجری ۲۵ ربیع الاول کو ہونی چاہئے مگر کوئی مؤرخ اس کا قائل نہیں ہے۔ و لعل آن یحدث بعد ذلك شیئا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

(امام زمانہ کی بارگاہ میں چند سوالات بھیجے جن میں ایک یہ تھا کہ) میں نے ایک کنیز خریدی جس سے شرط مقرر کی کہ میں اس سے اولاد نہیں چاہوں گا۔ اور اسے اپنی منزل میں رہنے پر مجبور بھی نہیں کروں گا۔ جب کچھ مدت گزر گئی تو اس نے کہا کہ میں حاملہ ہوگئی ہوں۔ پھر اس نے ایک بچہ کو جنم دیا۔ مگر میں نے اس کا انکار نہ کیا........
امام صاحب العصر و الزمان کے ناحیۂ مقدسہ سے یہ جواب برآمد ہوا۔ "جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے جس نے کنیز سے یہ شرط مقرر کی تھی کہ وہ اس سے اولاد کا طلبگار نہیں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کا اس کی قدرت میں کوئی شریک نہیں ہے۔ اس کی عورت سے یہ شرط مقرر کرنا دراصل خدا سے شرط مقرر کرنے کے مترادف ہے (کیونکہ اولاد دینے نہ دینے والا تو وہ ہے)۔ جب اس کو شک ہے کہ اس نے کب اس سے مباشرت کی تھی تو اسے اس بچہ سے اپنی برأت ظاہر کرنے کا جواز پیدا نہیں ہوتا۔ (اکمال الدین و اتمام النعمہ)
مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں وہ اس سے پہلے (باب ۵۶ و ۵۸ و ۴۷ از نکاح العبید میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ از میراث الملاعنہ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

مولود کی ولادت پر مبارکباد دینا مستحب ہے۔ اور ساتویں دن اس کی زیادہ تاکید ہے اور اس کی کیفیت؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود رزام (مرازم، ن د) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔ امام علیہ السلام نے اسے یوں مبارک باد دی۔ خدا تمہیں عطا کرنے والے کے شکر کی توفیق دے، مولود میں برکت عطا فرمائے، اپنی بڑی عمر کو پہنچے اور خدا تمہیں اس کی بھلائی نصیب فرمائے۔ (الفروع)

۲۔ ابو برزہ اسلمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ قریش نے آ کر یوں مبارک دی۔ ﴿یھنئك الفارس﴾ (تمہیں شہسوار مبارک ہو)۔ امامؑ نے فرمایا: یہ کیا کلام ہے؟ (تمہیں کیا معلوم کہ بچہ شاہسوار ہوگا یا پیدل؟)۔ بلکہ یوں کہو (پھر وہی الفاظ تعلیم فرمائے جو پہلی حدیث میں مذکور ہیں)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد کان میں سوراخ کرنے والی حدیثوں کے ضمن میں (باب ۴۴ و ۵۱ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

ولادت سے پہلے بچہ کا نام رکھنا مستحب ہے۔ ورنہ ولادت کے بعد۔ حتیٰ کہ سقط کا بھی نام رکھنا چاہیئے اور اگر مشتبہ ہو کہ (شکم میں بچہ ہے یا بچی) تو پھر کوئی مشترکہ قسم کا نام رکھا جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب و جد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ولادت سے پہلے اپنی اولاد کے نام رکھو۔ اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ بچہ ہے یا بچی؟ تو پھر ایسے (مشترکہ) نام رکھو جو لڑکوں یا لڑکیوں پر بولے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ بچے جو مکمل ولادت سے پہلے گر جاتے ہیں وہ قیامت تک جب تم سے ملیں گے جبکہ تم نے ان کے نام نہیں رکھے ہوں گے تو ایک سقط اپنے باپ سے کہے گا کہ تو نے میرا نام کیوں نہیں رکھا تھا؟ حالانکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنے نواسے کا نام) ولادت سے پہلے محسن رکھا تھا۔ (الفروع، الخصال)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر (حمیریؒ) باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فرمایا: اپنے سقط ہونے والے بچوں کے بھی نام رکھو۔ کیونکہ کل فردائے قیامت جب لوگ اپنے ناموں سے پکارے جائیں گے تو سقط ہونے والے بچے اپنے باپوں سے لپٹ کر کہیں گے کہ آپ نے ہمارے نام کیوں نہیں رکھے تھے؟ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جس حمل کے متعلق ہمیں معلوم ہو کہ وہ بچہ ہے تو ہم اس کا لڑکوں والا نام رکھتے ہیں اور جس کے بارے میں علم ہو کہ لڑکی ہے ہم اس کا بچیوں والا نام رکھتے ہیں۔ مگر جس حمل کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے کہ بچہ ہے یا بچی؟ تو اس کا نام کس طرح رکھیں؟ فرمایا: کوئی ایسا مشترکہ سا نام رکھو جو دونوں پر بولا جا سکے۔ جیسے زائدہ، طلحہ، عنبسہ اور حمزہ۔ (قرب الاسناد)۔ (یا جیسے آج کل یہ نام مشترکہ قسم کے ہیں، نسیم، شمیم، کریم، یا جیسے ضیاء، صباء اور عطا۔ یا جیسے فیضان، ریحان اور......... وغیرہ وغیرہ)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۶ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

بچہ کا عمدہ نام رکھنا مستحب ہے اور اگر عمدہ نہ ہو تو اسے تبدیل کرنا مستحب ہے اور اولاد و ماں باپ کے چند حقوق کا بیان؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن بکر سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب سے بڑی نیکی جو کوئی آدمی اپنی اولاد سے کرتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کا نام کوئی اچھا سا رکھے۔ پس چاہیئے کہ تم اپنی اولاد کے نام اچھے رکھا کرو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن الحسین بن زید بن علی اپنے والد (حسین) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے نام حسین و جمیل رکھا کرو کیونکہ قیامت کے دن تم انہی ناموں سے بلائے جاؤ گے۔ چنانچہ کہا جائے اے فلاں بن فلاں کھڑا ہو اپنے نور (عمدہ نام) کی طرف۔ اے فلاں بن فلاں کھڑا ہو درانحالیکہ تیرا کوئی نور نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ یعقوب سراج بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کہ وہ اپنے ابوالحسن موسیٰ کے سرہانے کھڑے تھے جو جھولے میں آرام کر رہے تھے اور آپ ان سے کافی دیر تک کچھ راز و نیاز کی باتیں کرتے رہے۔ میں بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ امامؑ اُدھر سے فارغ ہوئے۔ اور مجھے فرمایا: اپنے آقا کے قریب جاؤ اور انہیں سلام کرو۔ چنانچہ میں نے ان کے قریب جا کر سلام کیا۔ امامؑ نے فصیح زبان میں میرے سلام کا جواب دیا۔ اور فرمایا: گھر جا اور جا کر اپنی بیٹی کا وہ نام تبدیل کر دے جو تو نے کل رکھا ہے۔ کیونکہ یہ وہ نام ہے جسے خدا برا جانتا ہے۔ (یعقوب) بیان کرتے ہیں کہ میرے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا میں نے "حمیرا" نام رکھا تھا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ان کا حکم مان فائدہ اٹھائے گا۔ (اصول کافی)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمر اور انس بن محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے نام اپنی وصیت میں فرمایا: یا علیؑ! کسی بھی اولاد کا اپنے والد پر یہ حق ہے کہ وہ اس کا نام اچھا رکھے، اس کی تادیب و تربیت اچھی کرے اور اسے اچھی جگہ (اچھے ماحول) میں رکھے......... اور کسی بھی والد کا اپنی اولاد پر یہ حق ہے کہ وہ اسے نام لے کر نہ پکارے، اس کے آگے نہ چلے، اس سے پہلے نہ بیٹھے اور اس کے ہمراہ حمام میں داخل نہ ہو......... یا علیؑ! خدا ان والدین پر لعنت کرے جو (غلط تعلیم

وتربیت سے) اپنی اولاد کو عاق ہونے پر آمادہ کریں۔ یا علیؑ! والدین بھی (اولاد کے حقوق پامال کر کے) اسی طرح عاق ہوتے ہیں جس طرح اولاد (ماں باپ کے حقوق پامال کر کے) عاق ہوتی ہے۔ یا علیؑ! خدا ان والدین پر رحم وکرم فرمائے جو (اچھی تعلیم وتربیت سے) اپنی اولاد کو اپنے ساتھ نیکی کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ یا علیؑ! جو اپنے ماں باپ کو غمناک کرے وہ ان کا عاق ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ احمد بن ریشم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عرب اپنی اولاد کا نام "کلبہ" (کتا)، فہد (چیتا)، اور نمر (بھیڑیا) اور اس قسم کے ڈراؤنے نام کیوں رکھتے ہیں؟ فرمایا: عرب ایک جنگجو قوم تھے وہ اپنے دشمنوں کو ڈرانے دھمکانے کیلئے اپنی اولاد کے یہ نام رکھتے تھے۔ اور اپنے غلاموں کے نام یمن وبرکت کی خاطر، فرج (کشائش)، مبارک، میمون وغیرہ رکھتے تھے۔ (عیون الاخبار)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفرؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ وہ لوگوں اور شہروں کے بُرے ناموں کو اچھے ناموں سے تبدیل کر دیا کرتے تھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۳، ۲۴ اور ۳۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

انبیاء وائمہ کے مقدس) ناموں پر نام رکھنا یا جن ناموں سے خدا کی بندگی ظاہر ہوتی ہو حتیٰ کہ عبد الرحمٰن (قسم کا نام) رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو اسحاق ثعلبہ سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب سے زیادہ سچے اسماء وہ ہیں جن سے (خدا کی) بندگی ظاہر ہو۔ اور سب سے افضل نام انبیاء کے نام ہیں۔ (الفروع، التہذیب، معانی الاخبار)

۲۔ فلاں بن حمید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اپنے بیٹے کا نام رکھنے میں مشورہ کیا۔ فرمایا: ایسا نام رکھ جس سے خدا کی بندگی ظاہر ہو۔ اس نے عرض کیا کون سا نام؟ فرمایا: جیسے عبدالرحمٰن۔ (الفروع)

۳۔ جناب حسن بن شیخ طوسیؒ باسناد خود اصبغ بن نباتہ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس گھر میں کسی نبی کے نام والا کوئی شخص رہتا ہو۔ تو صبح و

شام خدا ایک فرشتے کو بھیجتا ہے جو ان کی تقدیس وتطہیر اور تبریک کرتا ہے۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

بچہ کا نام محمد رکھنا مستحب ہے زیادہ عرصہ تک نہیں تو کم از کم ساتویں دن تک ہی سہی۔ بعد ازاں چاہے تو اسے بدل دے۔ اور جس کا نام محمد، احمد یا علی ہو اس کا احترام کرنا مستحب ہے۔ اور جس شخص کی تین اولادیں ہوں اور وہ کسی کا نام بھی محمد نہ رکھے یہ مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمارے ہاں جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے ہم اس کا نام محمد رکھ دیتے ہیں۔ اور جب سات دن گزر جائیں تو اگر چاہیں تو نام بدل دیتے ہیں یا اسے بحال رکھتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سلیمان بن سماعہ اپنے چچا عاصم کوزی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص کے ہاں چار بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں سے کسی ایک کا نام بھی میرے نام پر نہ رکھے تو اس نے مجھ پر جفا کی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ جابر (جعفی) بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں ابن صغیر سے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کیا: محمد۔ کنیت کیا ہے؟ عرض کیا: علی! فرمایا: تو شیطان سے سخت حفاظت میں ہو گیا ہے۔ کیونکہ شیطان جب سنتا ہے کہ کوئی کسی کو یا محمدؐ یا علیؑ کہہ کر پکار رہا ہے۔ تو وہ اس طرح پگھل جاتا ہے جس طرح قلعی پگھلتی ہے۔ اور جب سنتا ہے کہ کوئی شخص کسی کو ہمارے کسی دشمن کے نام سے پکار رہا ہے۔ تو وہ خوشی سے جھوم اٹھتا ہے۔ (الفروع)

۴۔ ابو ہارون بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا کرتا تھا۔ چند دن نہ جا سکا۔ جب حاضر ہوا تو فرمایا: اے ابو ہارون! میں نے تمہیں چند روز سے نہیں دیکھا۔ عرض کیا کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔ (اس لئے مصروف رہا) فرمایا: خدا مبارک فرمائے۔ نام کیا رکھا ہے؟ عرض کیا: محمد رکھا ہے۔ امام (یہ سن کر) رخسار کے بل زمین کی طرف جھکے اور تین بار فرمایا: محمد محمد محمد۔ قریب تھا کہ آپ کا رخسار زمین سے مل جائے۔ پھر فرمایا: میں، میری اولاد، میرے اہل وعیال، میرے ماں باپ اور تمام روئے زمین کے لوگ فدا ہو

جائیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ فرمایا: (جب یہ نام رکھا ہے) تو اس بچے کو گالی نہ دینا، اسے نہ مارنا اور نہ اس سے کوئی بُرا سلوک کرنا۔ اور جان کہ زمین میں کوئی ایسا گھر نہیں ہے کہ جس میں محمد نام کا کوئی شخص ہو۔ مگر یہ کہ وہ گھر روزانہ ایک بار پاک و صاف کیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مجالس و اخبار میں باسناد خود سلیمان بن سماعہ سے اور وہ اپنے چچا عاصم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے تو اس نے مجھ پر جفا کی ہے۔ (المجالس والاخبار)

۶۔ جناب شیخ احمد بن فہد حلیؒ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس گھر میں محمد نام والا شخص موجود ہو۔ اس گھر والے صبح و شام خیر و عافیت سے کرتے ہیں۔ (عدۃ الداعی)

۷۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ اپنی کتاب صحیفۃ الرضا میں باسناد خود حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی بچہ کا نام محمد رکھو تو پھر اس کا احترام بھی کرو۔ محفل میں اسے کشادہ جگہ دو اور اس کے لئے چہرہ نہ بگاڑو۔ (صحیفۃ الرضا، عیون الاخبار)

۸۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: جب کوئی قوم کسی مشورہ کے لئے اکٹھی ہو اور ایسا شخص آ جائے جس کا نام محمد یا احمد ہو تو اسے شریک مشورہ کر لیں تو ان کے لئے بہتر ہوگا۔ (ایضاً)

۹۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: جب کوئی دسترخوان بچھایا جائے اور اس پر کوئی ایسا شخص بیٹھے جس کا نام محمد یا احمد ہو۔ تو وہ منزل ہر روز دو بار مقدس و مطہر ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب علی بن عیسیٰ اربلی اپنی کتاب کشف الغمہ میں ابو عمر زاہد کی کتاب یواقیت کے حوالہ سے عطافی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلۂ سند سے جناب ابن عباس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا۔ کہ جس کا نام محمد ہے وہ اپنے ہمنام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے جنت میں داخل ہو جائے۔ (کشف الغمہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳ و ۲۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۶ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

بچہ کا نام علی رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن محمد عزرمی سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ معاویہ نے مروان کو مدینہ کا گورنر بنایا اور اسے حکم دیا کہ قریش کے جوانوں کے لئے وظائف مقرر کرے۔ چنانچہ اس نے ایسا کیا۔ اس سلسلہ میں جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا: آپ کا نام کیا ہے؟ فرمایا: علی! پوچھا: آپ کے بھائی کا نام کیا ہے؟ فرمایا: علی! یہ سن کر اس نے کہا: علی اور علی۔ آپ کے والد کیا چاہتے ہیں؟ یہی کہ اپنے ہر بیٹے کا نام علی رکھیں! امامؑ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنے والد بزرگوار کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو فرمایا: افسوس ہے کہ رزقا (چمڑے رنگنے والی) کے بیٹے (مروان) پر۔ اگر میرے ہاں سو بیٹے بھی پیدا ہوں تو میں سب کا نام علی ہی رکھوں گا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ و ۲۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۶ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

اولاد کا نام احمد، حسن، حسین، جعفر، طالب، عبداللہ، حمزہ اور فاطمہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس گھر میں محمد، یا احمد، یا علی، یا حسن، یا حسین، یا جعفر یا طالب یا عبداللہ نام کا کوئی مرد یا فاطمہ نام کی کوئی عورت رہتی ہو اس میں فقر و فاقہ داخل نہیں ہوتا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابن قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک بار ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے اس کا نام کیا رکھوں؟ فرمایا: اس کا وہی نام رکھ جو مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے اور وہ حمزہ ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر فی الجملہ دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳ و ۲۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۸ و ۸۷ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

صغرسنی میں بچہ کی کنیت رکھنی مستحب ہے اور بڑے کیلئے بھی مستحب ہے کہ اپنی کوئی کنیت مقرر کرے اگرچہ اس کی اولاد نہ ہو اور یہ کہ اپنے بیٹے کے نام سے کنیت مقرر کرنی چاہئے!

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خثیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا: تمہاری کنیت کیا ہے؟ عرض کیا: میں نے ہنوز کوئی کنیت مقرر نہیں کی۔ اور نہ ہی میری کوئی اولاد ہے اور نہ بیوی نہ کنیز! (پھر کنیت کس بات کی؟)۔ فرمایا: تمہیں کیا چیز مانع ہے؟ ایک حدیث مانع ہے جو حضرت امیر علیہ السلام کی طرف سے ہم تک پہنچی ہے کہ فرمایا: جس شخص کی کوئی اہل و عیال نہ ہو اور پھر بھی وہ کنیت رکھے تو وہ ابوجعر ہے (درندہ کی مینگنی ہے)۔ امام علیہ السلام نے ناک بھوں چڑھا کر فرمایا: یہ حضرت امیر علیہ السلام کی حدیث نہیں ہے۔ ہم بُرے القاب سے بچنے کے لئے صغرسنی میں ہی اپنی اولاد کی کنیت مقرر کر دیتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ بات سنت میں سے ہے کہ آدمی کی کنیت اس کے بیٹے کے نام سے ہو۔ (اصول کافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۱ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

کسی بچہ کا نام حکم، حکیم، خالد، مالک، حارث، لیس، ضرار، مرّہ، حرب، ظالم، ضریس یا دشمنانِ ائمہ اہل بیتؑ کے نام پر نام رکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت کاغذ طلب فرمایا۔ وہ چاہتے تھے کہ کچھ نام رکھنے کی ممانعت فرمائیں۔ مگر لکھوانے سے پہلے آپ کا انتقال ہو گیا۔ منجملہ ان ناموں کے ایک حکم، دوسرا حکیم، تیسرا خالد اور چوتھا مالک ہے۔ فرمایا: اسی قسم کے چھ یا سات نام ہیں جو رکھنے جائز نہیں ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ صفوان مرفوعاً حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہ محمد (نام) ہے۔ اس کے رکھنے کی تو لوگوں کو اجازت ہے مگر "یٰسین" نام رکھنے کی ان کو کس نے اجازت دی ہے۔ جو کہ آنحضرت کا مخصوص نام ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جابر (جعفی) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برسرِ منبر فرمایا کہ تمام ناموں سے زیادہ بہتر نام یہ ہیں: عبداللہ، عبدالرحمٰن، حارثہ اور ہمام اور تمام ناموں سے زیادہ بُرے نام یہ ہیں: ضرار، مرہ، حرب اور ظالم۔ (الخصال)

۴۔ جناب کشیؒ اپنے رجال میں باسناد خود علی بن عطیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے عبدالملک بن اعین سے فرمایا کہ تو نے اپنے بیٹے کا نام ضریس کیوں رکھا ہے؟ اس نے (بے تکلفی سے جواب دیا اور) عرض کیا کہ آپ کے والد نے آپ کا نام جعفر کیسے رکھا ہے؟ فرمایا: جعفر نامی تو جنت میں ایک نہر موجود ہے۔ مگر ضریس تو شیطان کا نام ہے۔ (رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۰ از احکام ساکن میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۹

ابومرہ، ابوعیسیٰ، ابوحکم، ابومالک یا جبکہ نام محمد ہو تو ابوالقاسم کنیت مقرر کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص جس کی کنیت ابومرہ تھی رات کے وقت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ وہ جب اندر آنے کی اجازت طلب کرتا تو کہتا ابومرّہ دروازہ پر حاضر ہے! ایک بار امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: تجھے خدا کی قسم جب دوبارہ آؤ تو ابومرّہ ہرگز نہیں کہنا۔ (الفروع)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار قسم کی کنیت کی ممانعت فرمائی ہے: (۱) ابوعیسیٰ، (۲) ابوالحکم، (۳) ابومالک، (۴) اور ابوالقاسم کی جبکہ نام محمد ہو۔ (الفروع، الخصال، التہذیب)

باب ۳۰

کسی شخص کو اس لقب یا کنیت سے یاد کرنا جسے وہ شخص ناپسند کرتا ہو یا اس کی ناپسندیدگی کا احتمال ہو مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن یحییٰ بن ابو عباد سے اور وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے تین شعر پڑھے [۱] (جن کو راوی نے بیان کیا)۔ جبکہ امام علیہ السلام بہت کم شعر پڑھتے تھے۔ راوی نے عرض کیا: یہ شعر کس کے ہیں؟ فرمایا: تمہارے ایک عراقی شاعر کے ہیں۔ جس پر راوی نے عرض کیا کہ ابو العتاھیہ نے یہ شعر مجھے اپنے کہہ کر سنائے تھے! فرمایا: اس (کنیت) کو چھوڑو۔ اور اس کا نام لو۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ﴾ (کسی کو بُرے القاب سے یاد نہ کرو)۔ شاید یہ شخص اس (لقب) کو پسند نہ کرتا ہو۔ (عیون الاخبار)

۲۔ جناب شیخ طبرسیؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے فرمایا: (برے) لقب میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ خدا فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ﴾ (لوگوں کو برے القاب سے یاد نہ کرو۔ اسلام لانے کے بعد فسق بُرا نام ہے)۔ (الاحتجاج)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے باب العشرۃ (باب ۱۴۲) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۱

جب کوئی بچہ پیدا ہو تو تین دن لوگوں کو کھانا کھلانا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ (البرقی) باسناد خود منہال قصاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں مکہ سے مدینہ جا رہا تھا کہ جب میں مقام ابواء کے پاس سے گزرا تو وہاں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہاں

---

[۱] وہ شعر یہ ہیں:

کلنا نامل مداً فی الاجل	والمنایا هن آفات الامل
لا تغرنك اباطیل المنی	والزم القصد ودع عنك العلل
انما الدنیا کظل زائل	حل فیه راکب ثم رحل

(عیون الاخبار)

(امام) موسیٰ (کاظم) علیہ السلام کی ولادت ہو چکی تھی۔ میں ان سے پہلے مدینہ پہنچا اور آپ ایک دن بعد پہنچے۔ اور تین دن تک لوگوں کو کھانا کھلایا اور ان کھانے والوں میں میں بھی شامل تھا۔ اور ہر روز اس طرح شکم سیر ہو کر کھاتا کہ دوسرے دن پھر کچھ نہیں کھاتا تھا۔ پھر وہیں پہنچ کر کھاتا تھا۔ (محاسن برقی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب الاطعمہ (باب ۳۳ آداب المائدہ) میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

حمل کے دوران ماں نیز باپ کے لئے سیب کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود شرجیل بن مسلم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ حاملہ عورت کو سیب کھانا چاہیئے۔ اس سے بچہ خوشبودار اور صاف ستھرے رنگ والا پیدا ہوتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھ کر فرمایا: اس لڑکے کے باپ نے سیب کھایا ہوگا۔ (الفروع، المحاسن)

باب ۳۳

جس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو اسے فوراً سات تازہ کھجوریں یا پھر مدنی کھجوروں، یا اپنے شہروں کی کھجوروں کے سات دانے کھانے چاہئیں اور افضل برنی یا صرفان نامی کھجوریں ہیں۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن سالم سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے اور آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بچہ کی ولادت کے بعد عورت کو سب سے پہلے تازہ کھجوریں کھانا چاہئیں۔ چنانچہ خداوند عالم نے جناب مریم سے فرمایا: ﴿وَهُزِّيْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾ (کھجور کی شاخ کو حرکت دیں وہ تر و تازہ کھجور گرائے گی)۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اب تازہ کھجوروں کا موسم نہ ہو تو؟ فرمایا: تو پھر مدینہ کی کھجور کے سات دانے کھائے اور اگر وہ بھی میسر نہ ہوں تو پھر اپنے شہروں کی کھجوروں سے کھائے۔ کیونکہ خداوند عالم نے اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جب بھی کوئی نفساء ولادت والے دن تازہ کھجوریں کھائے گی تو اگر بچہ ہوا تو وہ حلیم و بردبار (یا حکیم و دانا) ہوگا۔ اور اگر بچی ہوئی وہ بردبار ہوگی۔ (الفروع، المحاسن، التہذیب)

۲۔ صالح بن عقبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایام نفاس میں اپنی عورتوں کو برنی (کھجور) کھلاؤ کہ اس سے تمہاری اولادیں حلیم و بردبار ہوں گی۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقی باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تازہ کھجوروں سے بہتر کوئی طعام ہوتا تو خداوند عالم وہی طعام جناب مریم کو کھلاتا۔ (المحاسن)

۴۔ سلیمان بن جعفری بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: جانتے ہو کہ جناب مریم کس چیز سے حاملہ ہوئی تھیں؟ عرض کیا: نہیں۔ مگر یہ کہ آپ مجھے بتائیں! فرمایا: صرفان نامی کھجور سے۔ جو جبرئیلؑ لائے تھے اور ان کو کھلائی تھیں پس وہ حاملہ ہو گئیں۔ (ایضاً)

باب ۳۴

حاملہ عورت کو لبان کھلانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوزیاد سے اور وہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنی حاملہ عورتوں کو لبان کھلاؤ۔ کیونکہ جب بچہ کو ماں کے پیٹ میں لبان کی غذا دی جائے تو اس سے اس کی عقل پختہ ہوتی ہے۔ پس اگر وہ بچہ ہو تو (عقلمند ہونے کے ساتھ ساتھ) بہادر بھی ہوتا ہے اور اگر بچی ہو تو (عاقلہ ہونے کے علاوہ) اس کے سرین بھاری ہوتے ہیں جس کی وجہ سے شوہر کی نظر میں وقعت حاصل کرتی ہے۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن سنان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنی حاملہ عورتوں کو نر لبان کھلایا کرو۔ پس ان کے شکم میں بچہ ہوا تو وہ پاک دل، عالم اور بہادر پیدا ہوگا اور اگر بچی ہوئی تو اس کا خُلق اچھا ہوگا اور شکل حسین ہوگی اور سرین بھاری ہوں گی جس کی وجہ سے شوہر کے نزدیک باوقعت ہوگی۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۳۵

ناف کاٹنے سے پہلے نومولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا یا دائیں کان میں اقامت کہنا مستحب ہے اور بچہ کے ناک میں کیا ٹپکانا چاہیئے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے ہاں بچہ پیدا ہو اسے اس کے دائیں کان

میں نماز والی اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنی چاہئے کہ ایسا کرنا شیطان رجیم کے شر سے بچہ کیلئے امان ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو یحییٰ رازی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو تم کیا کرتے ہو؟ راوی نے عرض کیا: مجھے کچھ معلوم نہیں ہے کہ کیا کیا جاتا ہے؟ فرمایا: جاوشیر کا دانہ لے کر اسے پانی میں گھسو اور بچہ کے ناک کے دائیں نتھنے میں اس کے دو قطرے اور بائیں نتھنے میں ایک قطرہ ڈالو۔ اور اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہو۔ یہ سب کاروائی اس کی ناف کاٹنے سے پہلے کی جائے۔ ایسا کرنے سے بچہ کبھی نہیں ڈرے گا۔ اور اسے ام صبیان کی تکلیف نہیں ہوگی۔(ایضاً)

۳۔ حفص کناسی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دایہ کو حکم دو یا اسے جو بچہ کی ولادت کا اہتمام کر رہا ہے کہ بچہ کے دائیں کان میں اقامت کہے کہ اس کی برکت سے بچہ کو کبھی آسیب نہیں ہوگا۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۶ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۶

نومولود کو کھجور، آب فرات اور خاک شفا سے گھٹی ڈالنی مستحب ہے اور یہ چیزیں نہ مل سکیں تو پھر بارش کے پانی سے۔ اور اولاد کے دوسرے احکام۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنی اولاد کو کھجور کی گھٹی ڈالو۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن و حسین علیہما السلام کو اسی کی گھٹی ڈالی تھی۔(الفروع، مکارم الاخلاق، التہذیب، الخصال)

۲۔ یونس بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نومولود کو آب فرات کی گھٹی ڈالنی چاہئے اور اس کے کان میں اقامت کہی جائے۔(الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں یوں وارد ہے کہ اپنی اولاد کو آب فرات اور خاک شفا کی گھٹی دو۔ اور اگر یہ نہ مل سکیں تو پھر بارش کے پانی کی دو۔(الفروع، مکارم الاخلاق، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن میثم سے اور وہ اپنے باپ (میثم) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنی ماں سے سنا جو بیان کر رہی تھیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی والدہ ماجدہ

جناب نجمہ (خاتون) سے سنا جو کہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کر رہی تھیں کہ جب میں نے اپنے بیٹے علی (رضا علیہ السلام) کو جنم دیا تو ان کے والد جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تشریف لائے۔ اور میں نے سفید کپڑے میں لپیٹ کر بچہ ان کو دیا آپ نے ان کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی۔ اور پھر آب فرات طلب فرما کر اس سے اس کو گھٹی ڈالی۔ اور پھر بچہ مجھے واپس پکڑواتے ہوئے فرمایا: اسے لو۔ کہ یہ خدا کی زمین میں بقیۃ اللہ ہے۔ (عیون الاخبار)

۵۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے اور وہ اسماء بنت عمیس سے اور وہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے روایت کرتی ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ جب میرے ہاں (امام) حسنؑ کی ولادت ہوئی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو اسماء سے فرمایا: میرا بیٹا مجھے دو۔ چنانچہ میں نے آپ کو زرد رنگ کے کپڑے میں لپیٹ کر دیا۔ آپ نے وہ کپڑا پھینک دیا (سفید رنگ کے کپڑے میں لپیٹا) اور پھر دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی.......... (بحکم خدا) حسن نام رکھا۔ پس جب ولادت کا ساتواں دن ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو خوبصورت مینڈھے ذبح کر کے عقیقہ کیا۔ اور دایہ کو ایک ران اور ایک دینار عنایت فرمایا۔ اور سر منڈوایا اور بالوں کے ہموزن چاندی صدقہ دی۔ اور خلوق (ایک خوشبودار گھاس) سر پر ملی۔ اور پھر فرمایا: اے اسماء! (سر پر) خون ملنا جاہلیت کی رسم ہے۔ جناب اسماء بیان کرتی ہیں کہ جب دوسرا سال ہوا اور (امام) حسینؑ کی ولادت ہوئی تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ اور مجھ سے فرمایا: اے اسماء! میرا بیٹا مجھے پکڑوائیں۔ پس میں نے سفید کپڑے میں لپیٹ کر بچہ ان کو پکڑوایا۔ پس آپ نے مولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی۔ اور ان کو گود میں بٹھایا.......... جبرئیلؑ نے کہا: اس مولود کا نام حسینؑ رکھیں۔ پس جب ساتواں دن ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو خوبصورت مینڈھے ذبح کر کے ان کا عقیقہ کیا۔ اور دایہ کو ایک ران اور ایک دینار عطا فرمایا۔ پھر ان کا سر منڈوایا۔ اور بالوں کے ہموزن چاندی صدقہ دی اور سر پر خلوق ملا۔ اور فرمایا: اے اسماء! خون ملنا جاہلیت کی رسم ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں وارد ہے کہ ہر مولود اپنے عقیقہ کا گروی [1] ہوتا ہے۔ (معانی الاخبار)

۷۔ عبداللہ بن عیسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب

[1] جب تک اس کا عقیقہ نہ کیا جائے تب تک وہ اس شرعی قید سے آزاد نہیں ہوتا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

جبرئیلؑ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں امام حسن کا نام اور جنت کے ریشم کا ایک ٹکڑا ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔ اور امام حسینؑ کا نام امام حسنؑ کے نام سے مشتق کیا گیا۔ (علل الشرائع)

۸۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث شرائع الدین میں فرمایا: بچہ ہو یا بچی ساتویں دن اس کا عقیقہ کرنا، نیز ساتویں دن نام رکھنا۔ اور سر منڈوانا اور اس کے ہموزن سونا یا چاندی بطور صدقہ دینا چاہئے۔ (ایضاً)

۹۔ جناب شیخ حسن طبرسیؒ فرماتے ہیں کہ (معصوم علیہ السلام نے) فرمایا: جب کوئی مولود پیدا ہو تو سات کام سنت ہیں: (۱) نام رکھنا، (۲) سر منڈوانا، (۳) اگر طاقت ہو تو بالوں کے ہموزن سونا یا چاندی صدقہ کرنا، (۴) عقیقہ کرنا، (۵) سر پر زعفران ملنا، (۶) ختنہ کرنا، (۷) پڑوسیوں کو عقیقہ کا گوشت کھلانا۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب المزار (نمبر ۳۴) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد اشر یہ مباحث میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۷

جب کوئی بچہ پیدا ہو تو (پہلا) سوال اس کی خلقت کے تام وتمام ہونے کے متعلق کرنا اور سلامتی کی دعا کرنا اور خدا کی حمد وثنا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سنان سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب انہیں کسی مولود کی ولادت کی اطلاع دی جاتی تھی تو وہ یہ سوال نہیں کرتے تھے کہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ بلکہ وہ پہلا سوال یہ کرتے تھے کہ وہ صحیح الخلقت ہے؟ پس جب تام وتمام ہوتا تو فرماتے: ﴿الحمد لله الذی لم یخلق منی خلقاً مشوها﴾۔ (سب تعریف اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھ سے ناقص الخلقت چیز پیدا نہیں کی)۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۳۸

نومولود کے عقیقہ کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ قیامت کے دن ہر شخص اپنے عقیقہ میں گرو ہوگا۔

اور عقیقہ (بقر) قربانی سے بھی زیادہ واجب ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو خدیجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر انسان فطرت میں گرو ہے اور ہر مولود عقیقہ میں گرو ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن رباب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عقیقہ [۱] واجب ہے۔
(الفروع، التہذیب، کاعن ابی بصیر عن الصادق علیہ السلام فی روایۃ آخری)

۴۔ علی بن ابی حمزہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس کسی شخص کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اس کا عقیقہ واجب ہے۔ اور اگر اس کا نام اسی دن رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے۔ (ویسے مستحب ساتویں دن ہے)۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۶ میں) اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۹ اور باب ۶۵ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۹

بڑے آدمی کیلئے اپنا عقیقہ کرنا مستحب ہے جب اسے معلوم نہ ہو کہ اس کے باپ نے اس کا عقیقہ کیا تھا یا نہ؟

(اس باب میں تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: بخدا میں نہیں جانتا کہ آیا میرے والد نے میرا عقیقہ کیا تھا یا نہ، تو؟ امام علیہ السلام نے مجھے عقیقہ کرنے کا حکم دیا۔ پس میں نے اپنا عقیقہ کیا جبکہ میں بوڑھا آدمی تھا۔
(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

---

[۱] حضرت علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عقیقہ کے وجوب و استحباب میں اختلاف ہے جناب سید مرتضیٰ اور جناب ابن جنید اس کے وجوب کے قائل ہیں اور سید صاحب نے تو اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے اور یہی بات حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ سے ظاہر ہوتی ہے (کیونکہ انہوں نے باب کا عنوان ہی یہ قرار دیا ہے کہ ﴿العقیقۃ وجوبھا﴾۔ مگر حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور ان کے بعد والے علماء استحباب کے قائل ہیں اس لئے مسئلہ محل اشکال ہے اور احتیاط ظاہر ہے (کہ اسے ترک نہیں کرنا چاہئے)۔ (مرآۃ العقول)۔
(احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اعلان) نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا۔[1] اور امام حسن و حسین علیہما السلام کا دو دو مینڈھے ذبح کر کے عقیقہ کیا۔ (معانی الاخبار)

باب ۴۰

اگرچہ عقیقہ کا جانور نہ ملتا ہو تب بھی اس کی قیمت ادا کرنا کافی نہیں ہے اور دو جڑواں کیلئے دو عقیقے مستحب ہیں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ان کے چچا عبداللہ بن علی کا پیغامبر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ آپ کے چچا پوچھتے ہیں کہ ہم نے (عقیقہ کرنا تھا) مگر تلاش کے باوجود جانور نہیں مل سکا۔ تو کیا اس کی قیمت صدقہ کر دیں؟ امام علیہ السلام فرمایا: نہ۔ خداوند عالم کو کھانا کھلانا اور (جانور کا) خون بہانا پسند ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ہاں دو جڑواں بچے پیدا ہوئے۔ آپ نے (اپنے بھائی) زید بن علی کو حکم دیا کہ عقیقہ کیلئے اونٹ کے دو بچے خریدیں۔ جبکہ مہنگائی کا دور تھا (اور اونٹ کم ملتے تھے)۔ آپ (زید) نے ایک بچہ خریدا۔ مگر دوسرا خریدنا مشکل ہو گیا۔ امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: دوسرا خریدنا مشکل ہو گیا ہے۔ کیا اس کی قیمت صدقہ کر دوں؟ فرمایا: نہ۔ تلاش کرو۔ کیونکہ خدا خون بہانے اور کھانا کھلانے کو پسند کرتا ہے۔ (الفروع)

باب ۴۱

عقیقہ کا جانور مینڈھا، گائے، اونٹنی یا اونٹ کا بچہ ہونا چاہیئے اور اگر یہ نہ ملیں تو پھر دنبہ کا چھوٹا بچہ۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں عقیقہ کے بارے میں فرمایا کہ مولود کیلئے ایک مینڈھا ذبح کیا

---

[1] فروع کافی میں اس کے منافی روایت موجود ہے جس میں جناب ابو طالب علیہ السلام کا صغرسنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیقہ کرنا مذکور ہے جیسا کہ اس کی تفصیل باب ۵۰ میں آرہی ہے۔ لہٰذا اختلاف کے وقت اس روایت کو مقدم سمجھا جائے گا۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

جائے اور اگر یہ نہ مل سکے تو پھر ہر وہ جانور ذبح کیا جا سکتا ہے جس کی قربانی کی جا سکتی ہے۔ اور اگر یہ بھی نہ ملے تو ایک سال کا دنبہ کا بچہ ذبح کیا جائے۔ (الفقیہ)

۲۔ محمد بن مارد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عقیقہ کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: بکری، یا گائے یا پھر اونٹنی ذبح کی جائے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاذ الحضر اسے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بچہ ساتویں دن کا گرو ہوتا ہے۔ (اسے آزاد کرانے کیلئے) ایک دنبہ کا اس کے نام سے عقیقہ کیا جائے۔ اور فرمایا: حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے دونوں بیٹوں کے سر منڈوائے تھے اور ان کے برابر چاندی صدقہ کی تھی۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳، ۴۴ اور ۴۵ و ۵۰ و ۶۵ میں) آئیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

اگر چہ نر و مادہ کیلئے عقیقہ میں (نر و مادہ) دنبہ کافی ہے مگر مستحب یہ ہے کہ نر کے لئے نر یا دو مادہ اور مادہ کیلئے مادہ کا کیا جائے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عقیقہ کے سلسلہ میں بچہ اور بچی برابر ہیں۔ (الفروع)

۲ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بچہ اور بچی کا عقیقہ مینڈھا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مارد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ اگر مولود بچہ ہو تو اس کے لئے نر اور اگر مادہ ہو تو اس کے لئے مادہ کا عقیقہ کیا جائے۔ (الفقیہ)

۴۔ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ بچہ کیلئے دو مادہ اور بچی کیلئے ایک مادہ کا عقیقہ کیا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۴۴ و ۵۰ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

غریب و نادار سے عقیقہ ساقط ہے جب تک مالدار نہ ہو جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تونگر آدمی پر تو عقیقہ کرنا لازم ہے اور غریب آدمی اس وقت کرے گا جب تونگر ہو جائے گا۔ اور جس کو قدرت نہ ہو اس پر کچھ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا عقیقہ سرمایہ دار اور غریب و نادار ہر دو پر ہے؟ فرمایا: جو قدرت نہیں رکھتا اس پر کچھ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۴۴

ساتویں دن مولود کا عقیقہ کرنا، نام رکھنا، اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی یا سونا صدقہ کرنا مستحب ہے اور عقیقہ کے دوسرے متعلقہ احکام۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے گیارہ مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے نومولود کے بارے میں فرمایا: اس کا نام ساتویں دن رکھا جائے، عقیقہ کیا جائے، سر منڈوایا جائے۔ اور بالوں کے ہموزن چاندی صدقہ کی جائے اور عقیقہ کی ایک ران دایہ کو بھیجی جائے۔ اور باقی بطور صدقہ کھلایا جائے۔ (الفروع)

۲۔ جمیل بن دراج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عقیقہ کرنے، سر منڈوانے اور نام رکھنے کے بارے میں سوال کیا کہ کس سے آغاز کیا جائے؟ فرمایا: ایک ہی وقت میں تینوں کام کئے جائیں۔ سر منڈوایا جائے، جانور ذبح کیا جائے، اور نام رکھا جائے۔ پھر امام علیہ السلام نے اس طریقہ کار کا تذکرہ فرمایا جو جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے بیٹوں کی ولادت کے وقت اپنایا تھا۔ پھر فرمایا: بالوں کو تول کر ان کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔ (ایضاً)

۳۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ نومولود کا عقیقہ کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: جب بچہ کی ولادت کو سات دن گزر جائیں تو اس کا نام رکھا جائے، پھر اس کا سر منڈوایا

جائے۔ اور اس کے بالوں کے برابر سونا، چاندی صدقہ دی جائے۔ اور اس کی طرف سے ایک مینڈھا ذبح کیا جائے اور اگر مینڈھا نہ مل سکے تو پھر ہر وہ جانور کافی ہے جو قربانی میں ذبح کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر اور کچھ نہ ملے تو پھر حمل......... جو سال بھر کا ہو اور اس کی ایک چوتھائی دایہ کو دی جائے۔ اور اگر اس کی کوئی دایہ نہ ہو تو بچہ کی ماں کو دی جائے پھر وہ جسے چاہے دے دے۔ اور (کم از کم) دس مسلمانوں کو (وہ گوشت پکا کر) کھلایا جائے۔ اور اگر زیادہ ہوں تو افضل ہے اور خود بھی کھائے۔ اور اگر آدمی مالدار ہو تو عقیقہ لازم ہے۔ اور فقیر و نادار جب وسعت پیدا کرے تو کرے۔ اور اگر بچہ کا عقیقہ نہ کیا جائے تو جب اس کی طرف سے قربانی کی جائے۔ تو وہ عقیقہ کی جانب سے کافی ہے۔ اور فرمایا کہ اگر دایہ یہودیہ ہو جو مسلمانوں کا ذبیحہ نہ کھائے تو پھر اسے مینڈھے کی قیمت کا چوتھا حصہ دیا جائے۔ (اور گوشت اس سے خرید لیا جائے)۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ کاہلی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عقیقہ ساتویں دن کیا جائے اور دایہ کو ایک ران دی جائے۔ اور ہڈی نہ توڑی جائے۔ (ایضاً)

۵۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ساتویں دن مولود کا عقیقہ کر اور اس کا سر منڈوا اور اس کے ہموزن چاندی صدقہ دے اور اس کا گوشت جوڑوں سے قطع کر۔ اور اسے پکا اور چند مسلمانوں کو بلا اور وہ گوشت کھلا)۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ پکانے کا بہترین طریقہ پانی اور نمک ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جب عقیقہ کا جانور ذبح کیا جائے تو آیا اس کی ہڈی توڑی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں ہڈی توڑی جا سکتی ہے، گوشت ٹکڑے ٹکڑے کیا جا سکتا ہے اور ذبح کرنے کے بعد جو چاہو کرو۔[1] (ایضاً)

۸۔ ہارون بن مسلم بیان کرتے ہیں: امام زمانہؑ کی خدمت میں لکھا کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے اور میں نے اس کا سر منڈوا کر اس کے بالوں کے وزن کے برابر درہم صدقہ کر دیئے ہیں تو؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: بالوں کے برابر صرف سونا چاندی دی جائے۔ اسی کے ساتھ سنت جاری ہے۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت امیر علیہ السلام سے حدیث اربعماۃ میں مروی ہے، فرمایا: اپنی اولاد کا ختنہ ساتویں دن کرو۔ سردی ہو یا گرمی۔ وہ تمہیں اس (سنت کی ادائیگی سے) نہ روکے۔ کیونکہ یہ بدن کیلئے طہارت و پاکیزگی کا باعث ہے۔ اور

---

[1] مطلب یہ ہے کہ ہڈی نہ توڑنا، جوڑوں سے گوشت کاٹنا وغیرہ صرف مستحب کام ہیں کوئی واجب تو نہیں کہ اس کی خلاف ورزی نہ کی جا سکے۔ بہر حال ہر مستحب کام کا ترک کرنا چونکہ جائز ہوتا ہے لہٰذا ان کاموں کو بھی ترک کیا جا سکتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

غیر ختنہ شدہ آدمی جب زمین پر پیشاب کرتا ہے تو زمین اس کی وجہ سے خدا کی بارگاہ میں چیخ و پکار کرتی ہے۔ (علل الشرائع)

۱۰۔ صفوان بن یحییٰ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ نومولود کا سر منڈوانے کی کیا علت ہے؟ فرمایا: تاکہ رحم والے بالوں سے اس کی تطہیر ہو جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۶ و ۴۱ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۶۱ و ۶۴ و ۶۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۵

عقیقہ میں قربانی کے جانور والی شرطیں ضروری نہیں ہیں (اگرچہ مستحب ہیں) بلکہ کوئی سا جانور کافی ہے۔ ہاں البتہ مستحب ہے کہ وہ جانور موٹا تازہ ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منہال قماط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: جس وقت بدو ریوڑ لے کر آتے ہیں تو اس وقت تو ہمارے لوگوں کو عقیقہ کے سامان مل جاتے ہیں۔ مگر جب وہ موسم نہ ہو تو پھر بڑی مشکل بن جاتی ہے۔ فرمایا: گوشت والی بکری (وغیرہ) ہونی چاہیئے۔ یہ کوئی قربانی نہیں ہے۔ لہٰذا اس میں ہر قسم کا جانور کافی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ مرازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عقیقہ بمنزلۂ قربانی کے نہیں ہے (کہ اس میں اس کے شرائط کو ملحوظ رکھا جائے) ہاں البتہ بہترین عقیقہ وہ ہے جس کا جانور موٹا ہو۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۶

عقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت نومولود اور اس کے باپ کا نام لینا اور منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم کرخی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عقیقہ کرنے لگو (یعنی جانور ذبح کرنے لگو) تو یہ دعا پڑھو: ﴿بسم اللّٰہ وباللّٰہ اللّٰھم عقیقۃ عن فلان (یہاں بچہ کا نام لیا جائے) لحمھا بلحمہ و دمھا بدمہ و عظمھا بعظمہ اللّٰھم اجعلہ وقاء لآل محمد صلی اللّٰہ علیہ و آلہ﴾۔ (الفروع)

۲۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عقیقہ کا جانور ذبح کرنے لگو تو یہ دعا پڑھو: ﴿یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اللّٰھم منك و لك بسم اللّٰہ و اللّٰہ اکبر اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد و تقبل من فلان بن فلان (یہاں مولود اور اس کے باپ کا نام لو)﴾ اور پھر جانور کو ذبح کرو۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ محمد بن مارد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عقیقہ کرتے وقت یہ دعا پڑھی جائے: ﴿اللّٰھم منك ولك ما وھبت و انت اعطیت اللّٰھم فتقبله منا علی سنته نبیك صلی اللّٰہ علیه و آله﴾ پھر شیطان سے پناہ مانگتے ہوئے اور اللہ کا نام لیتے جانور ذبح کرو۔ اور یہ دعا پڑھو: ﴿لا لك سفكت الدماء لا شریك لك والحمد للّٰہ رب العالمین اللّٰھم اخساء الشیطان الرجیم﴾۔ (ایضاً)

۴۔ یونس بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب جانور ذبح کرنے لگو تو یہ دعا پڑھو: ﴿بسم اللّٰہ و باللّٰہ والحمد للّٰہ واللّٰہ اکبر ایماناً باللّٰہ و ثناءً علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و آله و العصمة للامره والشکر لرزقه والمعرفة بفضله علینا اهل البیت﴾ اور اگر نومولود لڑکا ہو تو پھر کہو: ﴿اللّٰھم انك وهبت لنا ذکراً و انت اعلم بما وهبت ومنك ما اعطیت و کلما صنعنا فتقبله منا علی سنتك و سنة نبیك صلی اللّٰہ علیه و آله و اخساء الشیطان الرجیم۔ لك سفكت الدماء لا شریك لك والحمد للّٰہ رب العالمین﴾۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۵۰ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۷

بچہ کے والدین اور باپ کے عیال کے لئے عقیقہ کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور ماں کیلئے یہ کراہت اور بھی مؤکد ہے۔ ہاں البتہ والدین کے علاوہ باقی (اہل و عیال کی) اجازت سے کھا سکتے ہیں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابی جدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ (نومولود کا باپ) اور اس کے اہل و عیال عقیقہ کے گوشت سے نہ کھائیں۔ اور فرمایا: عقیقہ کا ایک ثلث دایہ کیلئے ہے اور اگر اس شخص کی ماں (بچہ کی دادی) یا اہل و عیال میں سے کوئی عورت دایہ ہو تو پھر اسے کوئی

حصہ نہیں ملے گا۔ جوڑ سے جوڑ الگ کر کے گوشت کھایا جائے اور تقسیم کیا جائے۔ اور صرف ولایت کے قائلین کو دیا جائے۔ اور فرمایا: عقیقہ سے ہر کوئی کھائے مگر ماں نہ کھائے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابن مسکان ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت اپنے بیٹے کے عقیقہ سے نہ کھائے اور اگر اس کا گوشت ضرورتمند پڑوسی کو دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۴۴ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو بچہ کے باپ کے لئے عقیقہ کا گوشت کھانے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ پس اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کھانا حرام نہیں ہے۔ (اور اس کا مطلب ہوگا کہ مکروہ ہے اور ظاہر ہے کہ ﴿کل مکروہ جائز﴾۔

باب ۴۸

بچہ کے سر پر عقیقہ کا خون ملنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ کچھ لوگ بچہ کے سر پر عقیقہ کا خون ملتے تھے۔ اور میرے والد ماجد علیہ السلام فرماتے تھے کہ یہ شرک ہے۔ (الفروع)

۲۔ عاصم کوزی عقیقہ والی حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا عقیقہ کا خون لے کر بچہ کے سر پر ملا جائے؟ فرمایا: یہ شرک ہے۔ میں نے از راہ تعجب عرض کیا: سبحان اللہ! یہ شرک ہے؟ فرمایا: بھلا وہ کام کس طرح شرک نہیں ہوگا جو جاہلیت کے زمانہ میں کیا جاتا تھا اور اسلام نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۹

بچہ کے سر کے نیچے استرا رکھنا اور لوہا (کڑا وغیرہ) پہننا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر (حمیری) باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے دیکھا کہ بچہ کے سر کے نیچے لوہے کا استرا

رکھا ہوا ہے۔ آنجنابؐ نے اسے اٹھا کر دور پھینک دیا۔ اور آپؐ لوہے کی کوئی چیز (کڑی وغیرہ) بچہ کو پہنانا مکروہ[1] جانتے تھے۔ (قرب الاسناد)

باب ۵۰

باپ کے علاوہ اگر کوئی شخص بچہ کا عقیقہ کرے تو نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وهب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے دونوں بیٹوں (حسنین شریفینؑ) کا عقیقہ کیا اور ساتویں دن ان کے سر منڈوائے اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی۔ (الفروع)

۲۔ یونس بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مقدس ہاتھ سے جناب امام حسنؑ کا عقیقہ کیا تھا اور یہ دعا پڑھی تھی: ﴿ بسم اللّٰہ عقیقة عن الحسن اللّٰھم عظمھا بعظمہٖ و لحمھا بلحمہٖ و دمھا بدمہٖ و شعرھا بشعرہٖ اللّٰھم اجعلھا وقاء لمحمد و آلہٖ ﴾۔ (ایضاً)

۳۔ ابو السائب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب ابو طالبؑ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا اور اپنے خانوادہ کو دعوتِ طعام دی۔ ان لوگوں نے پوچھا: یہ کیسی دعوت ہے؟ فرمایا: یہ احمد کا عقیقہ ہے۔ پوچھا: آپ نے اس بچہ کا نام احمد کیوں رکھا ہے؟ فرمایا: آسمان و زمین والوں کے ان کی مدح و ثنا کرنے کی وجہ سے۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۶، ۴۱ اور ۴۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ (ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح بڑے آدمی کیلئے لوہے کا چھلا وغیرہ پہننا مکروہ ہے اسی طرح بچہ کو بھی لوہے کی کوئی چیز (کڑی وغیرہ) پہنانا مکروہ ہے۔ اس سے ان والدین کو عبرت حاصل کرنا چاہئے جو نام نہاد پیر دفقیروں کے نام پر بچوں کو کڑیاں پہناتے ہیں اور لٹیں رکھواتے ہیں اور پھر پیروں سے یا ان کی قبروں پر جا کر کٹواتے ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۵۱

نومولود کے دائیں کان کے نیچے اور بائیں کان کے اوپر سوراخ کرنا اور ان میں کوئی گوشوارہ ڈالنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بچہ کے کان میں سوراخ کرنا سنت ہے اور ساتویں دن اس کا ختنہ کرنا بھی سنت ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے (اور وہ مرفوعاً) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے فاطمہ یہود کی مخالفت کرتے ہوئے حسنؑ وحسینؑ کے کانوں میں سوراخ کریں۔ (الفقیہ)

باب ۵۲

بچے کا ختنہ کرنا واجب ہے ہاں البتہ صغر سنی میں اس کا ترک کرنا جائز ہے اور ناف کا قطع کرنا واجب ہے۔ اور اگر کوئی مسلمان بچہ کا ختنہ کرے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ جس کا مضمون یہ تھا کہ صادقین علیہما السلام سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا (ولادت کے) ساتویں دن اپنی اولاد کا ختنہ کیا کرو کہ اس سے بچے پاک ہو جاتے ہیں کیونکہ غیر ختنہ شدہ آدمی کے پیشاب کرنے سے زمین بارگاہ خدا میں چیخ و پکار کرتی ہے۔ مگر ہمارے شہر کے (مسلمان) حجام کوئی خاص ماہر نہیں ہیں۔ اور نہ ہی وہ ساتویں دن ختنہ کرتے ہیں۔ البتہ یہودی (ماہر) حجام موجود ہیں۔ آیا ان سے کرانا جائز ہے یا نہ؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ سنت ساتویں دن ہے۔ لہٰذا سنت کاموں کی مخالفت نہ کرو۔ انشاء اللہ۔[1] (الفروع، الفقیہ)

۲۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ساتویں دن اپنی اولاد کا ختنہ

---

[1] امام علیہ السلام نے دوسرے سوال کا جواب نہ دے کر گویا یہ حقیقت ظاہر فرمائی ہے کہ زیادہ اہم یہ ہے ساتویں دن ختنہ کرنا ہے۔ مسلمان یا یہودی سے کرانا کوئی اہم بات نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کراؤ۔ کیونکہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی اور گوشت کے اگنے کا باعث ہے اور زمین غیر ختنہ شدہ کے پیشاب سے کراہت کرتی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ محمد بن قذعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے ہاں کچھ لوگ (مخالفین) یہ کہتے ہیں کہ جناب ابراہیم نے کلہاڑے سے اپنا ختنہ کیا تھا (بخاری شریف)۔ امامؑ نے یہ بات سن کر از راہ تعجب فرمایا: سبحان اللہ۔ یہ لوگ جناب ابراہیم پر جھوٹ بولتے ہیں بات اس طرح نہیں جس طرح یہ کہتے ہیں۔ راوی نے عرض کیا تو اصل کس طرح ہے؟ فرمایا: انبیاءؑ میں خدا کا طریقہ یہ تھا کہ ساتویں روز ان کی ناف اور ختنہ والا چمڑا گر جاتا تھا۔ جب جنابؑ ہاجرہ کے ہاں بچہ (اسماعیلؑ) پیدا ہوا تو سارہ نے ان کو وہ طعنہ دیا جو کہ کنیزوں کو دیا جاتا ہے تو جناب ہاجرہ پر یہ بات بہت شاق گزری اور وہ رو پڑیں۔ جب جناب اسماعیل علیہ السلام نے ان کو روتے دیکھا تو وہ بھی رو پڑے۔ جب جناب ابراہیم تشریف لائے اور اسماعیل کو روتے دیکھا تو پوچھا: اسماعیل! کیوں رو رہے ہو۔ عرض کیا: سارہ نے میری ماں کو طعنہ دیا ہے جس کی وجہ سے وہ رو پڑی ہیں۔ تو میں ان کے رونے کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ جناب ابراہیمؑ مصلائے عبادت پر تشریف لے گئے۔ اور خدا سے دعا کی کہ وہ ہاجرہ کے دل سے یہ بات نکال دے۔ چنانچہ خدا نے یہ بات نکال دی (اور ان کی تسلی ہوگئی)۔ مگر جب جناب سارہ کے ہاں بچہ (اسحاق) پیدا ہوا تو ان کی ولادت کے ساتویں دن ان کی ناف تو گر گئی مگر ختنہ والا گوشت نہ گرا۔ جس کی وجہ سے سارہ پریشان ہوگئیں۔ جب جناب ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تو سارہ نے کہا آل ابراہیم اور اولادِ انبیاءؑ میں یہ کیا بات پیدا ہوگئی ہے۔ یہ میرا بیٹا اسحاق ہے کہ ان کی ناف تو گر گئی ہے مگر ان کے ختنہ والا گوشت نہیں گرا......... خدا نے وحی فرمائی کہ یہ سارہ کے ہاجرہ کو طعنہ دینے کی سزا ہے۔ ابلیس نے قسم کھائی ہے کہ میں اولاد انبیاء کا یہ گوشت ساقط نہیں کروں گا۔ پس اسحاق کا لوہے کے آلے سے ختنہ کرو۔ اور انہیں لوہے کا مزہ چکھاؤ۔ چنانچہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے اسحاق کا ختنہ کیا۔ اور اس کے بعد اولادِ اسحاق میں (لوگوں میں۔ علل الشرائع)۔ یہ سنت جاری ہوگئی۔ (الفروع، علل الشرائع، المحاسن)

۴۔ جناب طبرسیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار ایک زندیق نے آپ سے سوال کیا کہ آیا خدا پر اس کی خلقت کی وجہ سے کوئی عیب لگایا جا سکتا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: نہ۔ اس پر زندیق نے کہا تو پھر جب خدا نے لوگوں کو غیر ختنہ شدہ پیدا کیا ہے تو تم اس کی خلقت میں کیوں تبدیلی کرتے ہو اور بچہ کا ختنہ کیوں کرتے ہو؟ کیا خدا کا کام غلط اور تمہارا صحیح ہے؟ فرمایا: یقیناً خدا کا ہر کام حکمت اور صواب پر مبنی ہوتا ہے۔ مگر اس نے مخلوق پر یہ کام کرنا واجب قرار دیا ہے۔ جیسا کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی ناف ماں کی ناف کے ساتھ

متصل ہوتی ہے تو خدائے حکیم نے اس کے قطع کرنے کا حکم دیا ہے۔ (جسے زندیق بھی تسلیم کرتا ہے)۔ کیونکہ اسے قطع نہ کرنے میں بچے اور اس کی ماں کا نقصان و زیاں ہے۔ اسی طرح خدائے حکیم نے ناخنوں کے کاٹنے کا جبکہ بڑھ جائیں حکم دیا ہے۔ حالانکہ وہ قادر تھا کہ ان کی خلقت ہی ایسی قرار دیتا کہ وہ نہ بڑھتے! اور یہی حکم مونچھ اور سر کے بالوں کا ہے کہ جب لمبے ہو جائیں تو ان کو کاٹا جاتا ہے اس طرح تربیل خدا نے اسے سانڈ پیدا کیا ہے مگر اس کا خصی کرنا زیادہ بہتر ہے اور ایسا کرنے میں خدا کی تقدیر میں کوئی عیب جوئی نہیں ہے۔ (الاحتجاج)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مادہ کے ختنہ نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں البتہ نر کا ختنہ لازمی ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ فضل بن شاذان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون کے نام نامہ میں لکھا کہ مردوں کیلئے ختنہ سنت واجبہ ہے اور عورتوں کے لئے[1] صرف مکرمت ہے۔ (عیون الاخبار)

۷۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدائے عزوجل نے اپنے خلیل (ابراہیم) کو حنیفیہ (دس چیزوں) کے ساتھ مبعوث فرمایا جن میں سے (پانچ یہ ہیں) مونچھوں کا کٹوانا، ناخن کاٹنا، زیر بغل بال لینا، موئے زہار مونڈنا اور ختنہ کرنا۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۵۶ و ۵۱ میں) اور کچھ مسواک (باب ۱) طواف (باب ۳۳) اور آداب حمام (باب ۸۰ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۳ و ۵۹ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] مردوں کے لئے ختنہ سنت واجبہ ہے اور عورتوں کے لئے صرف مکرمت ہے۔ اس پر اغیار زبانِ اعتراض دراز کیا کرتے ہیں حالانکہ ہماری طرح ان کی کتابوں میں یہ مسئلہ بعینہٖ اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو: ہدایہ شریف، ج ۱، صفحہ ۳۸، طبع یوسفی لکھنؤ۔ اور اس کے حاشیہ پر علامہ عبدالحی لکھنوی نے فتح القدیر کے حوالہ سے ختان کی تشریح کرتے ہوئے اسے ''سنة للرجال و مكرمة للنساء'' قرار دیا ہے۔ پھر لطف یہ ہے اس پر عمل کسی بھی فرقہ کا نہیں ہے پھر ایراد کیا؟ ع

ع ہے اعتراض اوروں پہ اپنی خبر نہیں (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۵۳

اگر کوئی بچہ ختنہ شدہ پیدا ہو تو اس کے مقام ختنہ پر صرف استرا پھیرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام پیدا ہوئے تو میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میرا یہ بیٹا ختنہ شدہ اور طاہر و مطہر پیدا ہوا ہے اور ائمہ (اہل بیت علیہم السلام) میں سے ہر امام ختنہ شدہ اور طاہر و مطہر پیدا ہوتا ہے۔ مگر ہم (مقام ختنہ) پر استرا پھروا دیتے ہیں تا کہ سنت اور حنفیت (ملت ابراہیمیہ) کی پیروی ہو جائے۔ (اکمال الدین)

۲۔ ابو ہارون ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب العصر والزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ختنہ شدہ پیدا ہوئے تو امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: ہم اسی طرح پیدا ہوتے ہیں مگر ہم عنقریب ان پر استرا پھیریں گے تا کہ سنت کی پیروی ہو جائے۔ (ایضاً)

باب ۵۴

مستحب یہ ہے کہ ختنہ (ولادت کے) ساتویں دن کیا جائے۔ ہاں البتہ بلوغت کے نزدیک ہونے تک اس کی تاخیر جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا ختنہ ساتویں دن کرنا سنت ہے یا مؤخر کرنا چاہیئے؟ کون سا طریقہ افضل ہے؟ فرمایا: ساتویں دن کرنا سنت ہے۔ اور اگر مؤخر کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنی اولاد کے ختنے ساتویں دن کیا کرو کہ یہ زیادہ پاکیزگی اور گوشت کی زیادہ جلد روئیدگی کا باعث ہے۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۴ و ۵۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۵

جوشخص (بلوغ سے پہلے) ختنہ نہ کرائے اس پر بلوغت کے بعد واجب ہے اگرچہ بوڑھا ہو چکا ہو اور اگر پہلے کافر تھا پھر اسلام لائے تو اس پر بھی واجب ہے ہاں البتہ اگر پہلے کرا چکا ہو تو پھر کافی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب کوئی کافر اسلام لائے تو وہ ختنہ کرے گا اگرچہ اس کی عمر اسی سال ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ یعقوب بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ ایک (عیسائی) راہب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام لایا.......... امام علیہ السلام نے خز کا جبہ، قوھی قمیص، خف اور ٹوپی منگوائی اور اسے عنایت فرمائی اور اس نے یہ کپڑے پہن کر نماز ظہر پڑھی۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: اب ختنہ کرو۔ اس نے عرض کیا کہ ساتویں دن میرا ختنہ کر دیا گیا تھا۔ (اصول کافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ از لباس مصلی اور یہاں باب ۵۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۶ و ۵۷ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۶

ختنہ صرف مردوں پر واجب ہے عورتوں پر واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوبصیر مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک کنیز سرزمین کفر و شرک سے قید کر کے لائی گئی اور وہ اسلام لائی اس کے ختنہ کیلئے عورت تلاش تو کی گئی مگر نہ مل سکی تو؟ فرمایا: سنت صرف مردوں کا ختنہ ہے عورتوں پر نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لڑکے کا ختنہ سنت ہے مگر لڑکی کا ختنہ سنت نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۸ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۷

اگر ایک بار ختنہ کرنے کے بعد پھر گوشت اُگ آئے تو دوبارہ ختنہ کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن جعفر اسدی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جناب محمد بن عثمان عمری (امام العصرؑ کے نائب خاص) کے مسائل کے جواب میں صاحب الزمانؑ کی جانب سے جو جواب آیا اس میں لکھا تھا کہ "تم نے جو یہ سوال کیا ہے کہ اگر ختنہ کے بعد دوبارہ گوشت اُگ آئے تو دوبارہ ختنہ کرانا چاہئے یا نہ؟ تو اس گوشت کا کاٹنا واجب ہے۔ کیونکہ غیر ختنہ شدہ آدمی کے پیشاب کرنے سے زمین چالیس دن تک چیخ و پکار کرتی ہے۔(اکمال الدین، الاحتجاج)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۸ از مواقیت نماز میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۸

لڑکی کی (جھلی) کاٹنا مستحب ہے اور اس کے آداب؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ ابن احمد بن طائی سے اور وہ اپنے باپ (احمد طائی) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے شامی کے مختلف سوالات کے جواب میں فرمایا: (پہلا سوال) سب سے پہلے ختنہ کرنے کا حکم کس نے دیا؟ فرمایا: جناب ابراہیمؑ نے۔ (دوسرا سوال) سب سے پہلے کس عورت کی جھلی کاٹی گئی؟ فرمایا: ہاجرہ کی۔ کیونکہ سارہ نے ان کو قتل کرنے کی قسم کھائی تھی۔ تو اپنی قسم کو پورا کرنے کے لئے ان کی جھلی کاٹی۔ (تیسرا سوال) سب سے پہلے کس عورت نے چادر کا دامن لٹکایا؟ فرمایا: ہاجرہ نے۔ جب سارہ سے (جان بچا کر) بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئیں۔ (چوتھا سوال) مردوں میں سب سے پہلے کس نے دامن لٹکایا؟ فرمایا: قارون نے۔ (پانچواں سوال) سب سے پہلے کس نے جوتا پہنا؟ فرمایا: جناب ابراہیم علیہ السلام نے۔ (چھٹا سوال) سب سے پہلے کس نے قوم لوط والا فعل کیا؟ فرمایا: ابلیس نے۔ اس نے (قوم لوط کے) ایک شخص کو اپنے اوپر قدرت دی تھی (اور اس کا مفعول بنا تھا)۔ (ساتواں سوال) کبوتر کی غوں غوں کا معنی کیا ہے؟ فرمایا: یہ طبلہ و سرنگی وغیرہ آلاتِ غنا استعمال کرنے والے پر بددعا کرتا ہے۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ از) مما یکتسب بہ میں اور یہاں (باب

۵۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۹

ختنہ کرتے وقت یا اس کے بعد منقولہ دعا کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مرازم بن حکیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بچے کا ختنہ کرتے وقت یہ دعا پڑھی جائے: ﴿اللّٰھم ھذہ سنتك و سُنَّۃ نبیك صلی اللہ علیہ وآلہٖ و اتباع منا لك ولدینك بمشیّتك و بارادتك لا مرارادتہ و قضاء حتمتہ و امرا انفذتہٗ فأذقتہ حر الحدید فی ختانہٖ و حجامتہٖ لامر انت اعرف بہٖ منی اللّٰھم فطھّرہ من الذنوب وزد فی عمرہ و ادفع الآفات عن بدنہٖ و الاوجاع عن جسمہٖ و زدہ من الغنٰی و ادفع عنہ الفقر فانك تعلم ولا نعلم﴾ فرمایا: جو شخص ختنہ کے وقت یہ دعا نہ پڑھ سکے وہ اس کے بالغ ہونے سے پہلے کسی وقت بھی پڑھ سکتا ہے پس اگر پڑھے گا تو بچہ قتل وغیرہ کے ذریعہ لوہے کی گرمی (ضرر) سے محفوظ رہیگا۔(الفقیہ)

باب ۶۰

جب ساتواں دن گزر جائے تو پھر سر منڈوانے اور ختنہ کرنے کا استحباب مؤکد ختم ہو جاتا ہے ویسے ان دو کاموں کا ساتویں دن سے مؤخر کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا جس بچہ کا سر ساتوین دن کے بعد منڈوایا جائے؟ فرمایا: جب سات دن گزر جائیں تو پھر حلق (منڈوانا) نہیں ہے۔(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ ذریح محاربی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سات دن گزر جائیں تو پھر عقیقہ نہیں ہے۔(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان حدیثوں کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ سات دن گزر جانے کے بعد وہ فضیلت ختم ہو جاتی ہے جو ساتویں دن یہ کام انجام دینے میں ہے ورنہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، کہ عقیقہ کا استحباب باقی رہتا ہے اگرچہ کئی ماہ بلکہ کئی سال بھی گزر جائیں۔(ملاحظہ ہو باب ۳۹)۔

باب ۶۱

جب کوئی مولود ولادت کے ساتویں دن ظہر سے پہلے فوت ہو جائے اس کا عقیقہ ساقط ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ادریس بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو مولود ولادت کے ساتویں دن مر جائے آیا اس کا عقیقہ کیا جائے یا نہ؟ فرمایا: اگر ظہر سے پہلے مرے تو پھر نہیں کیا جائے گا اور اگر ظہر کے بعد مرے تو پھر کیا جائے گا۔
(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۶۲

جب کوئی یتیم بچہ روئے تو اسے (پیار کر کے) چپ کرانا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی یتیم بچہ روتا ہے تو اس کی وجہ سے عرشِ الٰہی کانپ اٹھتا ہے۔ اور خداوند عالم فرماتا ہے: میرے اس بندہ کو کس نے رلایا ہے جس کے والدین میں نے صغر سنی میں چھین لئے ہیں۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم جو بندہ اسے چپ کرائے گا میں اس کے لئے جنت واجب قرار دے دوں گا۔ (الفقیہ، المقنع، ثواب الاعمال)

باب ۶۳

اولاد کے رونے پر ان کو مارنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے بچوں کو ان کے رونے کی وجہ سے نہ مارو۔ کیونکہ چار ماہ تک ان کا رونا توحید کی شہادت ہوتی ہے، چار ماہ پر نبی اور ان کی آل پر درود و سلام ہوتا ہے اور چار ماہ تک اپنے والدین کیلئے دعا ہوتا ہے۔ (کتاب التوحید، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۹۶ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۴

ایک مولود کیلئے ایک سے زیادہ عقیقے کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ہارون سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہوا تو

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کیا تو نے اس کا عقیقہ کیا ہے؟ میں جواب میں خاموش ہوگیا۔ میرا اندازہ ہے کہ امامؑ نے میری خاموشی سے یہ مطلب اخذ کیا کہ میں نے عقیقہ نہیں کیا۔ امام علیہ السلام نے مصادف سے فرمایا: میرے قریب آؤ۔ بخدا مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ آپ نے اس سے کیا فرمایا۔ مگر مجھے یہ گمان ہوا کہ آپ نے میرے لئے کسی چیز کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ مصادف میرے پاس تین دینار لایا اور میرے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا کہ ان سے دو مینڈھے خریدو۔ پھر انہیں موٹا تازہ کرو بعد ازاں انہیں ذبح کرکے خود کھاؤ۔ اور (دوسروں کو) کھلاؤ۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مروی ہے کہ لڑکے کیلئے عقیقہ میں دو جانور ذبح کئے جائیں اور لڑکی کیلئے ایک۔ (الفقیہ)

۳۔ شیخ محمد بن الحسین اپنی کتاب الغیبۃ میں شلمغانی کے حوالہ سے اور وہ باسناد خود ابراہیم بن ادریس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے آقا امام حسن عسکری علیہ السلام نے میرے پاس ایک مینڈھا بھیجا اور فرمایا کہ اسے میرے فلاں بیٹے (صاحب العصر والزمان) کی طرف سے عقیقہ کرو۔ اور خود کھاؤ اور اپنے اہل وعیال کو کھلاؤ بعد ازاں پھر دو مینڈھے بھیجے اور فرمایا: ان دو مینڈھوں کو اپنے مولا و آقا (صاحب الزمان) کی جانب سے عقیقہ کرو۔ اور خود کھاؤ اور اپنے (دینی) بھائیوں کو کھلاؤ۔ ھنالک للہ۔ (گوارا باد)۔ (کتاب الغیبہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۳۶، ۴۴ اور ۵۰ میں) گزر چکا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن وحسین کا عقیقہ کیا تھا اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے بھی ان کا عقیقہ کیا تھا۔ یہ واقعہ بھی اس مطلب پر دلالت کرتا ہے۔

باب ۶۵

جب کسی مولود کا عقیقہ نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس کی طرف سے قربانی کردی جائے یا وہ خود قربانی کرے تو وہ عقیقہ کی بجائے کافی ہوتی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص کے والد نے اس کا عقیقہ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ یہ جوان ہوگیا۔ تو؟ فرمایا: جب اس کی طرف سے قربانی کردی جائے یا یہ جوان خود اپنی جانب سے قربانی کرے تو یہ اس کے عقیقہ سے کفایت کرتی ہے۔ پھر فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر مولود اپنے

عقیقہ میں گروہوتا ہے خواہ اس کے والدین اسے آزاد کرائیں یا نہ کرائیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب المقنع میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی بچہ کا عقیقہ نہ کیا جائے۔ اور اس کی جانب سے قربانی کردی جائے تو وہ عقیقہ کی جگہ کافی ہے۔ (المقنع)

باب ۶۶

بچہ کے سر کا کچھ حصہ مونڈنا اور کچھ باقی رکھنا (یعنی لٹ رکھنا) مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بچوں کا سر قزع کے طور پر نہ مونڈو۔ کہ کچھ حصہ کو مونڈو اور کچھ حصہ چھوڑ دو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک بار ایک ایسے بچہ کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دعا کرنے کیلئے لایا گیا جس کے سر پر لٹ رکھی ہوئی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے حق میں دعا کرنے سے انکار کردیا۔ فرمایا: (پہلے) اس کی لٹ منڈواؤ۔ (ایضاً)

۳۔ حسین بن خالد حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امام حسنؑ و امام حسینؑ کا سر منڈوایا تھا۔ تو ان کے سر کے بائیں طرف [1] دو گیسو چھوڑے

---

[1] یہ روایت متعدد وجوہ کی بنا پر ناقابل اعتماد ہے۔ اولاً: اس لئے کہ یہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے (مراۃ العقول) ثانیاً: یہ دوسری متعدد قابل اعتماد روایات کے منافی ہے۔ جن میں اس فعل کو مکروہ اور ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ ثالثاً: اس سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات پر ناقابل تردید ایراد وارد ہوتا ہے کہ ایک طرف تو آپ اس بچہ کے حق میں دعائے خیر نہیں کرتے جس کے سر پر لٹ تھی اور یہ روایت موثق ہے۔ (مرآۃ العقول)۔ اور دوسری طرف اپنے نواسوں کی لٹیں رکھوا رہے ہیں

ع بسوخت عقل زحیرت کسے این چہ بوالعجبی است

بہر حال ان وجوہ کی بنا پر یہ روایت قابل اعتماد نہیں ہے۔ اس لئے اس روایت پر اعتماد کر کے لٹیں رکھوانے کا جواز تلاش کرنے پر بناء الفاسد علی الفاسد کی مثل صادق آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سب علماء نے اس روایت کی کوئی نہ کوئی تاویل ہی کی ہے۔ اسے تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ شرعاً و عقلاً مجلسی علیہ الرحمہ نے مرآۃ العقول میں دو تاویلیں کی ہیں: (۱) یہ حسنین شریفین کے خصائص میں سے ہے، (۲) کسی خاص مصلحت کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا ہے۔ اور محدث خبیر جناب شیخ حر عاملی صاحب وسائل نے اس کی چار تاویلیں کی ہیں: (۱) یہ صرف جواز پر محمول ہے۔ (۲) حسنین شریفینؑ کے ساتھ مخصوص ہے۔ (۳) پہلی بار منڈوانے کے بعد پر محمول ہے۔ (۴) یہ منسوخ ہے۔ (وسائل الشیعہ)۔ واللہ العالم۔

تھے۔(الفروع)

باب ۶۷

عورت کیلئے اپنے شوہر کی خدمت کرنا، اپنے بچے کو دودھ پلانا اور حمل وولادت پر صبر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خالد کعبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر اصلاح کی نیت سے کوئی چیز ادھر سے اُدھر اٹھا کر رکھے تو خداوند عالم اس پر نظر رحمت کرتا ہے۔ اور جس پر خدا نظر رحمت کرے پھر اسے عذاب نہیں کرتا۔ یہ بات سن کر جناب ام سلمیٰؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مرد تو ہر خیر وخوبی لے گئے۔ بیچاری عورتوں کیلئے کیا ہے؟ فرمایا: ہاں جب عورت حاملہ ہوتی ہے تو وہ بمنزلہ اس شخص کے ہے جو دن کو روزہ رکھے اور رات مصلائے عبادت پر گزارے۔ اور اپنے جان و مال سے خدا کی راہ میں جہاد کرے۔ اور جب اس کا حمل وضع ہوتا ہے تو خدا اسے اس قدر اجر وثواب عطا فرماتا ہے کہ جس کی عظمت کی وجہ سے کوئی نہیں جانتا کہ کس قدر ہوتا ہے۔ اور جب اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ تو اس کے ایک ایک بار دودھ پلانے کے عوض خدا اسے اولادِ اسماعیل میں سے ایک ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے اور جب دودھ پلانے سے فارغ ہوتی ہے تو ایک شریف فرشتہ اس کے پہلو پر پَر مار کر کہتا ہے کہ از سر نو عمل کر کہ خدا نے تیرے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ (امالی شیخ صدوقؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲۳ از مقدمات نکاح میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶۸

آزاد عورت کو اپنے بچہ کو دودھ پلانے پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اپنی ماں کا دودھ پلوانا مستحب ہے۔ ہاں البتہ آقا اپنی کنیز کو بچہ کو دودھ پلانے پر مجبور کر سکتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن داؤد منقری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے (بچہ کو) دودھ پلانے کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: آزاد عورت کو بچہ کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں البتہ ام الولد (کنیز) کو مجبور کیا جا سکتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ بچہ جو دودھ بھی پیتا ہے اس کی ماں کے دودھ سے زیادہ برکت والا کوئی دودھ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۷۰ و ۷۱ و ۷۸ اور ۸۱ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۹

دودھ پلانے والی عورت کیلئے دونوں پستانوں سے دودھ پلانا مستحب ہے نہ کہ ایک سے؟ اور ہر بچے کو دودھ پلانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عباس بن ولید سے اور وہ اپنے باپ (عباس) سے اور وہ اپنی ماں ام اسحاق بنت سلیمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے اپنے دو بیٹوں محمد اور اسحاق میں سے ایک بیٹے کو دودھ پلاتے دیکھا تو فرمایا: اے ام اسحاق! اسے صرف ایک پستان سے نہ پلانا بلکہ دونوں سے پلانا کیونکہ ان میں سے ایک میں کھانا ہوتا ہے اور دوسرے میں پانی۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جابر بن عبداللہ (انصاری) سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب بچہ ماں کے شکم میں آتا ہے تو............ اور جب باہر آتا ہے تو............ خدا اس کا رزق اس کی ماں کے پستانوں میں رکھ دیتا ہے۔ ایک میں کھانا اور دوسرے میں پانی۔ (الفقیہ)

۳۔ سکونی (مرفوعاً) روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اپنی عورتوں کو منع کردو کہ وہ دائیں بائیں (ہر کہ ومہ کو) دودھ نہ پلائیں کیونکہ وہ بھول جاتی ہیں کہ کس کس کو پلایا تھا۔ اور پھر ان بچوں کے عقد و ازدواج پر اثر پڑتا ہے۔ (ایضاً)

باب ۷۰

دودھ پلانے کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کس قدر ہے؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت کے لئے کامل دو سال سے زیادہ اپنے بچہ کو دودھ پلانا جائز نہیں ہے۔ اور اگر میاں بیوی باہمی

رضامندی سے اس سے پہلے دودھ چھڑانا چاہیں تو خوب ہے۔ (التہذیب)

۲۔ عبدالوہاب بن صباح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دودھ پلانے میں جو مدت فرض ہے وہ اکیس ماہ (پونے دوسال) ہے۔ پس اس سے کم ہو تو یہ بچہ پر زیادتی ہے۔ اور اگر رضاعت مکمل کرنا چاہے تو پھر دو سال ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن سعد اشعری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا بچہ دو سال سے زیادہ مدت تک دودھ پی سکتا ہے؟ فرمایا: صرف دو سال۔ پھر عرض کیا: اگر دو سال سے زیادہ ہو جائے تو اس کے والدین پر کچھ (گناہ) ہوگا؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عامر بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کا انتقال ہوا تو ان کی عمر اٹھارہ ماہ (ڈیڑھ سال) تھی پس خداوند عالم نے جنت میں ان کی رضاعت مکمل کی۔ (الفقیہ، التوحید)

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس حاملہ عورت کو طلاق دی جائے اس کے وضع حمل تک اس کا نان ونفقہ (شوہر پر) واجب ہوگا۔ اور جس اجرت پر دوسری عورتیں دودھ پلانے پر راضی ہوں اس اجرت پر ماں دودھ پلانے کی زیادہ حقدار ہوگی۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ﴿لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ .... ﴾ اولاد کے سلسلہ میں نہ ماں کو ضرر پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اور یہی حکم وارث کا ہے۔ اور ماں کے لئے دو سال سے زیادہ مدت تک دودھ پلانا جائز نہیں ہے۔ ہاں البتہ باہمی رضامندی سے اس سے پہلے چھڑانا چاہیں تو ٹھیک ہے۔ (الفقیہ)

باب ۷۱

ماں پر اجرت کے بغیر اپنے بچہ کو دودھ پلانا واجب نہیں ہے۔ بلکہ اگر خود پلائے یا اس کی کنیز پلائے تو بچہ کے مال سے اجرت لے سکتی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنی بیوی اور چھوٹا سا بچہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ اور اس کی بیوی نے اپنا

بچہ اپنی مملوکہ کنیز پر ڈال دیا۔ پس اس نے اسے دودھ پلایا۔ اور بیوہ نے اپنے مرحوم خاوند کے وصی سے بچہ کو دودھ پلانے کی اجرت کا مطالبہ کر دیا تو؟ فرمایا: اس کو اجرۃ المثل دی جائے گی۔ اور وصی کو یہ حق نہیں ہے کہ بچہ کو ماں کی گود سے نکالے۔ جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے اور وہ اس کا مال اس کے سپرد کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب امیر علیہ السلام کے عہد میں ایک شخص چھوٹا بچہ چھوڑ کر مر گیا۔ اور اس کے بچہ کو اجرت پر دودھ پلایا گیا۔ تو حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: اس بچہ کو باپ اور ماں کی طرف سے جو مال وراثت میں ملے گا اس سے اس کی رضاعت کی اجرت ادا کی جائے گی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۱ از مقدماتِ نکاح اور یہاں باب ۶۸ و ۷۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۲

رضاعت کی مدت میں عورت سے جماع کرنا ممنوع نہیں ہے اور عورت کیلئے شوہر کو منع کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الصباح کنانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قرآن مجید کی اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ﴿لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ﴾ (کسی ماں کو اس کے بچہ کی وجہ سے اور کسی باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے ضرر و زیاں نہ پہنچایا جائے) کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: دودھ پلانے والی عورتوں کی عادت یہ تھی کہ جب ان کے خاوند ان سے ہمبستری کا تقاضا کرتے تھے تو یہ کہہ کر انکار کر دیتی تھیں کہ ہمیں یہ خوف ہے کہ ہم حاملہ ہو جائیں اور اس طرح اس بچہ کو قتل کر دیں جسے اب دودھ پلا رہی ہیں۔ اور جب کوئی ایسی عورت اپنے خاوند کو اس کام کی طرف بلاتی تو وہ یہ کہہ کر مقاربت کرنے سے انکار کر دیتا تھا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم سے ہمبستری کرکے اس دودھ پینے والے بچہ کے قتل کا باعث نہ بن جاؤں۔ پس خدا نے طرفین کو اس ضرر رسانی کی ممانعت کرتے ہوئے کہ مرد عورت کو اور عورت مرد کو اس طرح (حیلہ و بہانہ سے) ضرر و زیاں نہ پہنچائیں کیونکہ انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ (الفروع، التہذیب، العیاشی)

۲۔ مفسر عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے آیت مبارکہ ﴿لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ﴾ میں وارد شدہ ضرر کا مطلب پوچھا؟ فرمایا: اس سے مراد جماع ہے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۰۲ وغیرہ از مقدمات نکاح میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۷

آزاد عورت اپنے غلام شوہر سے اپنی اولاد کی تربیت کرنے کی زیادہ حقدار ہے۔ اگر (طلاق کے بعد) دوسری شادی بھی کر لے ہاں جب شوہر آزاد ہو جائے تو پھر وہ زیادہ حقدار ہے۔ اور آزاد (باپ) کنیز (ماں) سے اولاد کی تربیت کا زیادہ حقدار ہے۔ اور جب والدہ نہ ہو تو خالہ تربیت کی زیادہ حقدار ہے جبکہ اس سے زیادہ کوئی قریبی رشتہ دار موجود نہ ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی آزاد عورت کسی غلام سے شادی کرے اور اس سے اولاد بھی ہو جائے تو وہ اپنے آزاد بچوں کی تربیت کرنے کی زیادہ حقدار ہے۔ ہاں البتہ جب اس کا خاوند آزاد ہو جائے تو وہ باپ ہونے کے ناطے زیادہ حقدار ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد رقی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک آزاد عورت نے ایک غلام سے شادی کی۔ اور اس سے اس کی اولاد بھی ہوئی۔ پھر اس نے اس کو طلاق دے دی۔ (اور وہ بچوں کو ہمراہ لے کر اپنے میکے چلی گئی) اور دوسری شادی کر لی۔ جب اس کے (پہلے) خاوند کو پتہ چلا کہ اس نے شادی کر لی ہے تو اس نے یہ کہہ کر اولاد واپس لینا چاہی کہ جب تو نے شادی کر لی ہے تو اب اولاد کی تربیت کا میں زیادہ حقدار ہوں۔ تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: جب تک وہ غلام ہے تب تک بچوں کی ماں زیادہ حقدار ہے اگرچہ وہ شادی بھی کر لے۔ ہاں جب آزاد ہو جائے تو پھر وہ زیادہ حقدار ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ جناب شیخ حسن طوسیؒ باسناد خود عبید اللہ بن علی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب حمزہؓ (کی شہادت کے بعد) ان کی بیٹی کو (جن کی والدہ کا پہلے انتقال ہو چکا تھا)

ان کی خالہ کی تحویل میں دیا تھا اور فرمایا تھا کہ خالہ بھی والدہ ہوتی ہے۔ (آمالی شیخ حسن طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۰ واے میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷۴

(عمر کی) وہ کون سی حد ہے جب بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے، اور ان کو جمع بین الصلاتین کا حکم دیا جائے۔ اور وہ کون سی حد ہے جب لڑکوں کو خواب گاہ میں علیٰحدہ سونے کا اور ان کو عورتوں سے علیٰحدگی کا حکم دیا جائے؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لڑکے کو سات برس کی عمر میں نماز کا حکم دیا جائے اور جب تک بالغ نہ ہو جائے تب تک عورت اس سے سر نہ چھپائے۔ (الفقیہ)

۲۔ عبداللہ بن میمون حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بچے کو بچے سے اور بچے کو بچی سے اور بچی کو بچی سے دس برس کی عمر میں الگ سلایا جائے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں چھ سال بھی مروی ہیں (کہ اس عمر میں ان کو الگ الگ سلایا جائے)۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن زید سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بچہ کے سات سال کی عمر میں کھیر کے دانت گرتے ہیں، نو سال کی عمر میں اسے نماز کا حکم دیا جاتا ہے، اور دس برس کی عمر میں ان کو علیٰحدہ علیٰحدہ سونے کا حکم دیا جاتا ہے، چودہ سال کی عمر میں اسے احتلام آتا ہے (بالغ ہوتا ہے) اس کے قد کے بڑھنے کی آخری حد بائیس سال ہے۔ اور اس کی عقل کے مکمل ہونے کی آخری عمر اٹھائیس سال ہے۔ سوائے تجربات کے (کہ وہ زندگی کی آخری سانس تک جاری و ساری رہتے ہیں)۔ (الفروع)

۵۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم بچوں کو نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کے اکٹھا پڑھنے کا اس وقت تک حکم دیتے ہیں جب تک ان کا وضو باقی رہے اور وہ (کاروبار میں) مشغول ہوں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ و ۴ از اعداد فرائض میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷۵

ولد الزنا عورت کا دودھ بچہ کو پلانا مکروہ ہے اور ایسی (ولد الزنا) عورت کی اس بیٹی کا دودھ پلانا بھی مکروہ ہے جو حرام کاری کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔ مگر یہ کہ اس کا مالک (خواہ مرد ہو یا عورت) زانی کو اس کا زنا حلال قرار دے دے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا ایک عورت جو زنا کرنے سے پیدا ہوئی ہے۔ آیا اس کا دودھ (بچہ کو) پلایا جا سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں پلانا چاہیئے۔ اور نہ ہی اس کی اس بیٹی کا دودھ جو زنا سے پیدا ہوئی ہے۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہودیہ، نصرانیہ اور مجوسیہ عورت کا دودھ مجھے حرام زادی کے دودھ سے زیادہ پسند ہے ہاں البتہ امام علیہ السلام اس ولد الزنا عورت کے دودھ پلانے میں کوئی مضائقہ نہیں جانتے تھے جس کا مالک زانی کو اس کا یہ فعل مباح کر دے۔ (ایضاً)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ میرا ایک غلام میری ایک کنیز پر چڑھ دوڑا جس سے وہ حاملہ ہوگئی۔ اور ایک بچہ کو جنم دیا۔ ہمیں اس کے دودھ کی ضرورت ہے۔ تو اگر میں ان کا وہ فعل بد انکو مباح کر دوں[1] تو اس کا دودھ پاک ہو جائے گا؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

---

[1] وہ امور جن سے ایک اجنبیہ عورت کسی اجنبی مرد کے لئے حلال ہوتی ہے جہاں ان میں (۱) عقد دائمی، (۲) عقد منقطع، (۳) ملک یمین داخل ہے۔ وہاں ایک سبب (۴) تحلیل بھی ہے۔ یعنی کوئی مالک اپنی کنیز (جو کہ اس کا مملوکہ مال ہے اپنے دوسرے مال کی طرح) کسی شخص کے لئے حلال کر دے۔ تو اس سے اس شخص کیلئے اس کنیز سے مقاربت کرنا جائز ہو جائے گی اور نکاح پڑھنے پڑھانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ اب اسی مسئلہ کی ایک خاص شق کی طرف ان حدیثوں میں اشارہ کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح کسی کنیز کے مالک کو یہ حق ہے کہ وہ کسی شخص کو اپنی کنیز سے مقاربت کرنے کی اجازت دے دے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص غلط کاری کرتے ہوئے اس کنیز کے ساتھ منہ کالا کر بیٹھے تو مالک کو اب بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس شخص کو اپنی حق تلفی معاف کر کے یہ فعل حلال کر دے تو ایسا کرنے سے زنا کاری کی تباہ کاری کا اثر زائل ہو جائے گا۔ فافهم فانه دقیق۔ تفصیل کیلئے تجلیات صداقت کی طرف رجوع کیا جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۷۶

کسی یہودی، عیسائی اور مجوسی عورت کا بچہ کو دودھ پلانا مکروہ ہے اور اگر کوئی ایسا کرے تو پھر ان عورتوں کو شراب پینے، سؤر کا گوشت کھانے اور اس قسم کی دیگر حرام خورد ونوش سے روکے اور بچہ کو ان کے ہمراہ ان کے گھر نہ بھیجے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بچہ کو مجوسی عورت کا دودھ نہ پلایا جائے (کہ اس کی کراہت شدید ہے)۔ اور یہودیہ اور نصرانیہ عورت کا پلا لیا جائے (کہ اس کی کراہت کم ہے) مگر ان کو شراب نوشی سے منع کیا جائے۔ (الفروع)

۲۔ عبداللہ بن ہلال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مجوسیہ عورت کو دایہ بنایا جائے؟ فرمایا: نہ۔ ہاں البتہ (عند الضرورت) اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کو دایہ بنانا جائز ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ کسی یہودیہ، نصرانیہ یا مجوسیہ کو دایہ بنا کر ان کا دودھ بچہ کو پلایا جا سکتا ہے؟ فرمایا: یہودیہ اور نصرانیہ کا دایہ بنا کر دودھ پلانا تو جائز ہے بشرطیکہ ان کو تمہارے گھر میں جگہ دی جائے اور تم ان کو شراب خواری اور سؤر جیسے حرام جانوروں کی گوشت خوری سے منع کرو۔ مگر وہ تمہارے بچہ کو اپنے گھر نہ لے جائیں لیکن زانیہ اور مجوسیہ کا دودھ اپنے بچے کو نہ پلاؤ۔ مگر یہ کہ اضطراری کیفیت ہو۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ از مقدمات نکاح میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷۷ و ۷۸ اور ۷۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۷

ناصبیہ (دشمن اہل بیتؑ) عورت کا بچہ کو دودھ پلانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن علی بن عباس نجاشی اپنی کتاب الرجال میں باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ یہودیہ اور نصرانیہ عورت کا دودھ پلانا (جو کہ فی نفسہ مکروہ ہے) ناصبیہ عورت کے دودھ پلانے سے بہتر ہے۔ (رجال نجاشی، المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۱ از مقدمات میں) یہ بات گزر چکی ہے کہ بچہ کی طبیعت پر دودھ کا

اثر ہوتا ہے اور اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۷۸ و ۷۹ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۸

احمق اور اس کمزور بینائی والی عورت کا دودھ بچہ کو پلانا مکروہ ہے جس کی آنکھوں سے ہر وقت پانی بہتا رہتا ہو۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اس عورت کی اچھی طرح دیکھ بھال کر لو جس سے اپنی اولاد کو دودھ پلانا چاہتے ہو کیونکہ بچہ اس دودھ پر جوان ہوتا ہے۔ (اور دودھ کا اثر آخر تک برقرار رہتا ہے)۔(الفروع)

۲۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: احمق عورت کا دودھ نہ پلاؤ کیونکہ دودھ اثر انداز ہوتا ہے اور بچہ کا تکبر اور حماقت میں اپنی دایہ کی طرف میلان ہوتا ہے۔(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: احمق عورت اور اس کمزور بینائی والی عورت کا دودھ بچہ کو نہ پلاؤ جس کی آنکھوں سے پانی بہتا رہتا ہے۔ کیونکہ دودھ اثر انداز ہوتا ہے۔(عیون الاخبار)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر (حمیری) باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ (اولاد کو) دودھ پلانے کیلئے عورتوں کا اس طرح (دقت نگاہ) سے انتخاب کرو جس طرح نکاح کیلئے کرتے ہو۔ کیونکہ رضاع طبیعت پر غالب آ کر اسے تبدیل کر دیتا ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۷۹ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۹

حسین وجمیل کا دودھ پلانا مستحب اور بدشکل عورت کا پلانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مروان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر

علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اپنے بچے کو حسین و جمیل عورتوں کا دودھ پلاؤ۔ اور خبردار! بدصورت عورتوں سے بچنا کیونکہ دودھ (بچہ کی شکل و عقل پر) اثر انداز ہوتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ از مقدمات نکاح اور یہاں باب ۷۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸۰

دودھ پلانے والی اور دایہ چونکہ امین ہوتی ہیں لہٰذا اگر کوتاہی نہ کریں تو بچہ کی ضامن نہیں ہوتیں اور اگر کوتاہی کریں جیسے وہ بچہ کسی اور دودھ پلانے والی عورت کے حوالے کر دیں تو اگر وہ عورت اصلی بچہ نہ لائے تو پہلی عورت اس کی دیت کی ضامن ہوگی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنے بچہ کو دودھ پلانے کیلئے ایک دایہ سے معاملہ کیا۔ اور وہ اس کے بچہ کو لے کر چند سال تک غائب رہی اور جب اسے لے کر آئی تو بچہ کی ماں نے اس بچہ کو پہچاننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ اسے نہیں پہچانتی۔ تو؟ فرمایا: دایہ پر کچھ (ضمانت وغیرہ) نہیں ہے کیونکہ وہ بمنزلہ امین کے ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنے بچہ کو دودھ پلانے کیلئے ایک عورت (دایہ) سے معاملہ کیا۔ اور بچہ اس کے حوالہ کر دیا۔ اور اس دایہ نے آگے وہ بچہ کسی اور دایہ کو دے دیا اور وہ اسے لے کر کچھ عرصہ تک غائب رہی۔ پھر اس شخص نے (اصلی) دایہ سے اپنا بچہ واپس مانگا۔ اس عورت نے اقرار کیا کہ اس سے معاملہ ہوا۔ اور یہ بھی تسلیم کیا کہ بچہ اس نے اپنے قبضہ میں لیا۔ مگر اور اسے آگے ایک اور دایہ کو دے دیا تو؟ فرمایا: اس پر اس بچہ کی دیت واجب ہے الا یہ کہ اسے حاضر کرے۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بچہ کو جنم دینے والی (دایہ) امین ہوتی ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الاجارہ (نمبر ۲۹ اور یہاں باب ۳۴) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد دیات (باب ۲۹) میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۱

دودھ چھڑانے کی مدت (دوسال) تک ماں بچے کی دیکھ بھال کرنے کی سب سے زیادہ حقدار ہے۔ بشرطیکہ وہ دودھ پلانے کی وجہ سے دوسری عورتوں سے زیادہ طلب نہ کرے اور جب تک اسے طلاق نہ ہو جائے اور وہ دوسری شادی نہ کرلے اور اگر بچی ہے تو پھر سات سال تک ماں اس کی زیادہ حقدار ہے۔ بعد ازاں باپ زیادہ حقدار ہوگا اور اگر باپ مر جائے پھر ماں زیادہ حقدار ہوگی (اور اگر وہ بھی) مر جائے تو پھر الاقرب فالاقرب۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن حصین سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَ الْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ.........﴾ کی تفسیر میں فرمایا: جب تک بچہ دودھ کی مدت (دوسال) میں ہو اس میں ماں باپ برابر کے حصہ دار ہوتے ہیں۔ اور جب اس کا دودھ چھوٹ جائے تو پھر ماں کی نسبت باپ اس کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ اور جب باپ مر جائے تو دوسرے رشتہ داروں کی نسبت ماں زیادہ حقدار ہوتی ہے۔ اور اگر بچہ کے باپ کو چار درہم پر دودھ پلانے والی ملتی ہو اور ماں پانچ درہم سے کم پر راضی نہ ہو۔ تو باپ ماں سے بچہ لے سکتا ہے۔ (اور چار درہم والی کو دے سکتا ہے)۔ (کتب اربعہ)

۲۔ ابوالصباح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنی حاملہ بیوی کو طلاق دے دے تو وضع حمل تک ان کا نان ونفقہ ادا کرے گا۔ اور بچہ کو جنم دینے کے بعد اسے (دودھ پلانے اور دیکھ بھال کرنے کی) اجرت ادا کرے گا۔ مگر یہ کہ اس سے کم اجرت پر کوئی اور عورت مل جائے (تو پھر بچہ ماں سے لے سکتا ہے)۔ اور اگر ماں اسی اجرت پر راضی ہو جائے تو پھر وہ زیادہ حقدار ہے یہاں تک کہ اس کا دودھ چھڑائے (یعنی بچہ دوسال کا ہو جائے)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ منقری ایک اور شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے جبکہ اس کی اس سے اولاد ہے تو اس اولاد کا زیادہ حقدار کون ہوگا؟ فرمایا: عورت زیادہ حقدار ہے۔ جب تک (دوسری جگہ) شادی نہ کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس روایت کی تین تاویلیں کی ہیں: (۱) ماں اس صورت میں زیادہ حقدار ہے جبکہ وہ اس دودھ پلانے اور دیکھ بھال کرنے کا اتنی ہی اجرت لے جتنی کوئی اور

عورت لیتی ہے۔ (۲) اولاد سے یہاں مراد بچی ہے۔ (۳) اس سے صرف دودھ پلانے کی مدت مراد ہے کہ اس میں ماں زیادہ حقدار ہے۔ واللہ العالم۔

۴۔ جناب ابن ادریسؒ آخر سرائر میں کتاب "مسائل الرجال و مکاتباتھم" کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ بشر بن بشار نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی۔ اس سے اس کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ پھر اس نے اسے طلاق دے دی تو وہ کب اس سے اپنا بچہ لے سکتا ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: جب سات برس کا ہو جائے۔ تب چاہے تو اسے لے لے اور چاہے تو اسے (ماں کے پاس) رہنے دے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (موجبات ارث میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۲

مستحب یہ ہے کہ سات یا چھ برس تک بچہ کو آزاد چھوڑا جائے اور پھر سات برس تک اس کی گرفت کی جائے اور اس کی تعلیم و تادیب کا بندوبست کیا جائے۔ اور اس کی تعلیم کی کیفیت کا بیان؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سات برس تک اپنے بیٹے کو اس کے حال پر چھوڑ اسے کھیلنے دے۔ اور (بعد ازاں) سات برس تک اس کی گرفت کر اور اس کی نگرانی کر (یعنی اسے علم و ادب سکھا) پس اگر کامیاب ہو جائے تو فبہا ورنہ اس میں کوئی خیر و خوبی نہیں[1] ہے۔ (الفروع)

۲۔ یونس بن یعقوب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چھ سال تک اپنے بچے کو مہلت دو۔ (اسے کھیلنے کو دے دو)۔ پھر سات برس تک اسے اپنے ہمراہ رکھو اور اسے اپنا علم و ادب سکھاؤ۔ پس اگر ٹھیک ہو جائے تو فبہا ورنہ اسے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن فضالہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بچہ تین برس کا ہو جائے تو اسے سات بار کہا جائے لا الٰہ الا اللہ۔ اور جب تین

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ میں یہ روایت یوں ہے کہ اپنے بچے کو سات سال کی عمر تک آزاد چھوڑ، بعد ازاں سات سال تک اسے علم و ادب سکھا پھر سات برس تک اس کی نگرانی کر پس اگر کامیاب ہو جائے تو فبہا ورنہ اس میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

سال سات ماہ اور بیس دن کا ہو جائے تو اسے سات بار کہا جائے کہ کہہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ پھر چار سال مکمل ہونے تک اسے آزاد چھوڑ دیا جائے پھر اسے سات بار کہا جائے کہ کہہ ﴿صلی اللہ علی محمد و ال محمد﴾ پھر اسے پانچ سال تک اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ پس جب پانچ سال کا ہو جائے تو اس سے پوچھا جائے کہ تیرا دایاں بایاں کیا ہے؟ جب اسے پہچان جائے تو اسے روبقبلہ کر کے کہا جائے کہ (خدا کو) سجدہ کر۔ پھر اسے چھوڑ دیا جائے۔ یہاں تک کہ چھ سال کا ہو جائے۔ تو اسے نماز پڑھنے، اور رکوع و سجود کرنے کا طریقہ سکھایا جائے۔ اور جب پورے سات سال کا ہو جائے تو اسے کہا جائے کہ اپنے منہ اور ہاتھوں کو دھو۔ اور نماز پڑھ۔ پھر اسے چھوڑ دیا جائے اور جب پورے نو برس کا ہو جائے تو اسے وضو کرنے اور نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا جائے اور ایسا نہ کرنے پر اسے پیٹا جائے۔ پس جب وضو کرنا اور نماز پڑھنا سیکھ جائے گا (اور پھر پڑھنے لگ جائے گا) تو خداوند اس کے ماں باپ کو بخش دے گا۔ (امالی شیخ صدوق والفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۸۳، ۸۴ اور ۸۵ وغیرہ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۳

بچے کو سات سال تک لکھنا اور قرآن پڑھنا سکھایا جائے اور سات سال تک حلال وحرام کی تعلیم دی جائے نیز اسے تیراکی اور تیراندازی کی بھی تعلیم دی جائے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بچہ سات سال تک کھیلے، سات سال تک قرآن پڑھے۔ اور سات سال تک حلال وحرام کے مسائل سیکھے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ یعقوب بن سالم مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کو تیراکی اور تیراندازی سکھاؤ۔ (الفروع)

۳۔ فضل بن قرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص اپنے بچے کو بوسہ دے خدا اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھتا ہے اور جو اسے خوش کرے خدا اسے قیامت کے دن خوش کرے گا۔ اور جو اسے قرآن پڑھائے۔ تو خداوند عالم اس کے والدین کو، کراسے دو نورانی حلے پہنائے گا کہ جن کی روشنی سے اہل جنت کے چہرے روشن ہو جائیں گے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ حسن طبرسی مکارم الاخلاق میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بچہ سات سال تک سردار (آزاد) ہوتا ہے، سات سال تک غلام ہوتا ہے (اسے پڑھایا جاتا ہے)، سات سال تک وزیر ہوتا ہے (اپنے باپ کی نگرانی میں کام کرتا ہے)۔ پس اگر اس طرح اکیس سال (کی عمر میں اس کے عادات و خصائل اچھے ہو جائیں تو فبہا ورنہ اسے پہلو پر ٹھوکر ماری جائے گی۔ کیونکہ تم (والد) اپنا فریضہ ادا کر کے) خدا کی بارگاہ میں معذور ہو۔ (مکارم الاخلاق)

۵۔ نیز فرمایا: اگر تم اپنی اولاد کو ادب سکھاؤ تو یہ کام ہر روز نصف صاع (گندم وغیرہ) صدقہ دینے سے بہتر ہے۔ (ایضاً)

۶۔ نیز فرمایا: اپنی اولاد کا اکرام کرو اور ان کو اچھے ادب سکھاؤ تو تم بخشے جاؤ گے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸۲ اور اس سے پہلے ابواب السبق والرمایہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸۴ و ۸۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۴

صغر سنی میں قبل اس کے کہ وہ مخالفین کے علوم سے آگاہ ہوں اپنی اولاد کو (سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کی) حدیث کی تعلیم دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج وغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے نوخیز لڑکوں کو جلدی (ہماری) حدیث پڑھاؤ۔ پہلے اس سے کہ یہ مرجئہ[1] تم سے سبقت لے جائیں اور (انہیں گمراہ کر دیں)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ بشیر دھان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہمارے اصحاب میں تفقہ (معرفت دین) حاصل نہیں کرتا اس میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ اے بشیر! جب تک ہمارے اصحاب اپنی فقہ حاصل کر کے بے نیاز نہیں ہوگا وہ ان (مخالفین) کی فقہ کا محتاج ہوگا اور جب وہ ان کا محتاج ہوگا تو وہ اسے اس

---

[1] مرجئہ مخالفین کا ایک گروہ ہے جو اس قدر رجائیت پسند ہے کہ ہر گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر یہی کہتا ہے کہ امید ہے کہ خدا معاف کر دے گا۔ اسے یہ تو یاد ہے کہ خدا غفار ہے مگر وہ یہ بھول جاتا ہے کہ وہ قہار بھی ہے، وہ یہ تو یاد رکھتا ہے کہ وہ ستار ہے مگر وہ یہ فراموش کر دیتا ہے کہ وہ جبار بھی ہے۔ لہٰذا عقلمندی یہ ہے کہ جہاں آدمی خدائے رحیم کی رحمت کا امیدوار ہے وہاں اس جبار و قہار کے قہر و غضب سے خائف و ترساں بھی رہے۔ جب امید و بیم کا پلہ برابر ہوگا تو پھر بیڑا پار ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

طرح اپنی گمراہی میں داخل کر دیں گے کہ اسے خبر بھی نہیں ہوگی۔ (اصول کافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ خرابی نوخیزوں میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ اپنی ذہنی ناپختگی اور معرفت کی کمی کی وجہ سے ہر اس چیز کو جلد قبول کر لیتے ہیں جو ان کے ذہن میں ڈالی جائے۔

۳۔ ابو مریم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے سلمہ بن کہیل، اور حکم بن عتیبہ (دو بڑے مخالفین) سے فرمایا کہ تم مشرق میں جاؤ۔ یا مغرب میں تمہیں ہر جگہ جو صحیح علم دین ملے گا۔ وہ ہم اہل بیت نبوتؐ کے گھر سے نکلا ہوگا۔ (ایضاً)

۴۔ جناب ابن ادریسؒ ہارون بن خارجہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہم (اہل بیتؑ کے) مخالفوں کے پاس جاتے ہیں اور ان کی حدیث سنتے ہیں تاکہ ان کے برخلاف ہمارے پاس حجت و دلیل قائم ہو جائے تو؟ فرمایا: نہ ان کے پاس جاؤ اور نہ ہی ان کی (حدیثیں) سنو۔ (سرائر)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: اپنے بچوں کو ہمارے وہ علوم پڑھاؤ جن سے خدا انہیں فائدہ دے۔ تاکہ مرجئہ (ان کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے) ان پر اپنی رائے مسلط نہ کر دیں۔ (الخصال)

۶۔ جناب سید ابن طاؤوسؒ اپنی کتاب کشف المحجہ لثمرۃ المہجہ میں حضرت کلینیؒ کی کتاب الرسائل سے باسناد خود عمرو بن ابی مقدام سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام کے نام اپنی طویل وصیت میں فرمایا: میں نے یہ وصیت کرنے میں کئی وجوہ سے جلدی کی ہے۔ ایک یہ کہ کہیں مجھے جلدی موت نہ آجائے دوسرے یہ کہ کہیں تم پر اس سے پہلے ہوا و ہوس اور دنیوی فتنے غالب نہ آجائیں...... کیونکہ ایک نوخیز کا ذہن خالی زمین کی مانند ہوتا ہے کہ اس میں جو چیز (پہلے) بوئی جائے وہ اسے ہی قبول کر لیتی ہے۔ اس لئے میں نے تمہیں ادب سکھانے میں جلدی کی۔ تاکہ تمہارا دل سخت نہ ہو جائے۔ (کشف المحجہ، نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سلسلہ میں بے شمار حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان میں سے بعض باب القضا (ابواب صفات قاضی) میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۵

آدمی کیلئے جائز ہے کہ یتیم بچہ کی ان کاموں کی وجہ سے سرزنش کرے جن کی وجہ سے اپنی اولاد کی کرتا ہے اور ان بُرے کاموں کی وجہ سے اسے مارے جن کی وجہ سے اپنی اولاد کو مارتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جس کام کی وجہ سے اپنی اولاد کی سرزنش کرتے ہو۔ ان کی وجہ سے یتیم کی بھی سرزنش کرو۔ اور جن باتوں کی وجہ سے اپنی اولاد کو مارتے پیٹتے ہو ان کی وجہ سے یتیم کو بھی مارو پیٹو۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود صالح بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے بچہ کو صغر سنی میں مشکل[1] کاموں پر آمادہ کرنا مستحب ہے تا کہ وہ کبرسنی میں حلیم و بردبار (اور شریف) بنے۔(الفقیہ، الفروع)

باب ۸۶

اولاد کے جملہ حقوق کا بیان۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود درست سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے اس بیٹے کا مجھ پر کیا حق ہے؟ فرمایا: اس کا نام اچھا رکھو، اسے اچھا ادب سکھاؤ۔ اور اسے اچھی جگہ بٹھاؤ (یعنی اس کی تعلیم و تربیت کا اعلیٰ انتظام کر کے اسے بلند مقام تک پہنچاؤ)۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ معمر بن خلاد بیان کرتے ہیں کہ داؤد بن زربی نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں اپنے بیٹے کی

---

[1] ہمارے پاس وسائل کا جو نسخہ ہے اس میں (یستحب غرامۃ الغلام) غین کے ساتھ غرامہ لکھا ہے جس کے معنی ضرر و تاوان کے ہیں یعنی بچہ کی اصلاح کی خاطر ضرر و زیاں اور تاوان برداشت کرنا مستحب ہے تا کہ بڑا ہو کر وہ حلیم و بردبار بن سکے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ عالم ربانی ملا محسن فیض کاشانی کے پاس فقیہ کا جو نسخہ تھا اس میں فقط "عرامہ" عین کے ساتھ وارد تھا جس کے معنی ہیں مشکل کام۔ اس لئے انہوں نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ بچہ کو مشکل کاموں پر آمادہ کرنا مستحب ہے تا کہ بڑا ہو کر حلیم و بردبار بن سکے ولعلہ الانسب بالمقام واللہ العالم۔(احقر مترجم عفی عنہ)

شکایت کی کہ اس نے اس کا بہت سا مال (ایک لاکھ) برباد کر دیا ہے۔ امامؑ نے فرمایا: اس کی اصلاح کی کوشش کرو۔ خداوند کریم نے تمہیں بیٹا دے کر تم پر جو احسان فرمایا ہے ایک لاکھ اس کے مقابلہ میں کیا ہے؟ (الفروع)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک دفعہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو نمازِ ظہر پڑھا رہے تھے کہ آخری دو رکعتوں کو بالکل مختصر کر دیا۔ سلام کے بعد لوگوں نے عرض کیا: کیا نماز کے بارے میں کوئی حکم آ گیا ہے؟ فرمایا: کیا بات ہے؟ عرض کیا: آپ نے آخری دو رکعتوں کو بالکل مختصر کر دیا! فرمایا: کیا تم نے بچے کی چیخ و پکار نہیں سنی تھی؟ (اس کی وجہ سے مختصر کی ہے تاکہ اسے خاموش کرایا جا سکے)۔ (ایضاً)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: خدائے تعالیٰ ان والدین پر رحم و کرم فرمائے جو اپنی اولاد کی اپنے ساتھ نیکی کرنے میں (مروت اور حسن سلوک سے) مدد کرتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ زید بن علیؑ اپنے اب و جد کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماں باپ (اولاد کی حق تلفی کر کے) اسی طرح اولاد کے عاق ہوتے ہیں جس طرح اولاد (ماں باپ کے حقوق پامال کر کے) عاق ہوتی ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۶۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اولاد کا حق باپ پر یہ ہے کہ اگر لڑکا ہے تو (۱) اس کی ماں کا احترام کرے، (۲) اس کا نام اچھی طرح لے، (۳) قرآن مجید پڑھائے۔ (۴) اسے پاکیزہ بنائے۔ (۵) اسے تیراکی سکھائے۔ اور اگر لڑکی ہے تو اس کا حق یہ ہے کہ (۱) اس کی ماں کا احترام کرے۔ (۲) اس کا نام اچھی طرح لے۔ (۳) اسے سورۂ نور کی تعلیم دے۔ (۴) اسے سورۂ یوسف کی تعلیم نہ دے۔ (۵) اسے محل مایوسی پر نہ ٹھہرائے۔ (۶) (بلوغت کے بعد) اسے جلد اس کے شوہر کے گھر رخصت کرے۔ (اس کی شادی جلدی کرے)۔ (الفروع، التہذیب)

(نوٹ) لڑکے کے حقوق کے ضمن میں یہ بھی وارد ہے کہ بلوغت کے بعد اس کی شادی جلدی کی جائے۔

(روضۃ الواعظین فتال نیشاپوری)

۷۔ یونس بن رباط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا اس بندہ پر رحم فرمائے جو اپنی اولاد کی اپنے ساتھ نیکی کرنے میں مدد کرے۔ یونس کہتے ہیں میں نے عرض کیا: باپ کس طرح اپنے ساتھ نیکی کرنے میں اولاد کی مدد کرے؟ فرمایا: وہ جو کچھ پیش

کرے اسے قبول کرلے، اور جو اس کے لئے مشکل ہے اس سے درگزر کرے، اس پر ظلم و زیادتی نہ کرے اور اس سے بدزبانی نہ کرے اور اس کے اور کفر کی حدوں میں سے کسی حد میں داخل ہونے میں فاصلہ صرف عاق ہونے اور قطع رحمی کرنے کا ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت خوشبودار ہے۔ اس کی خوشبو دو ہزار سال کی مسافت تک پہنچ جاتی ہے مگر تین قسم کے لوگ اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گے۔ (چہ جائیکہ اس میں داخل ہوں)۔ (۱) عاق، (۲) قاطع الرحم، (۳) تکبر کی وجہ سے چادر گھسیٹنے والا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۲ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ابواب نفقات میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۷

جس بیٹی کا نام فاطمہ ہو اس کا احترام کرنا اور اس کی اہانت نہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ میں غمزدہ تھا۔ امامؑ نے فرمایا: اے سکونی! کس لئے غمزدہ ہو؟ عرض کیا: میرے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ فرمایا: اے سکونی! اس کا بوجھ زمین پر ہے، رزق خدا کے ذمہ ہے۔ اپنی زندگی سے جیتی ہے (نہ کہ تیری زندگی سے)۔ اور اپنی روزی کھاتی ہے (نہ کہ تیری)۔ سکونی کہتے ہیں: امام علیہ السلام کی یہ باتیں سن کر بخدا ہر ہم و غم دور ہو گیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کا نام کیا رکھا ہے؟ عرض کیا: فاطمہ! امام علیہ السلام نے سن کر تین بار فرمایا: آہ آہ آہ۔ پھر اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا.......... (یہاں تک کہ فرمایا) جب اس کا نام فاطمہ رکھا ہے تو نہ اسے گالی دینا، نہ لعنت کرنا اور نہ ہی اسے مارنا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ و ۲۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸۸

انسان کیلئے اپنی اولاد سے نیکی کرنا، محبت کرنا، اس پر ترس کھانا اور اس سے کیا ہوا وعدہ پورا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ذریح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اولاد فتنہ ہے (آزمائش کا باعث ہے)۔ (الفروع)

۲۔ ابو طالب مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: انصار میں سے ایک شخص حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: کس سے نیکی کروں؟ فرمایا: اپنے والدین سے! عرض کیا: وہ تو فوت ہو چکے ہیں۔ فرمایا: پھر اپنی اولاد سے نیکی کر۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ عبداللہ بن محمد بجلی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں: بچوں سے پیار کرو۔ اور ان پر مہربانی کرو۔ اور جب ان سے کوئی وعدہ کرو تو اسے پورا کرو۔ کیونکہ وہ تو یہی خیال کرتے ہیں کہ تم ان کو روزی دیتے ہو۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۴۔ کلیب صیداوی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: جب بچوں سے کوئی وعدہ کرو تو اس کی ایفاء کرو۔ کیونکہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ تم ہی ان کے روزی رساں ہو۔ (پھر فرمایا) خداوند عالم کسی چیز سے اس طرح ناراض نہیں ہوتا جس طرح عورتوں اور بچوں کی وجہ سے ناراض ہوتا ہے (اگر ان کے ساتھ زیادتی کی جائے)۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنی اولاد کے ساتھ بھلائی کرنا ایسا ہے جیسے اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴۰ از احکام العشرہ، جہاد النفس اور یہاں باب ۲ و ۴ و ۷ و ۸۳ و ۸۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸۹

شفقت و مہربانی سے انسان کا اپنی اولاد کو بوسہ[1] دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی بن یوسف ازدی سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میں نے کبھی اپنے کسی بچہ کو بوسہ نہیں دیا۔ جب وہ شخص چلا گیا۔ تو

---

[1] جناب طبرسیؒ اپنی کتاب مکارم الاخلاق میں لکھتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے (بوسے کی کئی قسمیں بیان کرتے ہوئے) فرمایا ہے کہ (۱) اولاد کو بوسہ دینا رحمت ہے۔ (۲) عورت کو بوسہ دینا شہوت ہے۔ (۳) والدین کو بوسہ دینا عبادت ہے۔ (۴) دینی بھائی کو بوسہ دینا دین ہے۔ (۵) اور بعض روایات کے مطابق فرمایا: امام عادل کو بوسہ دینا اطاعت ہے۔ (مکارم الاخلاق)۔
(احقر مترجم عفی عنہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ شخص میرے نزدیک جہنمی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب محمد بن علی فتال نیشاپوری اپنی کتاب روضۃ الواعظین میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنی اولاد کو زیادہ سے زیادہ بوسے دیا کرو۔ کیونکہ ہر بوسہ کے عوض خدا تمہیں جنت میں پانچ سو میل کی مسافت کا ایک درجہ عطا فرمائے گا۔ (روضۃ الواعظین ومکارم الاخلاق)

۳۔ نیز یہی راوی لکھتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب امام حسن وامام حسین علیہما السلام کو بوسے دیا کرتے تھے۔ اقرع بن حابس نے عرض کیا۔ میرے دس اولادیں ہیں مگر میں نے کبھی کسی ایک کو بھی بوسہ نہیں دیا۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۹۰ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹۰

بچوں کے ساتھ بچہ بننے کی کوشش کرنا اور ان کے ساتھ کھیلنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اصبغ (بن نباتہ) سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کا کوئی بچہ ہو وہ اس کے ساتھ بچہ بنے (کھیلے کودے)۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے ہاں کوئی بچہ ہو وہ اس کے لئے بچپن ظاہر کرے۔ (الفقیہ)

باب ۹۱

اولاد ذکور واناث میں سے کسی کو کسی پر بلا کسی خصوصیت کے ترجیح دینا جائز تو ہے مگر مکروہ ہے لیکن اگر کسی خصوصیت کی وجہ سے ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن سعد اشعری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کو کچھ اولاد دوسری اولاد سے زیادہ پیاری ہو اور بعض کو بعض پر مقدم رکھے تو؟ فرمایا: ہاں (جائز ہے)۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ایسا کیا ہے۔ اول الذکر نے (اپنے بیٹے) محمد کو۔ اور ثانی الذکر نے (اپنے بیٹے) احمد کو کچھ عطا کیا۔ تو میں بھی کھڑا ہو گیا۔ (اور اس کا مطالبہ کیا) یہاں تک کہ لے کر رہا۔ راوی نے عرض کیا کہ ایک شخص کو بیٹیاں بیٹوں

سے زیادہ پیاری ہیں تو؟ فرمایا: اس سلسلہ میں بیٹیاں اور بیٹے برابر ہیں۔ جس قدر خدا ان کو قدر و منزلت عطا کرتا ہے وہ اسی پر فائز ہوتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی مختلف البطن متعدد اولادیں ہیں آیا وہ بعض کو بعض پر ترجیح دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میرے والد ماجد مجھے عبداللہ پر ترجیح دیتے تھے۔ (الفقیہ)

۳۔ سکونی (مرفوعاً) بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ جس کے دو بیٹے تھے۔ اس نے ایک کو بوسہ دیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: تو نے دونوں سے برابر سلوک کیوں نہیں کیا؟ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸۸ میں) اور (اس سے پہلے) تقسیم، صدقات اور ھبات میں گزر چکی ہیں۔

باب ۹۲
والدین کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاد حناط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت مبارکہ ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (والدین سے احسان کرو) میں وارد شدہ لفظ ''احسان'' کے بارے میں سوال کیا کہ یہ ''احسان'' کیا ہے؟ فرمایا: یہ احسان یہ ہے کہ ان کی ہمنشینی کو اچھا بنا۔ اور اگر ان کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو ان کو سوال کرنے کی زحمت نہ دے (بلکہ بلا طلب دے) اگرچہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہوں۔ کیا خدا نہیں فرماتا: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (تم اس وقت تک نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی پسندیدہ چیز خدا کی راہ میں خرچ نہ کریں)۔ اور فرماتا ہے: ﴿إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا﴾ (کہ اگر تمہارے والدین میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف تک نہ کہہ اور نہ ہی ان کو جھڑکی دے)۔ یعنی اگر وہ تمہیں تنگ بھی کریں تو تُو اُف نہ کر اور اگر وہ تمہیں ماریں پیٹیں تو تُو انہیں مت جھڑک! فرماتا ہے: ﴿وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾ (تو ان سے اچھی بات کر) یعنی اگر وہ تمہیں ماریں تو کہہ ﴿غفر الله لكما﴾ (خدا آپ کو معاف کرے)۔ یہ تمہاری طرف سے ''قول کریم'' ہے۔ فرماتا ہے: ﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ

الرَّحْمَةِ ﴾ (تم ان کیلئے مہربانی اور شفقت سے ذلت کا بازو جھکاؤ) یعنی مہربانی اور نرمی کے سوا آنکھیں بھر کر ان کی طرف نہ دیکھ اور اپنی آواز کو ان کی آواز پر بلند نہ کر اور نہ اپنے ہاتھ کو ان کے ہاتھوں سے بلند کر اور نہ ہی ان کے آگے چل۔ (اصول کافی، الفقیہ)

۲۔ منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: سب اعمال سے افضل عمل کون سا ہے؟ فرمایا: وقت فضیلت پر نماز پڑھنا، والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔ (اصول کافی)

۳۔ عمار بن حیّان بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب اپنے بیٹے اسماعیل کی اپنے ساتھ نیکی کرنے کی اطلاع، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دی۔ تو آپؑ نے فرمایا: میں پہلے بھی اس سے محبت تو کرتا تھا۔ مگر اس اطلاع سے میری اس محبت میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ (پھر فرمایا) ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک رضاعی بہن آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ اسے دیکھ کر خوش ہوئے، اپنی چادر بچھائی، اسے اس پر بٹھایا۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس سے باتیں کہیں اور مسکراتے رہے۔ پھر وہ چلی گئی۔ اور اس کا بھائی (جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی رضاعی بھائی تھا) حاضر ہوا: مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ساتھ وہ سلوک نہ کیا جو اس کی بہن سے کیا تھا۔ جب اس بارے میں آپؐ سے پوچھا گیا: تو فرمایا وہ (رضاعی بہن) اس (رضاعی بھائی) سے بڑھ کر اپنے والدین کے ساتھ نیکی و بھلائی کرتی تھی۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مروان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: مجھے کچھ وصیت فرمائیں! فرمایا: کسی چیز کو خدا کا شریک نہ بنا اگرچہ تمہیں آگ سے جلا دیا جائے اور سخت ترین عذاب کیا جائے۔ مگر تمہیں ایمان پر مطمئن ہونا چاہیئے۔ اور والدین خواہ زندہ ہوں یا مردہ ان کی اطاعت کر اور ان سے نیکی کر۔ اور اگر وہ تمہیں حکم دیں کہ اپنے اہل و عیال اور مال و منال چھوڑ دے تو ایسا کر کہ یہ (کمالِ) ایمان کی علامت ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے متعدد مقامات پر گزر چکی ہیں۔ (جیسے باب ۱۲۶ از احکام عشرہ، باب ۳ از جہاد النفس، باب ۱۱ از امر بالمعروف وغیرہ) اور کچھ اس کے بعد (باب ۹۳، ۹۴، ۱۰۴، ۱۰۶ اور باب ۵ از نفقات میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹۳

والدین خواہ نیک ہوں اور خواہ بد بہر حال ان کے ساتھ نیکی کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرتؑ امام

علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر میرے والدین حق کی معرفت نہ رکھتے ہوں (مگر عملاً اس کی مخالفت بھی نہ کرتے ہوں) تو کیا میں (ان کی وفات کے بعد) ان کے لئے دعائے خیر کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں ان کے لئے دعائے خیر کرو اور صدقہ بھی دو۔ اور اگر زندہ ہیں تب بھی ان سے مدارا (حسن سلوک) کرو۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا نے مجھے رحمت و رأفت کے ساتھ بھیجا ہے عقوق و عصیان کے ساتھ نہیں بھیجا۔ (اصول کافی)

۲۔ عنبسہ بن مصعب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جن میں خدائے تعالیٰ نے کسی کے لئے کسی قسم کی کوئی رخصت روا نہیں رکھی: (۱) امانت کی ادائیگی، نیک کی ہو یا بد کی۔ (۲) وعدہ کی وفا خواہ نیک سے کیا جائے یا بد سے۔ (۳) والدین کے ساتھ نیکی خواہ نیک ہوں یا بد۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (آداب سفر باب ۱۱ اور یہاں باب ۹۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹۲ و ۱۰۴ و ۱۰۶ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹۴

باپ سے بھی بڑھ کر ماں کے ساتھ نیکی کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! کس سے نیکی کروں؟ فرمایا: اپنی ماں سے! عرض کیا: پھر کس سے؟ فرمایا: اپنی ماں سے۔ پھر عرض کیا: پھر کس سے؟ فرمایا: اپنی ماں سے! پھر عرض کیا: پھر کس سے؟ فرمایا: اپنے باپ سے۔ (اصول کافی)

۲۔ زکریا بن ابراہیم ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نصرانی تھا اور اب اسلام لایا ہوں۔ مگر میرے ماں باپ اور تمام اہل خانہ ہنوز نصرانی ہیں اور میری ماں نابینی ہے چونکہ میں ان کے ہمراہ رہتا ہوں آیا ان کے برتنوں میں کھا سکتا ہوں؟ فرمایا: کیا وہ سؤر کا گوشت کھاتے ہیں؟ عرض کیا: نہیں۔ بلکہ اسے چھوتے بھی نہیں ہیں۔ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ ماں کا خاص خیال رکھ اور اس کے ساتھ نیکی کر۔ اور جب فوت ہو جائے تو اس کی تجہیز و تدفین کسی اور کے سپرد نہ کر (بلکہ خود کر)۔ چنانچہ میں نے (حسب الحکم) نصرانیت کے دور سے بڑھ چڑھ کر والدہ کی خدمت کرنا شروع کی۔ ماں نے اس خوشگوار تبدیلی کا سبب پوچھا۔ تو زکریا نے بتایا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسے

اس بات کا حکم دیا ہے (پس اسلام کی اس بہترین تعلیم سے متاثر ہو کر) اس کی ماں اسلام لے آئی۔ (ایضاً)

۳۔ معلّٰی بن خنیس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور والدین کے ساتھ نیکی کرنے کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: اپنی ماں سے نیکی کر، ماں سے نیکی کر، اپنے باپ سے نیکی کر، باپ سے نیکی کر، باپ سے نیکی کر۔ آپؐ نے باپ سے پہلے ابتداء ماں سے کی۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جابر (جعفی) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بارگاہ خدا میں عرض کیا: اے پروردگار! مجھے کوئی وصیت کر۔ ارشاد ہوا: میں تمہیں اپنے بارے میں تین بار وصیت کرتا ہوں (کہ اپنا خیال رکھ)۔ پھر عرض کیا: پروردگارا! مجھے کوئی وصیت کر۔ ارشاد ہوا: میں تمہیں ماں کے بارے میں دو بار وصیت کرتا ہوں۔ پھر عرض کیا: پروردگارا! مجھے کوئی وصیت کر۔ ارشاد ہوا: میں تمہیں تمہارے باپ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ فرمایا: اسی لئے کہا جاتا ہے نیکی اور بھلائی میں سے ماں کے دو ثلث ہیں اور باپ کا ایک ثلث ہے۔ (آمالی شیخ صدوقؒ)

باب ۹۵

قطع رحمی کے حرام ہونے کا بیان!

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابی عبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا ارتکاب کرنے والا اس وقت تک نہیں مرتا جب تک ان کا وزر و وبال (دنیا میں) دیکھ نہیں لیتا۔ (۱) ایک ظلم، (۲) دوسری قطع رحمی، (۳) تیسری جھوٹی قسم۔ اور جس نیکی کا صلہ وثواب سب سے زیادہ جلدی (اسی دنیا میں) ملتا ہے وہ صلۂ رحمی ہے۔ کئی لوگ فاسق و فاجر ہوتے ہیں مگر وہ صلہ رحمی کرتے ہیں اس لئے ان کا مال بڑھتا ہے اور وہ سرمایہ دار ہو جاتے ہیں اور جہاں تک جھوٹی قسم اور قطع رحمی کا تعلق ہے تو یہ آبادی کو برباد اور چہروں کو ویران کر دیتے اور نسلوں کو قطع کر دیتے ہیں۔ (اصول کافی، کتاب الزھد)

۲۔ عثمان بن عیسیٰ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے بھائیوں اور چچازاد بھائیوں نے زیادتی کر کے مجھے گھر سے نکال دیا۔ اور مجھ پر قافیۂ حیات تنگ کر دیا۔ میں نے یہ ماجرا امام جعفر صادق علیہ السلام کو سنایا۔ فرمایا: صبر کر خدا عنقریب تمہیں کشائش عطا فرمائے گا۔ چنانچہ میں واپس گیا اور سنہ ۱۳۱ ہجری میں

ایک ایسی وباء آئی جس میں وہ سب کے سب مر گئے۔ جب میں امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام علیہ السلام نے دریافت فرمایا: تمہاری برادری کا کیا حال ہے؟ عرض کیا: سب مر گئے ہیں؟ فرمایا: یہ سب کچھ ان لوگوں کی تیرے ساتھ بدسلوکی اور قطع رحمی کا نتیجہ ہے۔ کہ ان کی نسل بھی ختم ہوگئی۔ (اصول کافی)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تو قطع رحمی نہ کر اگرچہ دوسرا تجھ سے قطع رحمی کرے۔ (ایضاً)

۴۔ حذیفہ بن منصور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حالقہ (مونڈنے والی) سے بچو! کیونکہ یہ لوگوں کو مار دیتی ہے۔ عرض کیا گیا: حالقہ کیا ہے؟ فرمایا: قطع رحمی۔ (ایضاً)

۵۔ ابوحمزہ ثمالی (مرفوعاً) روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: میں ان گناہوں سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ جو بہت جلد فنا اور نابودی لاتے ہیں۔ عرض کیا گیا: وہ گناہ کون سے ہیں؟ فرمایا: وہ قطع رحمی ہے۔ (ایضاً)

۶۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب (نیک) لوگ قطع رحمی کریں گے تو (ان کے) مال بدکار لوگوں کے ہاتھ میں چلے جائیں گے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب علم تو ظاہر ہوگا، مگر عمل سے اجتناب کیا جائے گا، زبانیں تو اکٹھی ہوں گی، مگر دل مختلف ہوں گے اور قطع رحمی کی جائے گی، اس وقت خداوند قہار ان لوگوں پر لعنت کرے گا اور ان کو بہرہ اور اندھا کر دے گا۔ (عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سلسلہ میں بہت زیادہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں (جن میں سے کچھ مختلف مقامات پر پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئندہ ابواب میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹۶

چھوٹے بچے کی بیماری اور اس کے رونے پر قربۃً الی اللہ صبر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ عمری سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ بیماری جو بچے کو لاحق ہوتی ہے وہ اس کے والدین کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ اچانک یونس بن

یعقوب داخل ہوئے میں نے دیکھا تو وہ رو رہے ہیں۔ امامؑ نے پوچھا: کیا بات ہے رو کیوں رہے ہو؟ یونس نے عرض کیا: میرا ایک بچہ (بیمار) ہے جس کی وجہ سے ساری رات اذیت اٹھائی ہے۔ (اور سو نہیں سکا)۔ امامؑ نے فرمایا: میرے والد ماجد نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ایک بار جبرئیل امین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ نبیؐ و علیؑ دونوں رو رہے ہیں۔ جبرئیلؑ نے پوچھا: یا حبیب اللہ! کیا بات ہے آپ رو کیوں رہے ہیں؟ فرمایا: ہمارے دو بچے ہیں (غالباً حسنین شریفین) جن کے رونے کی وجہ سے ہمیں اذیت ہوئی ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا: یا محمدؐ! ٹھہریئے۔ عنقریب ان کے (کے کچھ شیعہ اور) محب پیدا ہوں گے جن کا سات برس کی عمر تک رونا لا الٰہ الا اللہ (اقرار توحید) ہوگا۔ اور اس مدت کے بعد ان کا رونا والدین کیلئے طلب مغفرت ہوگا۔ یہاں تک کہ (شرعی تکلیف کی) حدود (بلوغت) میں داخل ہوں گے۔ پس جب اس سے تجاوز کریں گے تو وہ جو نیکی بجا لائیں گے وہ ان کے والدین کیلئے ہوگی (وہ اس میں شریک ہوں گے) اور جو برائی کریں گے اس کا وزر و وبال والدین پر نہیں ہوگا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹۷

انسان کیلئے اپنی (بیمار) اولاد کا علاج معالجہ کرنا اور اس کے زخم کو باندھنا جائز ہے اور اگر وہ مر جائے تو باپ پر کچھ (تاوان وغیرہ) نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حمدان بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرا ایک بیٹا تھا جسے پتھری کی شکایت تھی۔ مجھ سے کہا گیا کہ اس کا چیرا دینے کے علاوہ کوئی علاج نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے اسے چیرا دیا (آپریشن کیا) اور وہ مر گیا شیعوں نے یہ کہنا شروع کیا۔ کہ اپنے بیٹے کے خون میں تم بھی شریک ہو۔ چنانچہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں صورت حال لکھی امامؑ نے جواب میں لکھا: اے احمد! جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی وجہ سے تم پر کچھ نہیں ہے۔ تو نے تو دوا و شفا کیلئے یہ سب کچھ کیا تھا۔ مگر اس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ (الفروع)

باب ۹۸

جب بچہ چار ماہ کا ہو جائے تو ہر ماہ اس کے پس گردن پچھنا لگانا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سفیان بن سمط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: جب بچہ چار ماہ کا ہو جائے تو ہر ماہ اس کے پس گردن پچھنا[1] لگاؤ۔ کہ وہ اس کے لعاب دھن کو خشک کرتا ہے اور اس کے سر اور جسم سے گرمی کو دور کرتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۹۹

دو جڑواں بچوں میں سے جو بعد میں پیدا ہو وہ بڑا ہوتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن احمد بن اشیم سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص کے ہاں ایک حمل سے دو جڑواں بچے پیدا ہوئے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسے مبارک باد دی۔ اور پوچھا کہ ان میں سے بڑا کون ہے؟ اس نے عرض کیا: جو پہلے پیدا ہوا۔ امامؑ نے فرمایا: بڑا وہ ہے جو بعد میں پیدا ہوا۔ کیا تم یہ بات نہیں جانتے کہ جو بعد میں پیدا ہوا ہے اس کی ماں اس کے ساتھ پہلے حاملہ ہوئی تھی۔ اور دوسرے کے ساتھ بعد میں۔ مگر جب تک یہ پہلے نہ نکلتا تو اس وقت تک پہلے کیلئے باہر نکلنا ممکن نہیں تھا۔ پس جو آخر میں نکلا ہے وہ بڑا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۰۰

جب ایک غائب شخص کی زوجہ حاملہ ہو جائے تو بچہ اس (غائب) سے ملحق نہ ہوگا۔ اور اس بات کی تصدیق نہیں کی جائے گی کہ وہ آیا زوجہ کو حاملہ کر کے چلا گیا جبکہ اس کی غیبت معروف ہو اور کنیزوں کی اولاد کے الحاق کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن مراد سے اور وہ یونس سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: جب کسی عورت کا خاوند غائب ہو اور وہ کسی بچہ کو جنم دے تو وہ بچہ اس شخص سے ملحق نہ ہوگا اور اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ اس کا خاوند آیا اور اسے حاملہ کر گیا تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔ جب کہ اس کی غیبت معلوم و معروف ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ داؤد بن فرقد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ

---

[1] ایسا کرنے سے پہلے کسی ماہر طبیب یا ڈاکٹر سے مشورہ کر لینا چاہئے۔ اور پھر کسی ماہر حجام سے پچھنا لگوانا چاہئے کیونکہ مکان و زمان اور مزاج کا بھی ان چیزوں میں کسی حد تک دخل ہوتا ہے۔ اور ان کی تبدیلی سے آثار بھی بدل جاتے ہیں۔ اور اگر حجام ماہر نہ ہو تو فائدہ کی بجائے نقصان کا زیادہ امکان ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا رسول اللہ! جب میں گھر سے (سفر پر) نکلا تو میری عورت حائض تھی۔ اور جب واپس لوٹا تو حاملہ تھی تو؟ آنحضرتؐ نے پوچھا تو (اس سلسلہ میں) کسے متہم کرتا ہے؟ اس نے کہا: دو آدمیوں کو! اور پھر ان دونوں کو حاضر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ بچہ اس (متہم) شخص کا ہے تو پھر جب یہ پیدا ہوگا تو اس کے بال چھوٹے اور گھنگرالے ہوں گے۔ پس جب وہ پیدا ہوا تو وہ اسی طرح تھا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچہ اور اس کے کسی جرم کا تاوان اس کی ماں کی قوم پر ڈالا اور اس کی میراث بھی انہی کیلئے قرار دی۔ (یعنی ماں کے شوہر سے اس کی نفی کر دی)۔ فرمایا: اگر کوئی ایسے بچہ کو "او زانیہ کے بیٹے" کہے گا تو اس پر قذف کی حد (اسی کوڑے) جاری کی جائے گی۔ (کیونکہ اس کی ماں کا زنا شرعی شہادتوں سے تو ثابت نہیں ہے)۔ (ایضاً)

باب ۱۰۱

اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اور وہ حاملہ ہو جائے پھر اس سے شادی کر لے تو بچہ شرعاً اس شخص سے ملحق نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کا وارث ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حسن قمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے میرے ہاتھ سے لکھوا کر اس مضمون کا ایک خط حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا اور وہ اس کے نتیجہ میں حاملہ ہوگئی۔ بعد ازاں اس سے شادی کر لی۔ پس جب اس عورت نے بچہ کو جنم دیا تو وہ سب مخلوق میں سے اس (زانی) شخص سے زیادہ مشابہہ تھا تو؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: بچہ ولد الحرام ہے۔ اس کا کوئی شخص (ماسوا اس کی ماں کے) وارث نہیں ہوگا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۷ از نکاح عبید میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ از میراث ولد الملاعنہ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰۲

جو شخص کسی بچے کے بیٹا ہونے کا اقرار کرے بعد ازاں اس کا انکار قبول نہیں ہوگا اور جو شخص کنیز یا مشرکہ عورت سے پیدا شدہ بچہ کی نفی کرے اس پر لعان نہیں ہوگا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد

سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی ایک بار کسی بچہ کے اپنا بیٹا ہونے کا اقرار کرلے پھر ابدالآباد تک اس کی نفی نہیں ہو سکے گی۔ (التہذیب)

۲۔ علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی زوجیت میں یہودیہ، نصرانیہ یا کنیز ہے (اور وہ بچہ کو جنم دیتی ہے) اور یہ اسکے بچہ کی اپنا بیٹا ہونے کی نفی کرتا ہے اور اس پر زنا کی تہمت لگاتا ہے۔ آیا اس پر لعان ہوگا؟ فرمایا: نہیں۔ (کیونکہ اس میں بیوی کا مسلمان اور آزاد ہونا شرط ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اپنے مقام (باب ۵ از لعان میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰۳

اولاد کیلئے مستحب ہے کہ اپنی خالہ کے ساتھ اسی طرح نیکی کرے جس طرح اپنی ماں کے ساتھ کرتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خدیجہ سالم بن مکرم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میرے ہاں بچی پیدا ہوئی۔ میں نے اس کی دیکھ بھال اور تربیت کی۔ پس جب وہ جوان ہوگئی تو میں نے اسے کپڑے اور زیور پہنائے اور ایک ویران کنویں کے دہانہ پر لے گیا۔ اور اسے اس کے وسط میں پھینک دیا۔ اس کی جو آخری آواز میرے کانوں میں پڑی وہ یہ تھی: او میرے بابا!۔ یا رسول اللہؐ! اس گناہ کا کیا کفارہ ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: آیا تیری ماں زندہ ہے؟ اس شخص نے کہا: نہیں۔ فرمایا: کیا تیری خالہ زندہ ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: جا اور اس سے نیکی کر کیونکہ وہ بمنزلہٗ ماں کے ہے۔ اور نیکی تیرے اس کارِ بد کا کفارہ بن جائے گی۔ ابو خدیجہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: یہ کب کا واقعہ ہے؟ فرمایا: یہ اس زمانۂ جاہلیت کی بات ہے جب (عرب) اپنی بیٹیوں کو اس خوف کے پیش نظر قتل کر دیتے تھے کہ مبادا (جنگ میں) قید ہو جائیں اور دوسری (دشمن) قوم میں اولاد جنیں۔ (اصول کافی)

باب ۱۰۴

عاق ہونا حرام ہے اور اس کی حد کا بیان؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن مغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ (والدین کے ساتھ) نیکی کر اور جنت پر اکتفا کر اور اگر تو (ان کا) عاق اور نافرمان ہے تو پھر جہنم پر اکتفا کر۔ (اصول کافی)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر نیکی کے اوپر بڑی نیکی ہے۔ یہاں تک کہ آدمی راہِ خدا میں شہید کر دیا جائے۔ پس جب راہِ خدا میں شہید ہو جائے تو اس کے اوپر اور کوئی نیکی نہیں ہے اور ہر گناہ کے اوپر گناہ ہے۔ یہاں تک کہ کوئی (بدبخت) اپنے والدین میں سے کسی کو قتل کر دے کہ اس کے اوپر اور کوئی عقوق و گناہ نہیں ہے۔
(الاصول، الفروع، الخصال)

۳۔ سیف بن عمیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے والدین کو بغض و عداوت کی نظر سے دیکھے اگرچہ انہوں نے اس پر ظلم و ستم ہی کیا ہو تو خدا اس کی نماز قبول نہیں کرتا۔ (الاصول)

۴۔ محمد بن فرات حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کلام کے ضمن میں فرمایا ہے کہ خبردار ماں باپ کے عقوق اور نافرمان ہونے سے بچنا کیونکہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی راہ تک پہنچ جاتی ہے مگر چند قسم کے لوگوں کو اس کی خوشبو بھی نصیب نہیں ہوگی۔ (۱) والدین کا عاق۔ (۲) قطع رحمی کرنے والا۔ (۳) بڈھا زناکار۔ (۴) از روئے تکبر اپنی چادر گھسیٹنے والا کیونکہ کبریائی اور بڑائی تو صرف رب العالمین کے لئے ہے۔ (ایضاً)

۵۔ یحییٰ بن ابراہیم بن ابو البلاد اپنے اب وجد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر خدا کے علم میں ''اف'' سے زیادہ ہلکا کلمہ ہوتا تو اس سے بھی منع کرتا۔ اور (والدین کو) اف کہنا عقوق کا کمترین درجہ ہے۔ فرمایا: اور والدین کی طرف تیز و تند نگاہ سے دیکھنا بھی عقوق میں داخل ہے۔ (الاصول، کتاب الزہد)

۶۔ عبداللہ بن سلیمان حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد نے ایک شخص کو دیکھا جو چل رہا تھا اور اس کا بیٹا بھی اس کے ہمراہ تھا۔ (جو چل تو رہا تھا مگر) اپنے باپ کے بازو پر تکیہ کئے ہوئے تھا۔ امامؑ (اس کی اس بے ادبانہ حرکتوں سے اس قدر ناراض ہوئے کہ) تازیست اس سے کلام نہیں کیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ از اداب سفر، باب ۴۹ از جہاد النفس، باب ۴۱ از امر بالمعروف، باب ۷۷ از مقدمات نکاح اور یہاں باب ۲۲ و ۸۶ وغیرہ میں) بیان ہو چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰۶ اور باب ۱۱۲ از آداب مائدہ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰۵

بچہ مقررہ شرائط کے ساتھ اپنی ماں کے شوہر کے ساتھ ملحق ہوگا۔ اگرچہ اس کی شکل و شباہت اس سے یا اس کے رشتہ داروں میں سے کسی سے بھی نہ ملتی ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: انصار میں سے ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ (عورت) میری چچازاد ہے اور میری بیوی ہے۔ اور میں اس کی خیر و خوبی ہی جانتا ہوں (کوئی برائی نہیں جانتا) مگر اس نے ایک ایسے بچے کو جنم دیا ہے جو سخت سیاہ فام ہے، بڑے نتھنوں والا اور چوڑی ناک والا اور چھوٹے اور گھنگھرالے بالوں والا ہے (بالکل حبشی نژاد معلوم ہوتا ہے)۔ میرے ننھال اور دودھیال میں اس کا کوئی ہم شکل نہیں ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی بیوی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اس سلسلہ میں تو کیا کہتی ہے؟ عورت نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث برسالت کیا ہے جب سے میری اس شخص سے شادی ہوئی ہے اس کے بیٹھنے والی جگہ پر میں نے کسی اور مرد کو نہیں بٹھایا۔ عورت کا یہ جواب سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ دیر کے لئے سر نیچے جھکایا۔ پھر آسمان کی طرف نگاہ بلند کی۔ اور اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا او فلاں! ہر شخص کے اور آدم علیہ السلام کے درمیان ننانوے رگیں ہیں جن سب کے ذریعہ نسب ثابت ہو سکتا ہے جب کسی آدمی کا نطفہ رحم مادر میں داخل ہوتا ہے تو وہ تمام رگیں حرکت میں آجاتی ہیں اور خدا سے سوال کرتی ہیں کہ وہ بچہ اس کے مشابہ ہو۔ تو اس بچہ کی پیدائش بھی ان رگوں میں سے اس رگ کی وجہ سے ہوئی ہے۔ جسے تمہارے آباء و اجداد درک نہیں کر سکے۔ یہ فرما کر اس عورت سے فرمایا: اپنے (حلالی) بیٹے کو لے جا۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فیصلہ سن کر) عورت نے کہا: یا رسول اللہ! آپؐ نے میری پریشانی دور کر دی۔ (الفروع)

۲۔ ابن مسکان بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص اپنی بیوی کو عمر بن الخطاب کے دربار میں لایا۔ اور کہا: میری یہ بیوی سیاہ فام ہے۔ اور خود میں سیاہ فام ہوں۔ مگر اس نے سفید فام بچے کو جنم دیا ہے؟ عمر نے حاضرین سے پوچھا: اس سلسلہ میں تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہماری رائے تو یہ ہے کہ آپ اسے سنگسار کر دیں کیونکہ یہ خود سیاہ، شوہر سیاہ۔ مگر بیٹا سفید۔ (لہذا یہ زناکار ہے)۔ چنانچہ اسے سنگسار کرنے کے لئے لے جایا جا رہا تھا کہ حضرت امیر علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ آپؑ نے

پوچھا: کیا ماجرا ہے؟ دونوں میاں بیوی نے اپنا قصہ سنایا۔ جناب امیر علیہ السلام نے سیاہ فام (شوہر) سے پوچھا: کیا تو اس پر تہمت زنا لگاتا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: جب تو نے اس سے مقاربت کی تھی تو یہ حائض تھی؟ عرض کیا: ایک رات جب میں نے اس سے مقاربت کرنا چاہی تھی تو اس نے کہا تو تھا کہ اسے ماہواری ہے! مگر میں نے یہ خیال کر کے کہ یہ سردی سے بچنے کے لئے غلط بہانہ بنا رہی ہے۔ لہٰذا میں نے مقاربت کی تھی۔ پھر آپؑ نے اس عورت سے پوچھا: کیا اس شخص نے حیض کی حالت میں تجھ سے مقاربت کی تھی؟ کہا: ہاں۔ خود اس (شوہر) سے پوچھ لیں۔ میں نے تو انکار کیا تھا۔ یہ سن کر آپؑ نے فرمایا: گھر جاؤ۔ یہ بیٹا تمہارا ہی ہے خون نطفہ پر غالب آ گیا۔ اس لئے سفید ہو گیا۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر یقیناً سیاہ ہوتا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے احسانات میں سے یہ بھی اس کا ایک (خاص) احسان ہے کہ آدمی کی اولاد اس سے مشابہہ ہو۔ (الفقیہ)

۴۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مرسلاً روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم جب کسی کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس سے لے کر جناب آدمؑ تک تمام صورتوں کو سامنے رکھ کر ان میں سے کسی ایک پر اسے پیدا کر دیتا ہے۔ لہٰذا کسی شخص کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ یہ بچہ مجھ سے مشابہہ نہیں ہے۔ یا میرے آباء و اجداد میں سے کسی سے مشابہہ نہیں ہے (لہٰذا یہ میرا نہیں ہے)۔ (الفقیہ، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض وہ حدیثیں جو عمومی یا خصوصی طور پر اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اس سے پہلے (مختلف مقامات پر جیسے باب ۴۳ از وصایا، باب ۵۵ از نکاح العبید، نیز باب ۵۶ و ۵۸ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ و ۱۸ از ملاعنہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰۶

والدین کی زندگی اور وفات کے بعد جملہ حقوق واجبہ و مستحبہ کا بیان۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود درست سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ والد کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا: اس کا نام لے کر اسے نہ پکارے، اس کے آگے نہ چلے، بیٹھتے وقت اس سے پہلے نہ بیٹھے۔ اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس کی وجہ سے اس کے باپ کو گالی دی جائے۔ (الاصول)

۲۔ محمد بن مروان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے کسی شخص کو کیا امر مانع

ہے کہ اپنے زندہ یا مردہ والدین کے ساتھ نیکی کرے۔ مثلاً ان کی طرف سے نماز پڑھے، صدقہ و خیرات دے، حج کرے اور روزہ رکھے پس وہ جو کچھ نیکی ان کے لئے کرے گا خود اسے بھی اس کا ثواب ملے گا۔ بلکہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے اور نماز پڑھنے کی وجہ سے خدا اس کے اجر و ثواب میں مزید اضافہ کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ ابراہیم بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا باپ بہت بوڑھا ہوگیا ہے اور کمزور بھی۔ حتیٰ کہ رفع حاجت بھی ہم اسے اٹھا کر کراتے ہیں! امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر ہو سکے تو یہ سب کام تو خود انجام دے۔ اور اپنے ہاتھ سے لقمہ کرکے اسے کھانا کھلا۔ کہ یہ کام کل (فردائے قیامت) تمہارے لئے (جہنم سے) ڈھال ہوگا۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص اپنے والدین کے حین حیات میں ان کے ساتھ نیکی کرنے والا ہوتا ہے مگر ان کی وفات کے بعد نہ ان کا قرضہ ادا کرتا ہے اور نہ ان کے لئے خدا سے مغفرت طلب کرتا ہے لہٰذا خدا اسے عاق لکھ دیتا ہے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی والدین کے حین حیات میں ان کا عاق اور نافرمان ہوتا ہے مگر ان کی وفات کے بعد ان کا قرضہ ادا کرنے اور ان کے لئے مغفرت طلب کرنے کی وجہ سے خدا اسے والدین سے نیکی کرنے والا لکھ دیتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حنان بن سدیر اپنے والد (سدیر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا کوئی اولاد اپنے باپ کو جزاء دے سکتی ہے یعنی اس کا حق ادا کر سکتی ہے؟ فرمایا: نہیں۔ مگر یہ کہ والد غلام ہو۔ اور اولاد اسے خرید کر آزاد کرے یا باپ مقروض ہو اور یہ اس کا قرضہ ادا کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۱ از آداب حمام، باب ۲۸ از احتضار، باب ۲ از دین و باب ۷۹ از مقدمات نکاح اور یہاں باب ۲۲ و ۹۲، ۳۰، ۴۹ و ۱۰۴ وغیرہ مقامات پر) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰۷

ثابت شدہ نسب کا انکار کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی نسب سے بیزاری اختیار کرے اگرچہ وہ نسب حق پر ہی ہو۔ کفر باللہ ہے۔ (الاصول)

۲۔ ابن ابی عمیر اور ابن فضال بہت سے راویوں سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی حسب کا انکار کرنا خدائے عظیم کے انکار کے زمرے میں آتا ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۰۸

اس رحم (و رشتہ داری) کی حد جس کا قطع کرنا حرام ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی وشا حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس رات (شب معراج) مجھے آسمانوں پر بلایا گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ عرش کے ساتھ رحم لٹکا ہوا ہے۔ اور اپنے رحم کی (قطع رحمی کی) بارگاہ خدا میں شکایت کر رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: تیرے اور اس کے درمیان کتنے باپوں کا فاصلہ ہے؟ کہا: چالیس باپوں کے بعد جا کر ہم اکھٹے ہوتے ہیں۔[1] (عیون الاخبار)

باب ۱۰۹

وضو کر کے حاملہ عورت کے ساتھ مباشرت کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے اگرچہ حمل ظاہر ہو۔ ہاں البتہ وضو کے بغیر مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں ایک کنیز خریدتا ہوں.......... میں نے عرض کیا کہ مغیرہ اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ آدمی کو اپنی اس بیوی سے مباشرت نہیں کرنی چاہئے جس کا حمل ظاہر ہو چکا ہو۔ جب تک اس کا وضع حمل نہ ہو جائے اور بچہ غذا نہ کھانے لگ جائے! امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ یہودیوں کا کام ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مقدمات (باب ۱۵۰) وغیرہ (جیسے باب ۱۳ از وضو) میں گزر چکی ہیں۔

---

[1] اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کسی شخص کا سلسلۂ نسب چالیس پشتوں تک بھی کسی سے ملتا ہو تو اسے اس کے ساتھ بھی صلۂ رحمی کرنی چاہئے اور قطع رحمی سے اجتناب کرنا چاہئے۔ چہ جائیکہ صرف ایک دو پشتوں کا فاصلہ ہو۔ اور پھر قطع رحمی کی جائے؟ ہے اس اندھیر گردی کی کوئی حد؟ و الی اللہ المشتکی من وضع ابناء الدنیا فی ھذا الزمان وھو المستعان و علیہ التکلان۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

﴿ نفقات واخراجات کے ابواب کا تذکرہ ﴾

(اس سلسلہ میں کل اکتیس (۳۱) باب ہیں)

باب ۱

عقد دائمی والی زوجہ کا نان ونفقہ از قسم طعام ولباس اور مکان بقدر کفایت شوہر پر واجب ہے اور اگر یہ ادا نہ کرے تو اس پر طلاق دینا متعین ولازم ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ربعی بن عبداللہ اور فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ ﴿وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ﴾ (جس شخص کا رزق تنگ ہو جائے وہ اتنا خرچ کرے جتنا خدا نے اسے دیا ہے) کے بارے میں فرمایا: اگر شوہر اپنی بیوی پر اتنا ہی خرچ کرے کہ جس سے اس کی کمر سیدھی رہ سکے۔ (زندگی بسر کر سکے) اور کپڑا بھی دے! تو فبہا ورنہ ان کے درمیان (طلاق کے ذریعہ) جدائی واقع کرائی جائے گی۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ ابوبصیر مرادی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جس شخص کے پاس بیوی ہو اور وہ اسے نہ تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا دے۔ اور نہ اس قدر روٹی دے جس سے وہ اپنی کمر کو سیدھا رکھ سکے تو امامؑ پر لازم ہوگا کہ وہ ان کے درمیان جدائی کردے۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں کہا: آدمی کو کسی کے نان ونفقہ پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ ماسوا والدین اور اولاد کے۔ ابن ابی عمیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے جمیل سے کہا: اور بیوی؟ تو انہوں نے کہا: ہاں البتہ عنبسہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب خاوند اپنی بیوی کو تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا اور پشت کو سیدھا رکھنے (زندگی گزارنے) کیلئے روٹی دے تو پھر تو وہ اس کے پاس رہے گی ورنہ اسے طلاق دے گا۔ پھر پوچھا: آیا آدمی کو بہن کے نان ونفقہ پر بھی مجبور کیا جاسکتا ہے؟ اگر اس پر آدمی کو مجبور کیا جائے تو یہ روایت کے خلاف ہوگا۔ (الفروع، التہذیبین)

۴۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ عورت کا مرد پر کیا حق

ہے؟ کہ جب وہ اسے ادا کرے تو محسن (بھلائی کرنے والا) شمار ہو سکے؟ فرمایا: اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلائے، کپڑا پہنائے اور اگر کوئی غلطی کرے تو اسے معاف کر دے۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: وہ لوگ کون ہیں جن کے نان ونفقہ پر آدمی کو مجبور کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: والدین، اولاد، زوجہ اور چھوٹا وارث۔ دوسری حدیث میں ''چھوٹے وارث'' کی تشریح بھائی اور بھتیجا وغیرہ سے کی گئی ہے۔ جسے حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے استحباب پر محمول کیا ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۷۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں ابوالقاسم فارسی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! خداوند عالم اپنی کتاب پاک میں فرماتا ہے: ﴿فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ (یا نیکی کے ساتھ ان کو روکے رکھو یا پھر احسان کے ساتھ فارغ کر دو)۔ معروف اور احسان کیا ہے؟ فرمایا: نیکی سے روکنے کا مطلب ہے اس سے اذیت کو روکنا، اور نان و نفقہ ادا کرنا اور تسریح باحسان سے مراد شرعی طریقہ پر طلاق دینا ہے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے زکوٰۃ (باب ۲۸ وغیرہ جیسے باب العشرہ نمبر ۴۴ اور باب ۶۳ از جہاد العدو، و باب ۳ از جہاد نفس وغیرہ) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئندہ ابواب (۲، ۴، ۶، ۱۱ و ۱۲ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

زوجہ کے نان ونفقہ کی مقدار اور عورت کے نام پر جو قرضہ لے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود شہاب بن عبد ربہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عورت کا اپنے شوہر پر کیا حق ہے؟ فرمایا: اس کی بھوک کا سدباب کرے، اس کے بدن کو ڈھانپے اور اس کے سامنے شدت غیظ وغضب سے چہرہ نہ بگاڑے (پس جب وہ یہ کام انجام دے گا تو بخدا وہ اس کے حق کو ادا کر دے گا۔ راوی نے عرض کیا: اور تیل؟ فرمایا: ایک دن دے اور دوسرے دن نہ۔ عرض کیا: اور گوشت! فرمایا: ہر تیسرے دن۔ اس طرح ایک ماہ میں دس دن بن جائیں گے اس سے زیادہ نہ۔ اور رنگ (منہاری وغیرہ) ہر چھ ماہ میں ایک بار۔ اور سال میں چار بار اسے کپڑے لے کر دے۔ دو جوڑے سردیوں کے لئے اور دو گرمیوں کے لئے، اور خاوند کو چاہئے کہ تین چیزوں سے گھر کو خالی نہ رکھے:

(۱) تیل سر پر ملنے کیلئے، (۲) سرکہ، (۳) اور گھی اوران کا تخمینہ ساتھ لگائے۔ جیسا کہ میں خود اپنا اور اپنے اہل و عیال کا کرتا ہوں الغرض ہر انسان اسی طرح اپنی گزر بسر کے لئے تخمینہ لگائے۔ پھر چاہے تو خود کھائے، چاہے تو کسی کو ھبہ کر دے اور چاہے تو صدقہ کر دے۔ اور جو پھل فروٹ عام ہو وہ اپنے اہل و عیال کو بھی کھلائے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ جو کچھ یہاں اور پہلے ابواب میں مذکور ہوا ہے یہ یا تو اس بات پر محمول ہے کہ غالباً ایسا ہوتا تھا یا اس دور کی عادت اسی طرح جاری تھی۔ ورنہ جو کچھ گزشتہ اور آئندہ اخبار و آثار سے واضح و آشکار ہوتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ شوہر پر بقدر کفایت نان ونفقہ دینا کافی ہے۔ اور قرضہ کا حکم باب الدین میں گزر چکا ہے۔

باب ۳

اہل وعیال کے لئے تحفے خرید کرنا اور دینے کا آغاز بیٹیوں سے کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن عباس سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بازار میں داخل ہو اور اس سے کوئی تحفہ خریدے اور پھر اسے اٹھا کر گھر لے جائے تو وہ ایسا ہوگا جو محتاجوں کے لئے صدقہ اٹھا کر لے جائے اور بیٹوں سے پہلے بیٹیوں سے ابتداء کرے کیونکہ جو اپنی بیٹی کو خوش کرے وہ (ثواب میں) ایسا ہے جیسے اس نے اولادِ اسماعیل میں سے ایک غلام کو آزاد کیا ہو۔ اور جو اپنے بیٹے کو خوش کرے وہ ایسا ہے جیسے خوف خدا سے رویا ہو۔ اور جو شخص خوف خدا سے روئے گا خدا اسے جنات نعیم میں داخل فرمائے گا۔ (امالی شیخ صدوق، ثواب الاعمال)

باب ۴

واجبی اور مستحبی نفقات و اخراجات اور ان کے احکام۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب حسن بن شعبہ اپنی کتاب تحف العقول میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: وہ واجبی اور مستحبی مدیں جن پر مال صرف کیا جاتا ہے وہ کل چوبیس (۲۴) ہیں۔ جن میں سے سات مدیں تو آدمی کی اپنی ذات سے اور پانچ واجب النفقہ لوگوں سے اور تین قرضہ سے، پانچ صلہ رحمی سے اور چار مستحبی نیکی کے کاموں سے مخصوص ہیں (یہ کل چوبیس ہیں)۔ پس وہ پانچ مدیں جن کا تعلق آدمی کی اپنی ذات سے ہے وہ یہ ہیں: (۱) خورد، (۲) نوش، (۳) لباس، (۴) نکاح، (۵) خادم، (۶) مکان، (۷) اور دیگر اپنے ذاتی ضروریات زندگی از قسم ساز و سامان اور ان کی مرمت و اصلاح اور اس کے

نقل وحمل کے اخراجات وغیرہ۔ اور وہ پانچ مدّیں جو واجب النفقہ لوگوں سے مخصوص ہیں وہ اولاد، والدین، بیوی اور غلام وکنیز ہیں جن کا خرچہ فراخی اور تنگی الغرض ہر حال میں واجب ولازم ہے۔ اور وہ تین مدّیں جو بطور دین و قرض واجب ہیں وہ یہ ہیں (۱) ہر سال زکوٰۃ کی ادائیگی، (۲) فرض حج کی ادائیگی، (۳) اور اپنے وقت میں جہاد کرنا۔ اور جو پانچ مدیں صلہ رحمی وغیرہ سے خاص ہیں وہ یہ ہیں: وہ (۱) وقف کرنا، (۲) رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا، (۳) عام اہل ایمان سے بھلائی کرنا، (۴) صدقہ دینا۔ (۵) غلام آزاد کرنا اور عام نیکی کے کاموں میں صرف کرنا۔ اور وہ چار مدّیں جو مستحبی نیک کاموں سے مخصوص ہیں وہ یہ ہیں: (۱) لوگوں کا قرضہ ادا کرنا۔ (۲) عاریۃً دینا۔ (۳) قرضہ دینا۔ (۴) اور مہمان نوازی کرنا۔ (تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۶ و ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ اور ۱۴ میں) آئیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا اپنے مال میں تصرف کرنا مکروہ ہے۔ سوائے واجبی کاموں کے۔ اور منت کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر اپنے مال سے نہ غلام آزاد کر سکتی ہے، نہ صدقہ دے سکتی ہے، نہ کسی غلام کو مدبر بنا سکتی ہے، نہ ہبہ کر سکتی ہے اور نہ منت مان سکتی ہے۔ ماسوا زکوٰۃ دینے کے، یا والدین کے ساتھ نیکی کرنے کے اور اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے کے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۷ از وقوف، باب ۴۴ از عتق اور باب ۱۵ از نذر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

بیوی کے ناشزہ اور نافرمان ہو جانے سے اس کا نان ونفقہ ساقط ہو جاتا ہے اگر چہ یہ نافرمانی شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنے کی وجہ سے ہی ہو۔ اور نفقہ کا وجوب اس بات سے مشروط ہے کہ عورت مرد کو اپنے اوپر تمکین دے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں:

فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے باہر نکلے اس کا کوئی نان ونفقہ نہیں ہے جب تک واپس نہ لوٹے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب حسن بن شعبہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (مرسلاً) روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے خطبۃ الوداع میں فرمایا: تمہاری بیویوں کا تم پر حق ہے۔ اور تمہارا ان پر حق ہے۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے رخت خواب کو نہ روندیں (کسی اور کو اس پر نہ بٹھائیں) اور تمہاری اجازت کے بغیر کسی ایسے شخص کو گھر میں داخل نہ کریں جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ اور بدکاری نہ کریں۔ اور اگر وہ کوئی ایسا کام کریں تو پھر خدا نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم ان پر سختی کرو، ان کے ساتھ ہم خوابی نہ کرو اور ان کو مارو۔ مگر سخت نہ۔ پس جب وہ ان باتوں سے باز آجائیں اور تمہاری فرمانبرداری کریں تو پھر عمدگی سے ان کا نان ونفقہ اور کپڑا تم پر لازم ہے۔ (تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ از قسم میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷

وہ حاملہ عورت جسے طلاق دی جائے وضع حمل تک اس کا نان ونفقہ واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنی حاملہ بیوی کو طلاق دے اس کی عدت وضع حمل ہے اور اس وقت تک اس کا نان ونفقہ شوہر پر واجب ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حاملہ (مطلقہ) عورت کی عدت وضع حمل ہے۔ اور اس وقت تک نیکی اور عمدگی کے ساتھ اس کا نان ونفقہ شوہر پر لازم ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۸ میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۸

صرف طلاق رجعی والی عورت کا نان ونفقہ واجب ہے نہ کہ بائن کا جبکہ حاملہ نہ ہو۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن ابی خلف سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے طلاق کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب کوئی شخص عورت کو ایسی بائن طلاق دے جس میں رجوع نہ کرسکتا ہو۔ تو وہ اسی وقت اس سے الگ ہو جائے گی اور اس سے آزاد ہو جائے گی۔ اور

جہاں چاہے گی عدت گزارے گی۔ اور اس کا کوئی نان ونفقہ نہ ہوگا۔ راوی نے عرض کیا کہ خدا فرماتا ہے: ﴿لاَ تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلاَ يَخْرُجْنَ﴾ کہ (مطلقہ عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ خود نکلیں)؟ فرمایا: یہ حکم رجعی طلاق والی عورت کا ہے جسے یکے بعد دیگرے تین بار طلاق دی جائے جو تیسری طلاق تک بائن نہیں ہوتی۔ اور پھر نان ونفقہ کی مستحق نہیں رہتی۔ اور جسے شوہر ایک بار طلاق دے اور پھر اسے اپنے حال پر چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کی عدت ختم ہو جائے تو یہ عورت عدت کے اختتام تک شوہر کے گھر رہنے اور نان ونفقہ کا حق رکھتی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ تین مرتبہ کی بائن طلاق شدہ عورت سکنی اور نفقہ کا حق رکھتی ہے؟ فرمایا: کیا وہ حاملہ ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: پھر وہ مکان اور نفقہ کا کوئی حق نہیں رکھتی۔ (الفروع)

(اس سے معلوم ہوا کہ اگر طلاق بائن والی عورت حاملہ ہو تو وہ وضع حمل تک یہ حق رکھتی ہے)۔

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ تین بار کی مطلقہ کے لئے سکونت اور نفقہ ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

(چونکہ یہ روایت بظاہر دوسری مسلمہ روایات کے منافی ہے۔ اس لئے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی تاویل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ روایت یا استحباب پر محمول ہے۔ یا اس صورت پر جبکہ عورت حاملہ ہو۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس عورت کو طلاق خلع (بائن) دی جائے آیا اس کی سکونت اور نفقہ لازم ہے؟ فرمایا: نہ۔ کچھ بھی نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر (حمیری) باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا: کیا مطلقہ عورت کا نان ونفقہ عدت کے ختم ہونے تک شوہر پر واجب ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ مطلقہ رجعیہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ (جیسا کہ عدت کے گزرنے تک کا قرینہ شاہد ہے)۔

باب ۹

جس عورت کا شوہر مر جائے اس کا نان و نفقہ وغیرہ اس کے خاوند کے مال سے واجب نہیں ہے۔ اگر چہ حاملہ بھی ہو۔ اور جو شخص اپنی زوجہ کے اخراجات کیلئے کچھ رقم مخصوص کرے اور پھر مر جائے تو باقی مال وراثت میں تقسیم ہوگا۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس حاملہ عورت کا خاوند مر جائے اس کا کوئی نان و نفقہ نہیں ہے۔[1] (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جس عورت کا شوہر مر جائے وہ کہاں عدت گزارے گی؟ اپنے شوہر کے گھر میں یا جہاں چاہے؟ فرمایا: جہاں چاہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس عورت کا خاوند مر جائے۔ آیا اس کا نان و نفاقہ ہے؟ فرمایا: اس پر خرچہ نہیں کیا جائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس عورت کا خاوند مر جائے اس پر خرچہ کیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں (چونکہ یہ روایت حسب ظاہر دوسری روایات کے منافی ہے اس لئے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس حاملہ پر محمول کیا ہے جس پر اس کے بچہ کے مال میں سے خرچ کیا جائے گا۔ جیسا کہ آئندہ باب میں آنے والی حدیثوں میں اس کی صراحت موجود ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۲ از عدد میں) آئیں گی اور عنوان میں مذکور حکم پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب الوصایا (نمبر ۹۹) میں گزر چکی ہیں۔

---

[1] اس سے اگلے باب میں دو ایسی روایتیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی حاملہ عورت کا نان و نفقہ اس کے حمل کے حصہ سے لیا جائے گا لہٰذا ان حدیثوں کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کے خاوند کے ترکہ سے اس کا نان و نفقہ نہیں ہے کیونکہ وہ مال اب اس کے وارثوں کا ہو چکا ہے۔ البتہ اس کے حمل کے حصہ سے اس کا خرچہ ادا کیا جائے گا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۰

جس حاملہ عورت کا خاوند مرجائے تو حمل کے مال سے اس پر خرچ کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالصباح کنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس حاملہ عورت کا خاوند مر جائے تو اس کے اس حمل کے حصہ سے جو ہنوز اس کے شکم میں ہے۔اس پر خرچ کیا جائے گا۔(کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس حاملہ عورت کا خاوند مر جائے تو وضع حمل تک اس کا نان ونفقہ (میت کے) پورے مال میں سے ہوگا۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ یا تو استحباب پر مبنی ہے جبکہ وارث راضی ہوں، یا پھر اس صورت پر محمول ہے کہ چونکہ ہنوز حمل کا حصہ علیحدہ نہیں کیا گیا۔(کیا پتہ کہ وہ لڑکا ہوگا یا لڑکی؟)۔لہٰذا جب وہ پیدا ہوگا اور اس کا حصہ الگ ہوگا تو وہ خرچہ اس سے منہا کر لیا جائے گا۔

(واللہ العالم)۔

باب ۱۱

والدین پر اولاد کا نان ونفقہ واجب ہے دوسرے رشتہ داروں کا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ قسم کے لوگ وہ ہیں جن کو آدمی زکوٰۃ نہیں دے سکتا کیونکہ وہ اس کے لئے واجب النفقہ ہیں: (۱) باپ، (۲) ماں، (۳) اولاد، (۴) کنیز وغلام، (۵) بیوی۔(الفروع)

۲۔ حریز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ کون ہیں جن کے نان ونفقہ کیلئے مجھے (شرعاً) مجبور کیا جا سکتا ہے۔فرمایا: والدین، اولاد اور بیوی۔(الفروع، التہذیب، الاستبصار، الخصال)

۳۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں ایک یتیم بچہ پیش کیا گیا؟ فرمایا: اس کے خرچہ کے لئے اس کی قوم وقبیلہ کے اس شخص کو پکڑو جو سب

سے زیادہ اس کا قریبی رشتہ دار ہے۔ جس طرح (اس بچہ کی موت کی صورت میں) اس کی وراثت حاصل کرتا ہے اس طرح اس کا خرچہ بھی برداشت کرے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ استحباب پر محمول ہے (کیونکہ واجب النفقہ لوگ صرف مذکورہ بالا پانچ ہیں)۔

باب ۱۲

مذکورہ بالا (پانچ اقسام کے علاوہ) باقی رشتہ داروں کا نان ونفقہ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زکریا مؤمن سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص دو بیٹیوں یا دو بہنوں کی یا دو پھوپھیوں کی یا دو خالاؤں کی پرورش کرے تو خدا کے حکم سے وہ اس کے لئے جہنم سے حجاب بن جائینگی۔ (الخصال)

۲۔ مفسر عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود محمد بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے آیت مبارکہ ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ﴾ کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: وارث پر بھی والد کی مانند نان ونفقہ کی ادائیگی ہے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸۲ از صدقہ اور یہاں باب ۱ و باب ۱۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

غلام (یا کنیز) کا نان ونفقہ اس کے مالک پر واجب ہے اور اس صورت کا حکم کہ جب مالک اسے آزاد کردے مگر اس کا کوئی ذریعۂ معاش نہ ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن محبوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا۔ جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص ایسے غلام کو آزاد کرتا ہے جو ہنوز صغیر السن ہے یا بہت بوڑھا ہے یا چلنے پھرنے سے معذور ہے اور اس کا کوئی ذریعۂ معاش نہیں ہے تو؟ (آیا اس کا نفقہ آزاد کرنے والے پر ہے یا نہ؟) امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا (لکھا) کہ جو شخص کسی ایسے غلام کو آزاد کرے جس کا کوئی ذریعۂ معاش نہ ہو تو وہ اس صورت تک برابر اس کی خورد ونوش کا انتظام کرے جب تک وہ اس سے بے نیاز نہ ہو جائے اور حضرت امیر علیہ السلام جب چھوٹے یا بے وسیلہ غلاموں کو

آزاد کرتے تھے تو ایسا ہی کرتے تھے (کہ ان کے بے نیاز ہونے تک ان کے نان ونفقہ کا انتظام فرماتے تھے)۔(الفروع)

۲۔ ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غلام آزاد کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس (غلام) کو آزاد کر جو اپنے آپ کو بے نیاز کر سکے (اپنے نان ونفقہ کا انتظام کر سکے)۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶۳ از جہاد عدو اور یہاں باب ۴ و ۱۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب العتق (نمبر ۱۴ و ۱۵) میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

مملوکہ جانوروں کا خرچہ ان کے مالک پر واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جانور کے اپنے مالک پر چند حقوق ہیں: (۱) جب اس سے اترے تو پہلے اس کے چارہ کا اہتمام کرے۔ (۲) جب پانی کے پاس سے گزرے تو اس پر پانی پیش کرے (وغیرہ وغیرہ)۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) اور جانوروں کے احکام (باب ۹) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۵

تھوڑی روزی پر قناعت کر کے لوگوں سے بے نیاز رہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہیثم بن واقد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا کی دی ہوئی تھوڑی روزی پر راضی رہے گا خدا بھی اس کے تھوڑے عمل پر راضی ہو جائے گا۔(الاصول)

۱۔ سالم بن مکرم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہم سے (کسی چیز) کا سوال کرتا ہے ہم اسے دے دیتے ہیں اور جو بے نیاز رہتا ہے (سوال نہیں کرتا) خدا اسے تونگر کر دیتا ہے۔(ایضاً)

۳۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اے فرزند آدم! اگر تو اس قدر دنیا چاہتا ہے جو تیری کفایت کرے (اور ضرورت پوری کرے) تو پھر تھوڑی سی بھی کافی ہے اور اگر تو اس سے زیادہ چاہتا ہے تو پھر پوری دنیا بھی کافی نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عمرو بن المقدام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: توراۃ میں لکھا ہے اے فرزند آدم! تو جس طرح چاہے رہ۔ مگر یہ یاد رکھ کہ جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ جو خدا کی قلیل روزی پر قناعت کرے گا خدا بھی اس کا قلیل عمل قبول کرے گا۔ اور جو تھوڑے حلال رزق پر قناعت کرے گا اس کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا، اس کا کاروبار ترقی کرے گا اور فسق و فجور کی حد سے نکل جائے گا۔ (ایضاً)

۵۔ جابر (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ سب لوگوں سے بڑا تونگر ہو تو اسے چاہئے کہ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے زیادہ اس پر بھروسہ کرے جو خدا کے پاس ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۶

بقدر ضرورت روزی پر راضی رہنا اور قناعت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود بکر بن محمد ازدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے کہ میرے دوستوں میں سے سب سے زیادہ قابل رشک وہ بندۂ مومن ہے جس کو نیکی میں سے کافی حصہ ملا ہے۔ اس لئے وہ خدا کی اچھی طرح عبادت کرتا ہے اور چھپ کر خدا کی عبادت کرتا ہے۔ اور لوگوں میں مشہور نہیں ہے۔ (بلکہ گمنام ہے)۔ لہذا اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہیں کیا جاتا۔ جس کی روزی صرف بقدر ضرورت ہے۔ مگر وہ اس پر صابر و شاکر ہے۔ اس کی موت جلدی آجاتی ہے اس لئے اس کی میراث بھی کم ہے۔ اور اس پر رونے والی عورتیں بھی کم ہیں۔ (الاصول)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو اسلام لائے اور اس کی روزی بقدر ضرورت ہو۔ (ایضاً)

۳۔ سابقہ سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: ﴿اللّٰھم ارزق محمداً و آل محمد...... الخ﴾ یا اللہ! محمد اور ان کی آل کو اور جو محمد و آل محمد سے محبت کرے اسے عفت و پاکدامنی اور روزی بقدر ضرورت عطا فرما۔ اور جو محمد اور ان کی آل سے بغض و

عداوت رکھے اسے مال واولاد زیادہ بخش۔ (ایضاً)

۴۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے کہ: اگر میں اپنے بندۂ مومن پر روزی تنگ کر دوں تو وہ غمناک ہوتا ہے حالانکہ یہ بات اس کے لئے میرے قرب کا باعث ہے۔ اور اگر اس کی روزی وسیع کر دوں تو وہ خوش ہوتا ہے حالانکہ یہ بات اس کے لئے مجھ سے دوری کا موجب ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۷

صلۂ رحمی کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت مبارکہ ﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا﴾ (اس خدا سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور ارحام سے (ڈرو) بے شک خدا تم پر نگران ہے) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس سے لوگوں کی رشتہ داریاں مراد ہیں۔ خدا نے اس کے وصل کا حکم دیا ہے خدا نے ان کو یہ عظمت دی ہے کہ انہیں اپنے ساتھ قرار کر دیا ہے۔ (اور پھر دونوں سے ڈرنے کا حکم دیا ہے)۔ (الاصول)

۲۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صلہ رحمی کرنا (۱) اعمال کو پاکیزہ کرتا ہے۔ (۲) مال میں اضافہ کرتا ہے۔ (۳) بلاء ومصیبت کو دفع کرتا ہے۔ (۴) حساب کو آسان کرتا ہے۔ (۵) اور عمر کو زیادہ کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز ابوحمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صلہ رحمی کرنا اخلاق کو عمدہ بناتا ہے۔ (۲) ہاتھ کو کشادہ (سخی) بناتا ہے۔ (۳) نفس کو پاکیزہ کرتا ہے۔ (۴) رزق میں اضافہ کرتا ہے۔ (۵) زندگی کو بڑھاتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ فضیل بن یسار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیامت کے دن رحم عرش الٰہی کے ساتھ معلق ہوگا۔ اور بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا: یا اللہ! جس نے مجھ سے وصل کیا تھا تو بھی اس سے وصل کر۔

اور جس نے مجھے قطع کیا تھا تو بھی اسے قطع کر۔ (ایضاً)

۵۔ حکم حناط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صلہ رحمی کرنا اور پڑوسی سے اچھا سلوک کرنا شہروں کو آباد کرتے ہیں اور زندگیوں میں اضافہ کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۶۔ ابوعبیدہ حذا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے تمام نیکیوں میں سے جس نیکی کا اجر وثواب سب سے جلدی (دنیا میں) ملتا ہے۔ وہ صلہ رحمی ہے۔ (ایضاً)

۷۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم صلہ رحمی کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جانتے جو عمر کو بڑھاتی ہو۔ یہاں تک کہ ایک آدمی کی (طبعی) عمر صرف تین برس باقی رہ جاتی ہے مگر وہ صلہ کرتا ہے۔ تو خداوند عالم اس کی عمر میں تیس سال کا اضافہ کرکے اُسے تینتیس کر دیتا ہے۔ اور (اس کے برعکس) کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کی بقایا عمر تینتیس سال ہوتی ہے مگر وہ قطع رحمی کرتا ہے کہ خدا اس میں سے تیس سال کم کرکے صرف تین کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

(حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس موقع پر یہ آیت پڑھا کرتے تھے: ﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ﴾۔ (تفسیر عیاشی)

۸۔ جناب کشیؒ اپنی کتاب الرجال میں باسناد خود میسّر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: اے میسّر! میرا خیال ہے کہ تم اچھے باپ کی اولاد ہو! بہت صلہ رحمی کرتے ہو؟ میسّر بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ہاں! میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! جب میں جوان تھا تو دو درہم مزدوری پر بازار میں کام کرتا تھا۔ ان میں سے ایک درہم اپنی پھوپھی کو دیتا تھا اور دوسرا اپنی خالہ کو! (یہ سن کر) امامؑ نے فرمایا: بخدا تیری موت دو بار آئی اور ہر مرتبہ مؤخر کر دی گئی۔ (رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں بکثرت حدیثیں وارد ہوئی ہیں اور ان میں سے بہت سی حدیثیں حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ وغیرہ نے اپنی کتب میں درج کی ہیں۔ اور اس قسم کی بہت سی جلدیں سابقہ جلدوں اور مختلف بابوں میں گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ ابواب میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

قطع رحمی کرنے والے رشتہ دار سے بھی صلہ رحمی کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میرے خاندان والوں نے مجھ پر زیادتی کرنے اور مجھ سے قطع رحمی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو کیا میں بھی ان سے قطع تعلقی کر لوں؟ فرمایا: (اگر ایسا کیا) تو پھر خدا تم سب کو چھوڑ دے گا! عرض کیا: پھر کیا کروں؟ فرمایا: جو تجھ سے قطع رحمی کرے تو اس سے صلہ رحمی کر، جو تمہیں محروم کرے تو اسے عطا کر اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر جب تو ایسا کرے گا تو ان کے برخلاف خدا تیری مدد کرے گا۔ (الاصول)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا ایک چچازاد بھائی ہے جو برابر مجھ سے قطع تعلقی کرتا ہے حتیٰ کہ اب میں نے بھی اس سے قطع تعلقی کا ارادہ کر لیا ہے تو؟ فرمایا: اگر اس کی قطع تعلقی کے باوجود تم نے اس سے تعلق قائم رکھا تو خدا تم دونوں سے تعلق قائم رکھے گا۔ اور اگر تو نے بھی اس سے تعلق توڑ لیا تو پھر خدا بھی تم دونوں سے تعلق توڑ لے گا۔ (پھر کیا کرو گے؟)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۲ از دعا، باب ۱۳ از احکام عشرہ، باب ۱۰۱ از جہاد نفس وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۹ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

صلہ رحمی کرنا مستحب ہے اگرچہ تھوڑے سے مال یا صرف سلام وکلام وغیرہ سے ہی کیوں نہ ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اپنے رشتہ دار سے صلہ رحمی کر۔ اگرچہ پانی کا ایک گھونٹ (پلانے) سے ہو۔ اور بہترین صلہ رحمی اس سے ایذا رسانی کو روکنا ہے اور صلہ رحمی کرنا طولِ حیات اور خاندان میں محبت کا باعث ہے۔ (الاصول)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو۔ اگرچہ صرف سلام کرنے سے ہو۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا﴾۔ (ایضاً)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ صلہ رحمی کرنا اور نیکی کرنا (قیامت کے دن) حساب وکتاب کو آسان کرتے ہیں اور گناہوں سے بچاتے ہیں

لہٰذا تم اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو۔ اور اپنے بھائیوں سے نیکی کرو اگرچہ اچھے طریقہ سے سلام کرکے اور سلام کا عمدہ جواب دے کر۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۰

اہل وعیال کے خورد ونوش میں وسعت دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی کو چاہئے کہ اپنے اہل وعیال کے نان ونفقہ وغیرہ میں وسعت دے تاکہ وہ اس کی موت کی تمنا نہ کریں۔ پھر امام علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾۔ فرمایا: آدمی کے اہل وعیال اس کے قیدی ہوتے ہیں پس آدمی کو چاہئے کہ جب اس کی نعمت میں اضافہ ہو تو وہ اپنے قیدیوں پر وسعت میں اضافہ کرے۔ (الفروع)۔ (ورنہ نعمت کے زوال کا اندیشہ ہے)۔ (الفقیہ)

۲۔ ابوحمزہ (ثمالی) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کی بارگاہ میں تم سب میں سے زیادہ پسندیدہ شخص وہ ہے جو اہل وعیال پر سب سے زیادہ وسعت دیتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عمرو بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مؤمن خدا کے آداب سے مؤدب ہوتا ہے۔ جب خدا اسے وسعت رزق سے نوازتا ہے تو وہ بھی (اہل وعیال پر) وسعت دیتا ہے اور جب خدا اسے تنگی معیشت میں مبتلا کرتا ہے تو وہ بھی تنگی کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ یاسر خادم (رضاؑ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مومن کو چاہئے کہ سردیوں کے موسم میں بے شک اپنے اہل وعیال کے خرچہ میں کمی کردے مگران کے ایندھن میں اضافہ کرے (تاکہ سردی کے ضرر وزیاں سے محفوظ رہیں)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۲ از زکوٰۃ، باب ۴۲ از صدقہ، باب ۴۱ از امر بالمعروف، باب ۸۸ از مقدمات نکاح وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ از اطعمہ مباحہ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

اہل و عیال کے لئے ضروریات زندگی کا انتظام کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ پہاڑ میں میری کچھ جائیداد ہے جس سے مجھے ہر سال تین ہزار آمدنی ہوتی ہے جس میں سے میں دو ہزار درہم اپنے اہل و عیال پر صرف کرتا ہوں اور ایک ہزار صدقہ کر دیتا ہوں تو؟ امامؑ نے فرمایا: اگر تو یہ دو ہزار درہم تمہارے اہل و عیال کی سال بھر کی پوری ضروریات کیلئے کافی ہوتے ہیں تو پھر تو تم نے اپنے نفس کے لئے (مفاد) سوچ لیا ہے اور رشد و ہدایت کیلئے موفق ہو گئے ہو۔ اور تم نے اپنی زندگی میں اپنے لئے وہ کام کر لیا ہے جو اور لوگ مرتے وقت وصیت کے ذریعے کرتے ہیں۔(الف۔ ع)

۲۔ ربیع بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جو کہ فرما رہے تھے کہ اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے پس دینے کا آغاز اپنے اہل و عیال سے کرو۔(ایضاً)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو مومن ہوتا ہے وہ اپنے گھر والوں کی پسند کے مطابق کھاتا ہے اور جو منافق ہوتا ہے وہ گھر والوں کو اپنی پسند کے مطابق کھلاتا ہے۔(ایضاً)

۴۔ ابوحمزہ (ثمالی) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں بازار میں داخل ہوں اور میرے پاس صرف ایک درہم ہو (یا فرمایا: چند درہم ہوں) اور میں ان سے اپنے اہل و عیال کیلئے گوشت خریدوں جبکہ ان کو اس کی خواہش ہو تو یہ کام مجھے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ (یعنی یہ اس سے زیادہ کار ثواب ہے)۔(ایضاً)

۵۔ معاذ بن کثیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی شخص کی یہ سعادت مندی ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کی ضروریات کا اہتمام کرے۔(ایضاً)

باب ۲۲

جود اور سخاوت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ

اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سخی آدمی چونکہ میٹھی مٹی سے پیدا ہوا ہے اور اس کی آنکھوں کا پانی کوثر سے پیدا ہوا ہے اس لئے وہ آسمانوں میں بھی محبوب ہے۔ اور زمینوں میں بھی محبوب! اور بخیل چونکہ بنجر اور نمکیلی زمین سے پیدا ہوا ہے اور اس کی آنکھوں کا پانی عوج کے پانی سے پیدا ہوا ہے اس لئے وہ آسمانوں میں بھی مبغوض اور زمینوں میں بھی مبغوض ہے۔ (الفروع)

۲۔ مہدی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سخی اور خوش خلق ہو وہ ہمیشہ خدا کی پناہ میں رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے اور خدا نے جب بھی کوئی نبی یا وصی بھیجا تو سخی ہی بھیجا۔ اور خدا کے صالح بندے بھی ہمیشہ سخی ہی رہے ہیں۔ اور میرے والدِ ماجدؑ اپنے آخری لمحاتِ حیات تک مجھے سخاوت کی وصیت کرتے رہے اور فرمایا: جو شخص اپنے مال کی پوری زکوٰۃ ادا کرے اور پھر اسے صحیح مصرف میں صرف کرے اس سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تو نے مال کہاں سے کمایا؟ (ایضاً)

۳۔ ابوعبدالرحمٰن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ایمان کے اعتبار سے سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا: جو سب سے زیادہ سخی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابوحمزہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو (مقام حساب میں) لایا جائے گا۔ اور اس سے کہا جائے گا کہ اپنا احتجاج کر! پس وہ عرض کرے گا: بارالہا! تو نے مجھے پیدا کیا، مجھے راہِ راست کی ہدایت کی۔ اور مجھے وسعت رزق سے نوازا۔ تو میں بھی اس خواہش پر کہ تو آج کے دن مجھ پر رحمت نازل فرمائے گا۔ ہمیشہ تیری مخلوق کو مال سے نوازتا رہا۔ اور ان کے لئے آسانی پیدا کرتا رہا۔ ارشاد رب العزت ہوگا: میرا بندہ سچ کہہ رہا ہے۔ اسے جنت میں داخل کر دو۔ (ایضاً)

۵۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے بعض ہمنشینوں سے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو اللہ کے نزدیک کرتی ہے، جنت کے نزدیک کرتی ہے اور جہنم سے دور کرتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں (ضرور؟)۔ فرمایا: سخاوت کے دامن کو لازم پکڑو۔ کیونکہ خداوند عالم نے کچھ لوگوں کو اپنی رحمت سے اور اپنی رحمت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس لئے ان کو نیکی کرنے کا سزاوار بنایا۔ اور خیر وخوبی کا محل قرار دیا۔ اور لوگوں میں ان کو عزت عطا فرمائی۔ پس لوگ ان کے پاس آتے ہیں اور وہ ان کو اس طرح

نوازتے ہیں جس طرح بارش قحط زدہ زمین کو زندہ کرتی ہے۔ یہی لوگ حقیقی مومن اور قیامت کے دن امن و امان پانے والے ہیں۔ (ایضاً)

۶۔ یاسر خادم (الرضاؑ) حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سخی ہوتا ہے وہ لوگوں کے ہاں کھاتا ہے تاکہ لوگ بھی اس کے ہاں کھائیں اور جو بخیل ہوتا ہے وہ اس لئے لوگوں کے ہاں کھانا نہیں کھاتا تاکہ لوگ بھی اس کا کھانا نہ کھائیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ مما تجب فیہ الزکوٰۃ۔ باب ۷۷ از مقدمات نکاح، اور یہاں باب ۱۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۳ میں) آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

(مال کا) خرچ کرنا مستحب ہے اور اسے روکے رکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر (جعفی) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے ہمراہ چار فرشتے ہوتے ہیں جن میں سے ایک ندا دیتا ہے اے نیک! نیکی مکمل کر اور تجھے خوشخبری ہو۔ دوسرا ندا دیتا ہے: اے برے! برائی سے رک جا اور کم کر۔ اور تیسرا فرشتہ دعا کرتا ہے: (اے اللہ) دینے والے کو اس کا بدل عطا کر اور روکنے والے کا مال تلف کر۔ اور چوتھا فرشتہ سورج پر پانی چھڑکتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین (گرمی کی شدت سے) شعلہ زن ہو جاتی۔ (الفروع)

۲۔ عثمان بن عیسیٰ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے ایک کلام کے ضمن میں فرمایا: جو شخص وسعت کے وقت نیکی کرنے میں ہاتھ کشادہ رکھے گا تو وہ جو کچھ خرچ کرے گا تو خدا دنیا میں اسے اس کا بدل دے گا اور آخرت میں اسے کئی گنا کرکے واپس لوٹائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ اسماعیل بن ابی زیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہاتھ تین قسم کے ہوتے ہیں: (۱) سوال کرنے والا۔ (۲) خرچ کرنے والا (دینے والا)۔ (۳) روکنے والا پس ان سب ہاتھوں سے خرچ کرنے والا ہاتھ افضل ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حسین بن ایمن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے حسین! مال خرچ کر۔ اور اس

کے بدل کا یقین رکھ کہ خدا ضرور دے گا۔ کیونکہ جب بھی کوئی مرد یا عورت خدا کی خوشنودی کے کاموں میں دولت خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے تو اس سے کئی گنا زیادہ خدا کی ناراضی کے کاموں میں صرف کرتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ عمر بن اذینہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بندہ کے اخراجات کے مطابق خدا آسمان سے مدد (روزی) نازل کرتا ہے اور جس شخص کو یقین ہو کہ اسے عوض مل جائے گا تو ضرور اس کا نفس خرچ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ صفوان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا ایک خادم حاضر ہوا۔ امامؑ نے پوچھا: آج کچھ (راہ خدا میں) خرچ کیا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: پھر خداوند عالم ہمیں اس کا بدل کس طرح دے گا؟ (پھر فرمایا) ضرور خرچ کر اگرچہ ایک درہم ہی ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ از مما تجب فیہ الزکوٰۃ اور یہاں باب ۲۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۴
واجبات کی ادائیگی میں بخل کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب خدا کو کسی بندہ کی ضرورت نہ رہے (یعنی وہ بالکل بیکار ہو جائے) تو وہ اسے بخل میں گرفتار کر دیتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ بخل کی بیماری سے بڑھ کر کون سی بیماری ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ از زکوٰۃ، باب ۳۷ از صدقہ، باب ۴۱ از امر بالمعروف اور یہاں باب ۲۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۵
خرچ اخراجات میں میانہ روی مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود برید بن معاویہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ آدمی کو میانہ روی اور بقدر ضرورت خرچ کرنا چاہیئے۔ اور جو بچ جائے اسے آخرت کے لئے آگے بھیج دے اس طریقہ کار کے تین فائدے ہیں: (۱) یہ نعمت کی بقا کا باعث ہے۔ (۲) خدا سے مزید نعمت کے حصول کا بڑا موجب ہے۔ (۳) آخرت میں زیادہ سودمند ہے۔ (الفروع)

۲۔ داؤد برقی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خرچ میں میانہ روی وہ امر ہے جسے خدا پسند کرتا ہے اور اسراف وہ امر ہے جسے خدا ناپسند کرتا ہے۔ یہاں تک کہ تمہارا کھجور کی گھٹلی کو پھینک دینا (بھی خدا کو پسند نہیں) کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ کسی کام آجائے اور یہی حال بچے ہوئے پانی کے انڈیلنے کا ہے۔
(الفروع، ثواب الاعمال، الخصال)

۳۔ علی بن محمد مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میانہ روی، مال کی زیادتی کا باعث ہے اور فضول خرچی اس کی بربادی کا موجب ہے۔ (الفروع)

۴۔ ابوحمزہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے تین چیزیں نجات دہندہ ہیں پھر تیسرے نمبر پر تونگری اور فقیری میں میانہ روی بیان فرمائی۔ (ایضاً)

۵۔ مدرک بن ھوحان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص خرچ کرنے میں میانہ روی سے کام لے گا تو میں اس کا ضامن ہوں کہ وہ کبھی غریب و نادار نہ ہوگا۔ (ایضاً)

۶۔ حماد لحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس کے پاس جتنا کچھ ہوا اگر وہ سارا کسی کار خیر میں خرچ کردے تو اس نے کوئی اچھا کام نہیں کیا اور نہ ہی وہ موفق ہے۔ کیا خدا نہیں فرماتا کہ ﴿لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَ اَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور نیکی کرو۔ کہ خدا احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے)۔ فرمایا: احسان سے مراد میانہ روی ہے۔ (ایضاً)

۷۔ رفاعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خدا تم پر سخاوت فرمائے تو تم بھی لہ سخاوت کرو۔ اور جب وہ روک دے تو تم بھی رک جاؤ اور جود وسخا میں خدا کا مقابلہ نہ کرو۔ کہ وہ بہت بڑا سخی ہے۔ (ایضاً)

۸۔ موسیٰ بن بکر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے

کہ رفق ومیانہ روی آدمی زندگی ہے اور میانہ روی کی وجہ سے کوئی آدمی کبھی غریب ونادار نہیں ہوسکتا۔ (ایضاً)

۹۔ ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنی معیشت میں میانہ روی سے کام لے گا اسے خدا رزق دے گا۔ اور جو فضول خرچی کرے گا خدا اسے محروم رکھے گا۔ (ایضاً)

۱۰۔ مفسر عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ کا مطلب ﴿يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ﴾ (لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں تو کہہ دو کہ عفو خرچ کریں)۔ فرمایا: اس کے بعد یہ آیت اتری ہے: ﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾ (کہ خدا کے نیک بندے وہ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں بلکہ ان کے بین بین رہتے ہیں)۔ فرمایا: دونوں کا مطلب یہ ہے کہ وہ میانہ روی سے کام لیتے ہیں اور بقدر ضرورت خرچ کرتے ہیں۔

(تفسیر عیاشی، کذا فی الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۶ و ۲۷ و ۲۹ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (جبکہ پہلے متعدد مقامات پر گزر چکی ہیں)۔

باب ۲۶

جو چیز بدن کی اصلاح کرے اس میں اسراف نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عبدالعزیز سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض اوقات ہم سفر مکہ میں ہوتے ہیں اور جب احرام باندھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم نورہ لگاتے ہیں اور اس پر ملنے کے لئے ہمارے پاس چھان بورہ نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم آٹا ملتے ہیں اور خدا بہتر جانتا ہے کہ اس کی وجہ سے ہم پر کیا گزرتی ہے؟ فرمایا: اسراف کے خوف سے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: جو چیز بدن کی اصلاح کرے وہ اسراف میں داخل نہیں ہے۔ بعض اوقات خود میرے حکم سے چھان بورے کو تیل سے گوندھ دیا جاتا ہے۔ اور میں اسے ملتا ہوں۔ اسراف صرف اس چیز میں ہوتا ہے جو مال کو تلف کرے اور بدن کو ضرر پہنچائے۔ راوی نے عرض کیا: اور اقتار (بخل) کیا ہے؟ فرمایا: صرف نمک سے روٹی کھانا۔ جبکہ کسی اور چیز سے کھانے کی قدرت ہو۔ پھر عرض کیا: اور میانہ روی کیا ہے؟ فرمایا:

روٹی، گوشت، دودھ، سرکہ، گھی۔ کبھی یہ اور کبھی وہ (کبھی اس سے کھانا اور کبھی اُس سے کھانا)۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے آداب حمام (باب ۳۸ و ۹۲) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۷

اسراف (فضول خرچی) اور تقتیر (کنجوسی) جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن ابان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اہل و عیال کے نان و نفقہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: دو ناپسندیدہ باتوں یعنی اسراف و تقتیر کے بین بین ہونا چاہیے۔ (الفروع، کذا فی الخصال)

۲۔ ابن ابی یعفور اور یوسف بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اسراف میں برکت نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ محمد بن سنان حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ ﴿وَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ کَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا﴾ (وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ تقتیر بلکہ ان دونوں کے بین بین قوام سے کام لیتے ہیں) فرمایا: ''قوام'' سے مراد (میانہ روی اور) نیکی کے ساتھ اپنی مالی حیثیت کے مطابق خرچ کرنا ہے یعنی مالدار اپنی پوزیشن کے مطابق اور غریب و نادار اپنی حیثیت کے مطابق نیز اہل و عیال کی حیثیت کے مطابق خرچ کرتے ہیں جس میں دونوں کی بھلائی ہے۔ خدا ہر شخص کو اس کی حالت کے مطابق تکلیف دیتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عمار بن عاصم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار شخص ایسے ہیں جن کی خدا دعا قبول نہیں کرتا۔ ان میں سے ایک وہ ہے جس کے پاس مال تھا جسے فضول خرچی کر کے ضائع کر دیا۔ اب دعا کرتا ہے: اے پروردگار! مجھے روزی دے! خدا جواب میں فرماتا ہے: کیا میں نے تجھے خرچ کرنے میں میانہ روی کا حکم نہیں دیا تھا؟ (اس کی خلاف ورزی کر کے کیوں مال برباد کیا؟) (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۸ از آداب حمام، باب ۲۹ از ملابس، باب ۵۰ از دعا، باب ۷ از مما تجب فیہ الزکوٰۃ، باب ۴۱ از امر بالمعروف، باب ۵ و ۲۲ از مقدمات تجارت اور یہاں باب ۲۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۹ میں) آرہی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

مال خرچ کر کے عزت بچانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معتبر سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: افضل کام یہ ہے کہ مال خرچ کر کے عزت کو بچایا جائے۔(الفروع)

۲۔ جناب علی بن عیسیٰ اربلی اپنی کتاب کشف الغمہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے شعراء کو مال و منال عطا کرنے کے بارے میں خط لکھا تو جناب امام حسین علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ بہترین مال وہ ہوتا ہے جو عزت کو بچائے۔(کشف الغمہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۹

اسراف اور تقتیر کی حد کیا ہے؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾ کے بارے میں یوں وضاحت کی کہ ایک ہتھیلی کو پھیلا دیا اور انگلیوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا مگر قدرے ٹیڑھا رکھا (کہ یہ اسراف ہے)۔ اور ارشاد خداوندی ﴿وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ﴾ کی وضاحت اس طرح کی کہ دونوں ہتھیلیوں کو پھیلا دیا۔(کہ یہ اسراف سے کچھ اوپر ہے) پھر فرمایا: "قوام" (میانہ روی) یہ ہے کہ کچھ انگلیوں سے نیچے نکلتا رہے اور کچھ ہتھیلی پر باقی رہ جائے۔(الفروع)

ا۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کئی فقیر مالدار سے بھی زیادہ فضول خرچ ہوتے ہیں کیونکہ مالدار تو اس مال سے فضول خرچی کرتا ہے جو اس کے پاس ہے۔ مگر فقیر اس سے فضول خرچی کرتا ہے جو اس کے پاس نہیں ہے۔(ایضاً)

ا۔ مجلان بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک سائل آیا اور آپؑ سے سوال کیا۔ ایک برتن میں کچھ کھجوریں رکھی تھیں امام علیہ السلام اٹھے اور اس سے ایک مٹھی بھر کر اسے دے دی، پھر ایک اور سائل آیا اور اس نے سوال کیا۔ امام علیہ السلام اٹھے اور ایک مٹھی بھر کر اسے دے دی۔ پھر

ایک اور سائل آیا اس نے سوال کیا۔ امام علیہ السلام پھر اٹھے اور ایک مٹھی بھر کر اسے بھی دے دی۔ اب جب ایک اور سائل آیا۔ تو آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا) اللہ ہمیں اور تمہیں روزی دے گا۔ (کیونکہ اب کھجوریں ختم ہو چکی تھیں)۔ پھر فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا (پہلے) یہ دستور تھا کہ جو شخص آپ سے جو کچھ مانگتا تھا آپؐ اسے عنایت کر دیتے۔ ایک بار ایک عورت نے اپنا بچہ آپؐ کے پاس بھیجا اور اسے یہ پٹی پڑھائی کہ جا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مانگ! اور اگر وہ یہ کہیں کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ تو کہنا کہ اپنی قمیص ہی مجھے عطا کر دیں۔ چنانچہ بچے نے اسی طرح کیا۔ اور بالآخر آپؐ کی قمیص لے کر گیا۔ تب خدائے تعالیٰ نے آپ کو خرچ کرنے میں میانہ روی کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا﴾ (نہ تو اپنا ہاتھ اپنی گردن تک ڈال (کہ کسی کو کچھ نہ دے)۔ اور نہ ہی اسے اتنا کھول کہ (سب کچھ دے کر) خود ملامت زدہ اور نادار ہو کر بیٹھ جائے)۔ (ایضاً)

۴۔ عبدالملک بن عمرو الاحول بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی ﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا﴾ (وہ لوگ جو کچھ خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ اقتار۔ بلکہ اس کے بین بین رہتے ہیں)۔ پھر اس کی عملی وضاحت یوں فرمائی کہ سنگریزوں سے مٹھی بھری اور اسے یونہی مٹھی میں لے کر بیٹھ گئے۔ فرمایا: یہ اقتار (کنجوسی) ہے۔ پھر مٹھی بھری اور مٹھی کھول کر سب نیچے بہا دی پھر فرمایا: یہ اسراف ہے۔ پھر مٹھی بھری اور اسے کچھ کھولا اور کچھ بند رکھا (دانہ دانہ کر کے نیچے گرایا)۔ فرمایا: "قوام" (میانہ روی) ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۸ از ملابس اور یہاں باب ۲۵ و ۲۶ اور ۲۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۰

جو شخص بازار میں پھل فروٹ یا اس قسم کی کوئی چیز دیکھے اور باوجود شوق کے خرید نہ سکے تو اس کے لئے صبر و ضبط سے کام لینا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن احمد بن یحییٰ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا: کیا تو بازار میں نہیں جاتا؟ اور کیا پھل یا کوئی

ایسی پسندیدہ چیز نہیں دیکھتا جو فروخت کی جا رہی ہوتی ہے؟ عرض کیا: ہاں بخدا! فرمایا: پس ہر اس چیز کے عوض جو تم دیکھتے ہو اور (باوجود چاہنے کے) خرید نہیں سکتے صبر کرتے ہو تمہیں ایک نیکی ملے گی۔ (ثواب الاعمال)

باب ۳۱

مال کو صرف جمع کرنا اور اسے خرچ نہ کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مال و منال جمع نہیں ہو سکتا مگر پانچ خصلتوں سے (۱) سخت بخل سے، (۲) لمبی امید سے، (۳) غالب حرص سے، (۴) قطع رحمی سے، (۵) اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دینے سے۔ (الخصال، عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ از مقدمات تجارت میں) گزر چکی ہیں۔

کتاب الطلاق

طلاق کے مختلف النوع ابواب کی فہرست

مقدمات وشرائط کے ابواب، اقسام اور ان کے احکام کے ابواب اور عدت کے ابواب

(ان ابواب کی ترتیب وار تفصیل)

﴿ مقدماتِ طلاق اور اس کے شرائط کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل پینتالیس ابواب ہیں)

باب ۱

مزاج کے موافق زوجہ کو (بلاوجہ) طلاق دینا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن مہران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: خود شادیاں کرو۔ اور دوسروں کی کراؤ۔ آگاہ ہو جاؤ کہ ایک مسلمان مرد کا یہ بھی حصہ ہے کہ وہ بے شوہر عورت کی قیمت ادا کر کے (اس سے کسی کی شادی کرائے) کیونکہ خداوند عالم کو اس سے بڑھ کر کوئی چیز پسند نہیں ہے کہ نکاح کے ذریعہ اسلام میں ایک گھر آباد کیا جائے۔ اور اس سے بڑھ کر خدائے تعالیٰ کو کوئی چیز ناپسند نہیں ہے کہ طلاق کے ذریعہ اسلام میں ایک گھر خراب و برباد کیا جائے پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے بار بار تاکیداً فرمایا ہے کہ وہ طلاق کو بُرا جانتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابو ہاشم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا اس گھر سے محبت کرتا ہے جس میں بیوی موجود ہو۔ اور اس گھر سے نفرت کرتا ہے جس میں طلاق ہو۔ اور نگاہ قدرت میں طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی چیز نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ ابو ایوب (انصاری) اپنی بیوی (ام رباب) کو طلاق دینا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ام ایوب کی طلاق گناہ ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابن ابی عمیر کئی ایک حضرات سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی ایسی چیز جو باوجود حلال ہونے کے خدا کو بُری لگتی ہو طلاق سے بڑھ کر بُری نہیں ہے۔ اور خداوند عالم اس شخص کو بُرا جانتا ہے جو زیادہ طلاقیں دے اور (زیادہ) عورتوں کا مزہ چکھے۔ (ایضاً)

۵۔ سعد بن ظریف حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر کے پاس سے گزرے (گھر کو خالی دیکھ کر) فرمایا: تمہاری بیوی کہاں ہے؟ عرض کیا: میں نے اسے طلاق دے دی ہے۔ پوچھا: کسی قصور کے بغیر؟ عرض کیا: ہاں۔ بلا قصور کے دی ہے۔ پھر اس شخص نے دوسری شادی کر لی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے گزرے تو پوچھا: شادی کر لی ہے؟ عرض کیا: ہاں! کچھ عرصہ کے بعد جب پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا۔ تو (پھر گھر خالی دیکھ کر) پوچھا: بیوی کہاں ہے؟ عرض کیا: اسے طلاق دے دی ہے! پوچھا: بے قصور دی ہے؟ عرض کیا: ہاں بے قصور دی ہے! تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خداوند عالم مردوں میں سے ہر اس شخص کو بُرا جانتا ہے (یا فرمایا) ہر اس شخص پر لعنت کرتا ہے جو مختلف عورتوں کا زیادہ مزہ چکھنے والا ہوتا ہے۔ اور اسی طرح عورتوں میں سے ہر اس عورت کو بُرا جانتا ہے جو مختلف مردوں کا مزہ چکھنے والی ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب حسن بن فضل طبرسیؒ مکارم الاخلاق میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شادی کرو۔ اور طلاق نہ دو۔ کیونکہ طلاق وہ بُری چیز ہے جس سے عرشِ الٰہی کانپ اٹھتا ہے۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۹ از جہاد نفس، باب ۸۸ از مقدمات نکاح میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ اور باب ۳ از طلاق خلع میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جو شخص زیادہ طلاقیں دیتا ہو اگر وہ رشتہ طلب کرے تو اسے ٹھکرانا جائز ہے اگرچہ وہ کفو ہو اور انتہائی شریف ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ برقی باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار ایک شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپؑ سے مشورہ لینے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ مجھ سے (جناب امام) حسن (علیہ السلام)، (جناب امام) حسین (علیہ السلام) اور (جناب) عبداللہ بن جعفر طیار نے (میری بیٹی کا) رشتہ طلب کیا ہے (کس سے کروں؟) جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے حسنؑ زیادہ طلاقیں دیتے ہیں اس لئے تم حسینؑ سے بیٹی کی شادی کردو۔ وہ تمہاری بیٹی کیلئے بہتر رہیں گے۔ (المحاسن)

باب ۳

جو عورت مزاج کے موافق نہ ہو اسے طلاق دینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عثمان بن عیسیٰ سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ ایک عورت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی زوجیت میں تھیں جس سے آپ محبت بھی کرتے تھے۔ ایک رات آپ نے اسے طلاق دے دی جس کی وجہ سے آپ کو دکھ بھی ہوا۔ وجہ پوچھنے پر فرمایا کہ میں نے اس کے سامنے حضرت علی علیہ السلام کا تذکرہ کیا تو اس نے آپؑ کی تنقیص کی۔ تو میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ آتش جہنم کے ایک انگارے کو اپنے جسم سے چسپاں کروں۔ (الفروع)

۲۔ خطاب بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ میری زوجیت میں ایک ایسی عورت ہے جو کہ عارفہ تھی اور اس کا باپ بھی عارف تھا۔ مگر وہ بد خلق تھی مگر میں اس کے اور باپ کے ایمان کی وجہ سے اسے طلاق نہیں دیتا تھا۔ اس سلسلہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چاہتا تھا کہ اس عورت کو طلاق دینے کے بارے میں سوال کروں مگر آپؑ نے از خود کلام کا آغاز کر دیا۔ فرمایا: میرے والد ماجد علیہ السلام نے میری چچازاد سے میری شادی کر دی جو کہ بد خلق تھی۔ پس میرے والد ماجد علیہ السلام کا انتقال ہوگیا۔ تو میں نے اسے طلاق دے کر فارغ کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے یہ سن کر کہا اللہ اکبر۔ میرے پوچھے بغیر امام علیہ السلام نے میرا مسئلہ حل کر دیا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حماد حارثی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ پانچ آدمی ایسے ہیں جن کی دعا قبول نہیں ہوتی (۱) ایک وہ شخص جس کی عورت اسے اذیت پہنچاتی ہے (اور وہ بد دعا کرتا ہے) جبکہ اس کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ طلاق دے کر اسے فارغ نہیں کرتا۔ (۲) وہ شخص جس کا غلام تین بار بھاگ چکا ہے (وہ اس کے خلاف بد دعا کرتا ہے) مگر اسے فروخت نہیں کرتا۔ (۳) وہ شخص جو گرتی ہوئی دیوار کے نیچے سے گزر رہا ہے یہ (بچنے کی دعا تو کرتا ہے) مگر تیز نہیں چلتا۔ یہاں تک کہ وہ اس پر گر پڑتی ہے۔ (۴) جس شخص نے کسی کو قرضہ دیا مگر گواہ مقرر نہیں کیے (اور وہ مکر گیا)۔ (۵) جو گھر میں نکما بیٹھا ہوا ہے مگر دعا کرتا ہے یا اللہ! مجھے رزق دے مگر اسے طلب نہیں کرتا۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے حق مہر (باب ۴۹) اور یہاں (باب ۲ میں) باب

الدعا (نمبر ۵۰) اور تزویج ناصبیہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ از ایمان) میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

ایک مرد کی جانب سے ایک عورت یا متعدد عورتوں کو بار بار طلاق دینا جائز ہے۔

(اس باب میں بعینہ وہی دو حدیثیں درج ہیں جو باب ۲ میں گزر چکی ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر ایک کا وہاں ترجمہ اور حاشیہ پر اس پر نقد و تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا اعادہ و تکرار کی ضرورت نہیں ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۵

جو عورت اپنے شوہر کو اذیت دیتی ہو اس کو طلاق نہ دینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی کتاب الخصال کے حوالہ سے باب سیوم میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وہ حدیث ذکر ہو چکی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں: پانچ شخص ایسے ہیں جن کی دعا قبول نہیں ہوتی ان میں سے ایک وہ ہے جس کی بیوی اسے اذیت پہنچاتی ہے اور وہ بددعا تو کرتا ہے۔ مگر اسے طلاق نہیں دیتا۔ الحدیث۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ باب الدعا (نمبر ۵۰) اور یہاں (باب ۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۶

حاکم وقت پر واجب ہے کہ لوگوں کو سنت کے مطابق طلاق دینے کا حکم دے اور اس کی خلاف ورزی کرنے سے روکے اور ان کو مجبور کرے اگرچہ سیف و سنان کو بھی استعمال کرنا پڑے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: خدا کی قسم! اگر لوگوں کے معاملات کی باگ ڈور میرے ہاتھ میں ہوتی تو ان کو تلوار اور کوڑے سے سیدھا کرتا کہ وہ حکم خدا کے مطابق عدی طلاق دیں۔ (الفروع)

۲۔ اسی قسم کی دوسری روایت میں اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی ہے کہ فرمایا: جو شخص سنت کے خلاف طلاق دے گا اس کو کتاب اللہ کی طرف (اس کے مطابق عمل کرنے کی طرف) لوٹایا جائے گا اگرچہ اس کی ناک رگڑی جائے۔ (ایضاً والفقیہ)

۳۔ نیز ابو بصیر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر مجھے حکومت مل جاتی تو میں لوگوں کو طلاق دینے کا طریقہ تعلیم دیتا۔ اور اس کے باوجود اگر کوئی ایسا شخص میرے پاس لایا جاتا جس نے اس کی خلاف ورزی کی ہوتی تو میں اسے پیٹتا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب ۱، امر بالمعروف میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۵ میں) اور موجبات ارث باب ۳ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

جو طلاق شرعی شرائط کی جامع نہ ہو وہ باطل ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن رباح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ جو طلاق مسنون طریقہ کے خلاف دی جائے۔ وہ طلاق طلاق نہیں ہے؟ امامؑ نے فرمایا: یہ میں نہیں کہتا بلکہ خود خدا کہتا ہے۔ بخدا اگر ہم آپ کو غلط فتوے دیتے تو ہم تم سے بھی بدتر ہو جاتے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے: ﴿لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ...... الآية﴾ (ان لوگوں کو ان کے ربانی علماء اور احبار نے گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے کیوں نہ روکا؟)۔ (الفروع)

۲۔ عبداللہ بن سلیمان صیرفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ چیز جو کتاب اللہ کے خلاف ہو اسے کتاب و سنت کی طرف لوٹایا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو طلاق قانون شرع کے موافق نہ ہوگی وہ باطل ہوگی۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب طلاق عدت میں نہ دی جائے۔ تو؟ فرمایا: اسے کتاب اللہ کی طرف لوٹایا جائے گا (اس کے مطابق دی جائے گی)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ عدت سے حیض ختم ہونے کے بعد والا وہ طہر مراد ہے جس میں شوہر نے مباشرت نہ کی ہو۔ اور یہ لفظ اس معنی میں مستعمل ہے۔

۵۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طلاق وہ ہے جو حکم خدا کے مطابق ہو پس

جو شخص اس کے منافی طلاق دے گا اس کی طلاق طلاق نہیں ہوگی۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن فضل ہاشمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کے خلاف طلاق واقع نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ طلاق بھی تو خدا کے حدود میں سے ایک حد ہے۔ (تو اس کا بھی کوئی قانون ہے)۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ﴾ (جب عورتوں کو طلاق دو تو عدت کے اندر دو۔ اور پھر عدت کو شمار بھی کرو)۔ اور فرماتا ہے: ﴿وَ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾ (کہ طلاق کے وقت عادل گواہ پیش کرو) اور فرماتا ہے: ﴿وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ﴾ (یہ خدا کے حدود ہیں۔ اور جو شخص حدودِ خداوندی سے تجاوز کرے گا وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا)۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عبداللہ بن عمر کی طلاق کو اس لئے رد کر دیا تھا کہ وہ کتاب و سنت کے خلاف تھی۔ (ایام حیض میں دی گئی تھی)۔ (بحار الانوار، علل الشرائع)

۷۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ نے مامون عباسی کے نام جو نامہ لکھا تھا (جو مختلف احکام شرعیہ پر مشتمل ہے) اس میں فرمایا: ہر وہ طلاق جو کتاب و سنت کے خلاف ہے وہ طلاق نہیں ہے جس طرح ہر وہ نکاح جو کتاب و سنت کے خلاف ہے وہ نکاح نہیں ہے۔ (عیون الاخبار و الخصال)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر (حمیری) باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے (طہر میں) اپنی زوجہ سے مباشرت کی اور پھر (اسی طہر میں) دو عادل گواہوں کے روبرو اسے طلاق دے دی تو؟ فرمایا: وہ طلاق صحیح نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا: پھر طلاق سنت کیا ہے؟ فرمایا: جب عورت حیض سے پاک ہو۔ تو شوہر اس سے مباشرت کرنے سے پہلے دو عادل گواہوں کی موجودگی میں (صیغۂ طلاق جاری کرکے) طلاق دے اور اگر اس کے خلاف کرے گا تو اسے کتاب اللہ کی طرف لوٹایا جائے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر شوہر اسے اس طہر میں طلاق دے جس میں اس نے مباشرت تو نہ کی مگر گواہ ایک مرد اور دو عورتوں کو قرار دے تو؟ فرمایا: طلاق کے سلسلہ میں عورتوں کی گواہی نافذ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ و ۹ میں اور باب ۲۴ از ایمان و باب ۱۷ از اقسام طلاق میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

اگر عورت حاملہ نہ ہو۔ اور مدخولہ ہو اور شوہر حاضر بھی ہو تو اس کی طلاق تب صحیح ہوگی کہ وہ طہر میں ہو۔ لہٰذا حیض و نفاس میں دی گئی طلاق باطل ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید الاعرج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ابن عمر نے اپنی زوجہ کو جبکہ وہ ایام حیض میں تھی تین طلاقیں دیں۔ عمر نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رجوع کرے (کیونکہ یہ طلاق صحیح نہیں ہے)۔ راوی نے عرض کیا کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ اس نے حیض میں صرف ایک طلاق دی تھی؟ فرمایا: اگر ایسا تھا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رجوع کرنے کی کیا ضرورت تھی اس صورت میں تو اسے بھی رجوع کرنے کا حق تھا۔ نہیں۔ بلکہ اس نے تین طلاقیں دی تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے رد کر دیا تھا۔ فرمایا تھا کہ اسے روکے رکھ یا سنت کے مطابق طلاق دے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حلبی حضرت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی زوجہ کو حیض میں طلاق دیتا ہے۔ تو؟ فرمایا: جو طلاق سنت کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ ایک شخص ایک ہی نشست میں تین طلاقیں دیتا ہے تو؟ فرمایا: اسے سنت کی طرف لوٹایا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ، مسلم بن مسلم اور بہت سے راوی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص ایام نفاس میں طلاق دے یا اس طہر میں جس میں اس نے عورت سے مباشرت کی ہو وہ طلاق طلاق نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اس طہر میں طلاق دی جس میں مباشرت نہیں کی تھی۔ پھر اسی دن رجوع کر لیا پھر طلاق دے دی آیا اس طرح ایک ہی طہر میں تین طلاقیں ہو جائیں گی؟ فرمایا: اس نے سنت کے خلاف عمل کیا ہے۔ راوی نے عرض کیا: تو کیا اسے (ایک طہر میں طلاق دے کر) دوسرے طہر میں رجوع کرنا چاہیے تو؟ فرمایا: ہاں۔ پھر عرض کیا کہ پھر مباشرت بھی کرے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع)

۵۔ بکیر بن اعین وغیرہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ طلاق جو عدت (یا فرمایا:

سنت) کے خلاف ہے وہ طلاق نہیں ہے۔ یا حیض ونفاس میں دے۔ یا اس طہر میں دے جس میں مباشرت کی ہو یہ سب طلاقیں (شرعی) طلاق نہیں ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ و ۱۰ و ۱۶ و ۱۸ و ۲۱ و ۲۴ وغیرہ میں اور باب ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۱۶ و ۲۱ از اقسام طلاق وغیرہ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

صحت طلاق کی شرط ہے کہ وہ اس طہر میں دی جائے جس میں شوہر نے مباشرت نہ کی ہو ورنہ طلاق باطل ہوگی۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور محمد بن مسلم وغیرہ بہت سے اصحاب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام وحضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص ایام نفاس میں طلاق دے یا اس طہر میں دے جس میں مباشرت کی ہو تو یہ طلاق (شرعاً) طلاق نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ یسع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ طلاق نہیں ہوتی مگر سنت کے مطابق۔ اور وہ یہ ہے کہ اس طہر میں دی جائے جس میں مجامعت نہ کی ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ جناب شیخ فضل بن حسن طبرسی اپنی تفسیر مجمع البیان میں باسناد خود بکیر بن اعین سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (شرعی) طلاق یہ ہے کہ آدمی اس طہر میں طلاق دے جس میں مباشرت نہ کی ہو۔ اور دو عادل گواہوں کے روبرو دے۔ پھر جب تک تین طہر نہ گزر جائیں وہ رجوع کرنے کا حق رکھتا ہے۔ یہ ہے وہ طلاق جس کا خدا نے قرآن میں اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سنت میں حکم دیا ہے۔ اور ہر وہ طلاق جو عدت (طہر) میں نہیں ہے وہ طلاق نہیں ہے۔ (مجمع البیان)

۴۔ جناب علی بن ابراہیم اپنی تفسیر میں باسناد خود ابوالجارود سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ (کہ عورتوں کو عدت میں طلاق دو) کی تفسیر میں فرمایا کہ عدت سے مراد حیض سے پاک ہونا ہے۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے

بعد (باب ۱۶ و ۱۸ و ۲۰ وغیرہ و باب ۱ و ۲ و ۳ و ۴ وغیرہ از اقسام طلاق میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

طلاق کی صحت میں دو عادل گواہوں کی موجودگی ضروری ہے ورنہ طلاق باطل ہوگی اور یہ کہ اس سلسلہ میں عورتوں کی گواہی کافی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ، نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنی عورت کو طلاق دی ہے! فرمایا: تیرے پاس دو گواہ ہیں (جن کے روبرو طلاق دی ہے؟) عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: بس دور ہو جا۔ (تیری کوئی طلاق نہیں ہے)۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ زرارہ، محمد بن مسلم، بکیر اور برید وغیرہم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر کوئی آغاز طہر میں طلاق دے۔ اور اس طہر میں اس نے مباشرت بھی نہ کی ہو۔ مگر دو عادل گواہ مقرر نہ کرے تو اس کی طلاق طلاق نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک عورت نے یہ خبر سنی کہ اس کے شوہر نے اسے طلاق دے دی ہے۔ مگر (استفسار پر) اس شخص نے اس کا انکار کیا۔ تو وہ عورت اس شخص کے پاس رہ سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کیونکہ گواہوں کے بغیر طلاق نہیں ہوتی۔ اور عدت (طہر) کے بغیر طلاق نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی کسی شخص کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ گواہوں اور طہر کے بغیر طلاق دے جن کا خدا نے حکم دیا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابو الصلاح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص گواہوں کے بغیر طلاق دے اس کی طلاق طلاق نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ایک شخص کوفہ میں حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میں نے اپنی عورت کو حیض سے پاک ہونے کے بعد اور مباشرت کرنے سے پہلے طلاق دی ہے تو؟ فرمایا: آیا حکم خدا کے مطابق دو گواہ بھی مقرر کیے ہیں؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: (اپنے گھر) جا تیری طلاق واقع نہیں ہوئی ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد (عمرون د) بن محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے طلاق کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: طلاق طہر میں ہوتی ہے۔ اور

فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ گواہوں کے بغیر طلاق نہیں ہوتی۔ ایک شخص نے عرض کیا: اگر طلاق کے وقت گواہ مقرر نہ کرے اور چند دنوں کے بعد کرے تو عدت کا آغاز کب کرے؟ فرمایا: اس دن سے کرے جس دن طلاق پر گواہ مقرر کرے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب گواہ مقرر کرتے وقت طلاق کا ارادہ کرے۔

۷۔ قبل ازیں باب ۶۶ از تروک احرام میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا قاضی ابو یوسف سے یہ مکالمہ گزر چکا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دین میں قیاس نہیں ہے۔ جس طرح تم اور تمہارے ساتھی کرتے ہیں۔ (مثلاً) خدا نے طلاق میں دو گواہ مقرر کرنے کا تاکیداً حکم دیا اور وہ بھی عادل۔ مگر نکاح میں گواہ مقرر کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا۔ مگر تم لوگوں نے (حکم خداوندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے) جہاں خدا نے حکم نہیں دیا (نکاح) وہاں تو گواہوں کی شرط عائد کر دی اور جہاں حکم دیا ہے (طلاق) وہاں یہ شرط ختم کر دی۔ اور تم نے دیوانہ اور مدہوش کی طلاق کو بھی نافذ کر دیا۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الحج، کتاب الصوم وغیرہ میں (اور یہاں باب ۷ و ۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶ و ۱۸ و ۲۰ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ وغیرہ نیز اقسام طلاق باب ۱ و ۲ و ۳ و ۱۳ و ۱۴ وغیرہ میں نیز عدد باب ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ وغیرہ اور باب ۲۴ از شہادات میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

طلاق کی صحت میں اس کا قصد و ارادہ شرط ہے ورنہ طلاق باطل متصور ہوگی۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یسع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو ایک حدیث کے ضمن میں فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: اگر کوئی شخص سنت کے مطابق (پورے شرائط کے ساتھ) طلاق دے مثلاً طہر میں دے، مباشرت کیے بغیر دے اور گواہ بھی مقرر کرے مگر طلاق کی نیت نہ کرے تو اس کی طلاق (شرعاً) طلاق نہ ہوگی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ یسع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور عبد الواحد بن مختار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طلاق نہیں ہوتی۔ مگر صرف اس شخص کی جو طلاق کا ارادہ کرے۔[1] (الفروع)

---

[1] لہٰذا اگر کوئی شخص پورے مقررہ شرائط و قواعد کے ماتحت طلاق دے مگر طلاق کا قلبی ارادہ نہ ہو بلکہ ہزلاً و شغلاً دے تو اس کی طلاق شرعاً طلاق متصور نہ ہوگی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد یہاں (باب ۱۴، ۱۸ و ۳۸ میں) اور باب الظہار (باب ۳ اور اقسام الطلاق (باب ۳) میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

طلاق کی صحت کی ایک شرط یہ ہے کہ طلاق سے پہلے بالفعل عقد نکاح ہو چکا ہو۔ لہٰذا نکاح سے پہلے طلاق صحیح نہیں ہے۔ اگرچہ وہ نکاح پر معلق ہو۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے یوں کہا ہے کہ "جب تک میری ماں زندہ ہے تو ہر اس عورت کو طلاق ہے جس سے میں شادی کروں"۔ فرمایا: طلاق نہیں ہوتی مگر نکاح کے بعد اور غلام کو آزادی نہیں ہوتی مگر ملکیت کے بعد۔ (الفقیہ، المقنع)

۲۔ محمد بن قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ اگر میں فلاں عورت سے شادی کروں تو اسے طلاق ہے۔ اگر فلاں غلام کو خرید کروں تو وہ آزاد ہے اور اگر فلاں کپڑا خریدوں تو وہ مسکینوں پر صدقہ ہے۔ تو؟ فرمایا: یہ کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ طلاق نہیں ہوتی مگر اسے جو بصیغہ نکاح ملکیت ہو، آزادی نہیں ہوتی مگر مملوک کی۔ اور صدقہ نہیں دیا جاتا مگر مملوکہ چیز کا۔ (الفروع)

۳۔ عبداللہ بن سلیمان اپنے باپ (سلیمان) سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک عورت کا نام لے کر کہا کہ اگر وہ اس سے شادی کرے تو شادی والے دن ہی اسے طلاق ہے۔ مگر اب وہ اس عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے؟ فرمایا: (ہاں کیونکہ)۔ طلاق نہیں ہوتی مگر نکاح کے بعد۔ (ایضاً)

۴۔ نضر بن قرواش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: نکاح سے پہلے طلاق، ملکیت سے پہلے آزادی اور بلوغت کے بعد یتیمی نہیں ہوتی۔ (روضۂ کافی)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زکریا بن آدم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مدہوش، بچہ، کم عقل اور دیوانہ کی طلاق کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ان کی طلاق صحیح نہیں ہے۔ (التہذیب)

۶۔ جناب شیخ فضل بن حسن طبرسیؒ باسناد خود حبیب بن ابی ثابت سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت

امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آپؑ سے مسئلہ پوچھا کہ میں نے یوں کہا کہ میں جس دن فلاں عورت سے شادی کروں اسے اسی دن طلاق ہے تو؟ فرمایا: جا اور اس سے شادی کر۔ کیونکہ خدا نے طلاق سے پہلے آغاز نکاح سے کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ﴾ (جب تم مومنہ عورتوں سے نکاح کرو۔ اور پھر طلاق دو)۔ (مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ از مما یحرم بالرضاع میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد عنقریب (باب ۵) میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

اگر کوئی شخص شادی کے وقت اپنی بیوی سے یہ شرط مقرر کرے کہ اگر اس سے شادی کی یا کوئی کنیز رکھی یا اس سے تعلق توڑا تو اسے طلاق ہے اگرچہ وہ اس شرط کی خلاف ورزی کرے تاہم طلاق واقع نہ ہوگی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے (شادی کے وقت) بیوی سے کہا: اگر میں تجھ پر سوکن لاؤں، یا (ترک تعلق کرکے) کسی اور جگہ شب باشی کروں۔ تو تجھے طلاق ہے تو؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کتاب اللہ کے خلاف کوئی شرط مقرر کرے وہ اس کے برخلاف یا اس کے حق میں نافذ نہیں ہوگی۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب المهور (باب ۲۰ و ۲۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

طلاق کے صحیح ہونے کے لئے صیغۂ طلاق کا زبانی جاری کرنا شرط ہے۔ لہٰذا اگر زبانی صیغہ جاری نہ کیا جائے تو صرف تحریر سے طلاق نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق کا پروانہ یا غلام کو آزادی کا

نامہ لکھ کر ارسال کر دیا۔ مگر زبان سے بولا نہیں ہے تو؟ فرمایا: جب تک زبان سے نہ بولے یہ (تحریر) کچھ بھی نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کی طلاق اور اپنے غلام کی آزادی لکھی۔ مگر ارادہ بدلنے سے اسے مٹا دیا تو؟ فرمایا: جب تک منہ سے نہ بولے تب تک نہ کوئی طلاق ہے اور نہ عتاق (آزادی)۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ میری بیوی کی طرف طلاق لکھ یا میرے غلام کی طرف آزادی کا پروانہ لکھ۔ تو کیا اس طرح طلاق یا آزادی واقع ہو جائے گی؟ فرمایا: نہیں۔ نہ طلاق ہوگی اور نہ آزادی جب تک زبان سے نہ بولے۔ یا ہاتھ سے لکھے مگر ارادہ طلاق یا آزادی کا ہو۔ اور یہ سب کچھ ہو بھی مہینوں اور گواہوں کے ساتھ۔ جبکہ آدمی گھر سے دور ہو۔ (الفروع، التہذیب، ملفقیہ)

(چونکہ اس روایت کا آخری حصہ مشہور نظریہ کے خلاف ہے۔ اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ تحریر سے طلاق واقع ہونے والی بات یا تو تقیہ پر محمول ہے یا اس صورت پر محمول ہے کہ جب زبانی صیغہ بھی جاری کر دیا گیا ہو۔ یا اس صورت پر محمول ہے کہ (طلاق ہو یا آزادی وہ تو اپنے مقررہ شرائط کے ساتھ ہوتی ہے ہاں البتہ) اس کا علم بیوی کو یا غلام کو دو طریقہ سے ہوتا ہے یا زبان سے یا تحریر سے۔ یا پھر یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب آدمی بولنے پر قادر نہ ہو جیسے گنگا آدمی۔ واللہ اعلم۔

باب ۱۵

طلاق اشارہ یا کنایہ جیسے تو خالی ہے یا تو بری ہے، یا تو کٹی ہوئی ہے یا تو جدا ہے یا تو علیحدہ ہے اور تو حرام ہے سے نہیں ہوتی (بلکہ صریح صیغۂ طلاق کا اجراء ضروری ہے)۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص بیوی سے کہتا ہے: تو میری طرف سے فارغ ہے، یا بیزار ہے یا جدا ہے یا حرام ہے تو؟ (آیا اس طرح عورت کو طلاق ہو جائے گی؟) فرمایا: یہ کچھ بھی نہیں ہے۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ آپؑ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کیونکہ عراق میں ہم سے یہ روایت کی گئی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اسے تین طلاق قرار دیا ہے؟ فرمایا: لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ آنجنابؑ نے تو اسے ایک طلاق بھی نہیں بنایا۔ اگر میرا بس چلے تو ایسا کرنے والے شخص کے سر پر کوڑے ماروں۔ اور اس سے کہوں کہ جب خدا نے اس بیوی کو تجھ پر حلال بنایا ہے تو حرام کس چیز نے کیا؟ ہاں تو نے اس سے بڑھ کر اور کوئی کام نہیں کیا کہ جس چیز کو خدا نے حلال قرار دیا تھا تو نے اسے حرام کہہ دیا! (الفروع)

۳۔ ابو مخلد سراج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار شیبہ بن عقال نے مجھ سے کہا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ "جو کچھ خدا نے حلال کیا تھا وہ مجھ پر حرام ہے" تو آپؑ اسے طلاق نہیں جانتے؟ میں نے کہا: ولید (ابن عبدالملک) نے اپنی بیوی سلامہ سے ایسا کہا تھا پھر اہل عراق، اہل حجاز اور اہل شام (کے مفتیوں) سے فتویٰ طلب کیا۔ جب ان میں اختلاف ہوا تو اس نے اہل حجاز کے فتویٰ پر عمل کیا۔ جنہوں نے کہا تھا کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو؟ فرمایا: نہ یہ طلاق ہے اور نہ ہی اس پر کوئی کفارہ ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب عبیداللہ بن جعفر (حمیری) باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی زوجہ سے کہتا ہے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ تو مجھ سے علیحدہ ہو جائے اور کچھ نہیں کہا۔ مگر وہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تو؟ فرمایا: یہ کچھ بھی نہیں ہے وہ (عورت) بدستور اس کی بیوی ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۶ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

صیغۂ طلاق کا بیان۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سماعہ سے روایت کرتے ہیں کہا: طلاق نہیں ہے مگر اس طرح جس طرح بکیر بن اعین نے روایت کی ہے کہ شوہر بیوی سے کہے جبکہ وہ پاک ہو اور شوہر نے (اس طہر میں) اس سے مباشرت نہ کی ہو ﴿انت طالق﴾ (تجھے طلاق ہے)۔ اور اس پر دو عادل گواہ بھی مقرر کرے۔ اس کے علاوہ جو

کچھ ہے۔ وہ ناقابل اعتماد ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شوہر (طلاق کے بعد) عورت کے پاس کسی شخص کو ایلچی بنا کر بھیجے جو اس سے جا کر کہے کہ "عدت گزار کیونکہ فلاں (تیرے شوہر) نے تجھے الگ کر دیا ہے" ابن سماعہ نے ایلچی کے اس قول کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ "اس الگ کر دیا ہے" کا مطلب یہ ہے کہ اس نے تجھے طلاق دے دی ہے کیونکہ یہ جدائی طلاق کے بغیر واقع نہیں ہو سکتی۔ (الفروع)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طلاق یہ ہے کہ شوہر عورت سے کہے: (۱) ﴿اعتدی﴾ (عدت گزار)[۱]۔ (۲) یا کہے: ﴿انت طالق﴾ (تجھے طلاق ہے)۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اگر کسی شخص سے پوچھا جائے کیا تو نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے؟ اور وہ کہے: ہاں تو؟ فرمایا: تو گویا اس نے طلاق دے دی ہے۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طلاق یہ ہے کہ مرد عورت سے کہے کہ تمہیں ہر طرح کا اختیار ہے! پس اگر وہ علیحدگی کو اختیار کرے تو الگ ہو جائے گی اور اگر شوہر کے پاس رہنا چاہے تو اس کے ہمراہ رہے گی۔ یا یوں کہے: ﴿انت طالق﴾ پس جس طرح بھی کرے عورت اس پر حرام ہو جائے گی۔ (الفقیہ)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اختیار والی حدیثیں تقیہ پر محمول ہیں۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب المصاهرة (باب ۳۶ میں) اور یہاں (باب ۱۵ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ و ۲۲ و ۳۱ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

جب عربی میں طلاق دینا مشکل ہو تو ہر زبان میں جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود وھب بن وھب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ

---

[۱] اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ یہ تو صرف اس بات کا کنایہ ہے کہ تجھے طلاق مل چکی ہے۔ بنابریں طلاق صرف لفظ طلاق سے ہی واقع ہوگی۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر طلاق ہر زبان میں طلاق ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء کرام کی جماعت نے اس کے ساتھ یہ قید لگائی ہے کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب عربی زبان میں طلاق دینا متعذر رہو۔ کیونکہ ابھی اوپر بیان ہو چکا ہے کہ طلاق ایک مخصوص صیغہ ﴿انت طالق﴾ کے ساتھ واقع ہوتی ہے۔ اور وہ صیغہ عربی میں ہے۔ (مگر تعذر کے وقت اس کے ترجمہ پر اکتفا کیا جا سکتا ہے)۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے قرأت کی بحث (باب ۵۹) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۸

اگر طلاق کو کسی شرط پر معلق کیا جائے یا اسے قسم قرار دیا جائے تو اس طرح واقع نہیں ہوتی ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص (شادی کے وقت) اپنی بیوی سے یہ شرط تسلیم کرے کہ اگر میں تجھ پر سوکن لاؤں یا تجھ سے علیحدہ شب باشی کروں تو ﴿انت طالق﴾ (تجھے طلاق ہے)۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو شرط کتاب اللہ کے خلاف ہو وہ کسی کے خلاف یا اس کے حق میں نافذ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے اس طرح سوگند کھائی ہے کہ میری عورت کو طلاق ہو جائے اور میرے غلام آزاد ہو جائیں۔ اگر میں حرام یا حلال طریقہ پر عصیر[1] عنبی پیوں۔ تو؟ فرمایا: حرام کے تو بالکل قریب نہ جائے خواہ قسم کھائے یا نہ کھائے۔ مگر جہاں تک حلال کا تعلق ہے اس کو حرام قرار نہ دے۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ (اے نبیؐ جو چیز خدا نے حلال قرار دی ہے تم اسے کیوں حرام قرار دیتے ہو)۔ لہٰذا کسی حلال کو حرام بنانے، یا حرام کو حلال بنانے یا قطع رحمی کرنے میں قسم نافذ نہیں ہوتی۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو اسامہ شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ایک قریبی رشتہ دار نے یا میرے سسر نے قسم کھائی کہ

---

[1] انگور کے پانی کو اگر آگ پر جوش دیا جائے تو اس میں سکر (نشہ) کی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے حرام ہو جاتا ہے اور اگر اس قدر آگ پر چڑھایا جائے کہ اس کے دو حصہ ختم ہو جائیں اور صرف ایک تہائی باقی رہ جائے تو پھر حلال ہو جاتا ہے۔
(احقر مترجم عفی عنہ)

اگر اس کی بیوی گھر کے دروازہ سے باہر نکلی تو اسے طلاق ہے۔ پس وہ نکل گئی۔ اب اس کی وجہ سے وہ آدمی بہت پریشان ہے اور اس نے مجھے کہا کہ میں یہ مسئلہ آپؑ سے دریافت کروں؟ امام علیہ السلام نے میری طرف جھک کر (آہستگی سے) فرمایا: اسے کہو کہ اسے اپنے پاس رکھے۔ یہ (قسم) کچھ نہیں ہے۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: سبحان اللہ! یہ لوگ اسے کہتے ہیں کہ وہ شادی کرلے حالانکہ اس کا شوہر موجود ہے۔ (التہذیب)

۴۔ یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جبر و اکراہ سے طلاق نہیں ہوتی، قطع رحمی کرنے اور خدا کی نافرمانی کرنے کے بارے میں قسم نافذ نہیں ہوتی۔ جبر و اکراہ سے غلام آزاد نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا جو شخص اس طرح کوئی قسم کھائے، یا اسے قسم کھلائی جائے۔ اس پر کچھ بھی نہیں ہے فرمایا: طلاق تب طلاق ہوتی ہے کہ (۱) جب اس کا ارادہ کیا جائے۔ (۲) نہ جبر کیا جائے۔ (۳) نہ ضرر پہنچایا جائے۔ (۴) عدت یعنی طہر کے اندر ہو۔ (۵) اس طہر میں اس سے جماع نہ کیا جائے۔ (۶) دو عادل گواہوں کے روبرو دی جائے۔ پس جو شخص اس کے برخلاف طلاق دے اس کی طلاق طلاق نہیں ہے اور نہ اس کی قسم قسم ہے۔ اسے کتاب اللہ کی طرف لوٹایا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ جناب شیخ فضل بن الحسن طبرسیؒ اپنی تفسیر مجمع البیان میں ارشادِ خداوندی ﴿وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ﴾ (شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو) کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ شیطان کے نقوش قدم میں ایک چیز یہ بھی ہے کہ طلاق کی قسم کھائی جائے، گناہ کی منت مانی جائے اور جو قسم خدا کے نام کے علاوہ کسی چیز کے ساتھ کھائی جائے۔ (مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ از عتق وغیرہ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

گونگا آدمی، کنایہ، اشارہ، اور ان افعال و حرکات سے طلاق دے سکتا ہے جن سے یہ مطلب سمجھا جائے بشرطیکہ گواہ وغیرہ دوسرے شرائط موجود ہوں اور اس کا ولی اس کی طرف سے طلاق نہیں دے سکتا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شادی شدہ مرد ہے جو بول نہیں سکتا؟ فرمایا: کیا وہ گونگا ہے؟ عرض کیا: ہاں۔ اور یہ معلوم ہے کہ وہ اپنی عورت سے نفرت کرتا ہے۔ آیا اس کا ولی (اس کی اجازت کے بغیر) اس کی زوجہ

کو طلاق دے سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ البتہ وہ (گونگا) لکھے گا اور اس پر گواہ مقرر کرے گا۔ عرض کیا: وہ نہ لکھ سکتا ہے اور نہ سن سکتا ہے (اور نہ ہی بول سکتا ہے) پھر کس طرح طلاق دے؟ فرمایا: اپنے ان افعال وحرکات سے جن سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ اسے ناپسند کرتا ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ گونگے آدمی کی طلاق یہ ہے کہ اپنی بیوی کے مقنعہ کو لے کر اس کے سر پر رکھے اور پھر اس سے علیحدہ ہو جائے۔ (اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کے گھر سے چلی جائے)۔ (الفروع، التہذیبین)

۳۔ یونس بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی گونگا شخص زمین پر لکھ دے کہ اس کی عورت کو طلاق ہے تو اگر یہ طہر میں ہو اور گواہوں کی موجودگی میں ہو۔ اور اس سے یہ سمجھا جائے کہ وہ طلاق کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کی یہ طلاق سنت کے مطابق متصور ہوگی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں قرائت (باب ۵۹) وغیرہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۰

صیغۂ طلاق کے سننے میں دو عادل گواہوں کا اکھٹے ہونا شرط ہے۔ اگر الگ ہو جائیں تو طلاق باطل ہوگی اور اگر طلاق دے مگر گواہ مقرر نہ کرے اور دوبارہ کرے تو پہلی طلاق باطل متصور ہوگی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابی نصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اس طہر میں طلاق دی جس میں اس سے مقاربت نہیں کی تھی۔ مگر گواہ صرف ایک پیش کیا۔ اور پانچ دن کے بعد دوسرا پیش کیا۔ تو؟ فرمایا: حکم یہ ہے کہ دونوں گواہ اکھٹے ہوں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے طلاق میں دو گواہوں کی تفریق (علیحدگی) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ہاں۔ اور وہ عدت گزارنا جو شروع کرے گی تو پہلے گواہ کی گواہی کے وقت سے۔ اور فرمایا: طلاق اس وقت تک نافذ نہ ہوگی جب تک دونوں گواہی نہ دیں۔ (التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ بظاہر یہ حدیث ضابطہ کے خلاف نظر آتی ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس تفریق سے مراد اداءِ شہادت میں تفریق ہے۔ نہ کہ وقت شہادت میں۔ نیز یہ احتمال بھی

ہے کہ یہ تقیہ پر محمول ہو۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد یہاں اور اقسام طلاق (باب ۱ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

طلاق کی صحت میں یہ شرط نہیں ہے کہ گواہوں سے کہا جائے کہ گواہ بنو۔ بلکہ ان کا صیغۂ طلاق کو سن لینا کافی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا: ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا تھا جو کہ حیض سے پاک ہو چکی تھی۔ وہ لوگوں کے ایک گروہ کے پاس گیا اور کہا: ﴿فلانة طالق﴾ مگر ان سے یہ نہیں کہا کہ گواہ رہنا۔ آیا طلاق واقع ہو جائے گی؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں جو اپنے عموم و اطلاق سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

دو گواہوں کی موجودگی میں دو یا دو سے زائد عورتوں کو طلاق دینا کافی ہے۔ خواہ ایک صیغہ کے ساتھ دی جائے یا دو یا دو سے زیادہ کے ساتھ بشرطیکہ گواہ ہر صیغہ کو سن لیں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے دو عادل گواہ حاضر کئے پھر اپنی دو بیویوں کو حاضر کیا جبکہ دونوں پاک تھیں اور اس نے ان سے (اس طہر میں) مجامعت بھی نہیں کی تھی۔ پھر گواہوں سے کہا تم گواہ رہنا کہ ﴿انّ امرتی هاتين طالق﴾ (میری ان دونوں بیویوں کو طلاق ہے) آیا اس طرح طلاق واقع ہو جائے گی؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ عمومی احادیث اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

طلاق کی صحت میں یہ شرط نہیں کہ گواہ مرد و عورت کو پہچانتے ہوں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک عقد (صیغۂ نکاح) کے ساتھ یا کہا ایک ہی مجلس میں چار عورتوں سے ازدواج کیا۔ مگر ان سب کے حق مہر الگ الگ تھے تو؟ فرمایا: اس کے لئے اور ان کے لئے جائز اور نافذ ہے۔ پھر عرض کیا کہ بعد ازاں وہ شخص کہیں دور دراز شہروں کی طرف چلا گیا۔ اور ان چار عورتوں میں سے ایک کو طلاق دے دی اور اس علاقہ کے ان لوگوں کو گواہ بنایا جو اس عورت کو پہچانتے نہیں تھے اور اس کی عدت گزرنے کے بعد علاقہ کی ایک عورت سے شادی کر لی۔ اور اس سے دخول کے بعد وہ شخص فوت ہو گیا۔ اب اس کی وراثت کس طرح تقسیم کی جائے گی؟ فرمایا: اگر اس کی کچھ اولاد ہے تو (چاروں بیویوں کا چونکہ آٹھواں حصہ ہے لہٰذا) جو اس کی آخری زوجہ ہے اسے آٹھویں حصہ میں سے چوتھا حصہ ملے گا۔ اور اگر اس عورت کے نام و نسب کا پتہ چل جائے جسے اس نے طلاق دی تھی تو اسے وراثت میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ اور اس پر عدت نہیں ہے۔ فرمایا: اور آٹھویں حصہ کے باقی تین حصے باقی تینوں بیوگان میں برابر تقسیم کئے جائیں گے اور ان سب پر عدت وفات گزارنا واجب ہوگی۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۴

جب کوئی مسافر سفر سے واپس آئے اور آتے ہی بیوی کو طلاق دے دے تو وہ اس وقت تک واقع نہیں ہوگی جب تک اسے معلوم نہ ہو جائے کہ وہ حیض سے پاک ہے اور اس نے اس سے مباشرت نہیں کی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص سال دو سال یا اس سے بھی زیادہ عرصہ تک اپنی بیوی سے غائب رہے۔ اور جب آئے اور اسے طلاق دینا چاہے اور وہ ایام حیض میں ہو۔ تو اسے اس وقت طلاق دے جب وہ پاک ہو جائے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حجاج خشاب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص جو کہ سفر میں

تھا۔ جب واپس اپنے شہر پہنچا تو دو گواہ بھی ہمراہ لیتا آیا۔ پس جب گھر کے دروازہ پر پہنچا اور بیوی اس کے استقبال کے لئے نکلی تو اس نے گواہوں کے روبرو اسے طلاق دے دی تو کیا اس طرح طلاق واقع ہو جائے گی؟

فرمایا: اس طرح طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ وہ عورت حائض تھی۔ یا اس طہر میں تھی جس میں شوہر نے اس سے مجامعت کی تھی۔ (واللہ اعلم والاول اوفق بسیاق الکلام)۔ اور پہلی حدیث اس بات کا قرینہ ہے۔

باب ۲۵

غائب شخص کی بیوی، صغیرۃ السن بیوی، غیر مدخولہ بیوی، حاملہ اور یائسہ بیوی کو ہر حالت میں طلاق دی جا سکتی ہے۔ اگرچہ حالت حیض میں ہوں یا اس طہر میں جس میں شوہر نے مجامعت کی ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جابر جعفی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ قسم کی عورتیں ایسی ہیں جن کو ہر حالت میں طلاق دی جا سکتی ہے: (۱) وہ بیوی جس کا حمل ظاہر ہو۔ (۲) غیر مدخولہ۔ (۳) جس کا شوہر غائب ہو۔ (۴) (جسے صغیرۃ السن ہونے کی وجہ سے) ہنوز حیض نہیں آتا۔ (۵) وہ جو (بڑھاپے کی وجہ سے) حیض سے مایوس ہو چکی ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم اور زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ قسم کی عورتیں وہ ہیں کہ جن کے شوہر ہر حالت میں ان کو طلاق دے سکتے ہیں: (۱) ظاہر الحمل عورت۔ (۲) صغیرۃ السن۔ (۳) پاک۔ (۴) جس کا شوہر غائب ہو۔ (۵) غیر مدخولہ۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۶ و ۲۷ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

غائب شوہر ایک ماہ کے بعد ماسوا بعض عورتوں کے اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے جبکہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ ہنوز اس طہر میں ہے جس میں اس سے مباشرت کی تھی یا حیض میں ہے؟ اگرچہ فی الواقع ایسا ہی ہو۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما

السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے پوچھا کہ غائب آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہر حالت میں اس کی طلاق جائز ہے...... اور اس کی بیوی طلاق والے دن سے عدت کا آغاز کرے گی۔ (الفروع)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب غائب آدمی اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہے تو اسے ایک مہینہ تک اپنی حالت پر چھوڑے (پھر طلاق دے)۔ (کتب اربعہ)

۳۔ محمد بن الحسن اشعری بیان کرتے ہیں ہمارے بعض دوستوں نے میرے ذریعہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط بھیجا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک مومنہ عورت کے شوہر نے کوئی غلط کام کیا اور بھاگ گیا۔ عورت کے بعض لواحقین نے اس کا پیچھا کیا۔ اور اسے جا پکڑا اور اس سے کہا کہ یا اپنی بیوی کو طلاق دے یا میں تمہیں واپس لے جاتا ہوں، اس پر اس نے طلاق دے دی اور خود چلا گیا۔ تو کیا عورت عقد ثانی کر سکتی ہے؟ امام علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے لکھا: بے شک شادی کر لے خدا تم پر رحم فرمائے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غائب شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ بعد میں پتہ چلا کہ ان دنوں وہ حائض تھی تو؟ فرمایا: طلاق نافذ ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ غائب کتنے عرصہ کے بعد اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے؟ فرمایا: پانچ ماہ، چھ ماہ۔ راوی نے عرض کیا: اس سے کم بھی کوئی حد ہے؟ فرمایا: تین ماہ۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

(چونکہ یہ روایت سابقہ اصول (ایک ماہ) کے بظاہر خلاف ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جسے تین، پانچ یا چھ ماہ میں ایک بار حیض آتا ہے۔ نیز یہ تاویل بھی ممکن ہے کہ ایک ماہ جواز اور تین سے چھ ماہ تک استحباب و احتیاط پر محمول کئے جائیں۔ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ و ۱۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۸ و باب ۲۶ و ۲۹ از عدد میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

حاملہ کی علی الاطلاق طلاق جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر مرادی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: حاملہ عورت کی طلاق ایک ہی ہے اور اس کی عدت وضع حمل ہے اور یہ اقرب الاجلین ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حاملہ عورت کو صرف ایک طلاق دی جائے گی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۰ از اقسام طلاق و باب ۹ و ۱۰ و ۱۱ از عدد میں) آئیں گی انشاء اللہ۔

باب ۲۸

جب کوئی حاضر شخص اپنی زوجہ کی حالت معلوم نہ کر سکتا ہو تو غائب کی طرح ایک ماہ کے بعد اسے طلاق دے سکتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا: ایک شخص نے ایک عورت سے پوشیدہ شادی کی جو کہ اپنے خاندان میں رہتی ہے۔ اور اب اسے طلاق دینا چاہتا ہے لیکن چونکہ اس کی اس تک رسائی نہیں ہے اس لئے معلوم نہیں کر سکتا کہ وہ حائض ہے یا پاک ہے تو وہ کس طرح طلاق دے؟ فرمایا: یہ شخص بمنزلۂ غائب کے ہے وہ مہینوں کے اعتبار سے طلاق دے گا۔ پھر عرض کیا: اگر وہ کبھی اس تک پہنچ سکتا ہو اور کبھی نہ۔ تو وہ کس طرح طلاق دے؟ فرمایا: جب اسے اس تک نہ پہنچے ایک ماہ گزر جائے۔ تو دوسرے مہینہ کے آغاز پر گواہوں کے روبرو طلاق دے سکتا ہے۔ اور اس مہینہ کو ضبط تحریر میں لائے اور دو گواہ مقرر کرے۔ پس جب تین ماہ گزر جائیں گے تو وہ اس کی طلاق بائن ہو جائے گی رجوع نہیں کر سکے گا۔ اور چاہے گا تو خِطبہ (منگنی کر سکے گا) اور عدت کے ان تین مہینوں میں اس کا نان ونفقہ اس پر واجب ہوگا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حسن بن علی بن کیسان بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں ایک شخص کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے عامہ کی ایک عورت سے شادی کی اور اب اسے طلاق دینا چاہتا ہے مگر وہ طلاق کے اندیشہ کے تحت اس سے چھپاتی ہے کہ وہ حیض میں ہے یا پاک ہے تو؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ تین ماہ اس ... پھر طلاق دے دے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ تین ماہ کی مدت استحباب و احتیاط پر مبنی ہے۔ یا اس عورت پر محمول ہے جسے تین ماہ میں ایک بار حیض آتا ہے۔ والاول انسب۔ واللہ اعلم۔

باب ۲۹

جو شخص دو بار یا تین بار یا اس سے زیادہ بار طلاق دے اور پھر رجوع نہ کرے تو اگر وہ مقررہ شرائط کے مطابق ہے تو ایک شمار ہوگی ورنہ باطل ہوگی۔

(اس باب میں کل تیس حدیثیں ہیں جن میں سے اٹھارہ مکررات کو قلمزد کر کے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر اسدی، محمد بن علی حلبی اور عمر بن حنظلہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو تین طلاقیں عدت میں (تین ماہ میں) نہ دی جائیں (بلکہ ایک ہی مجلس میں دی جائیں) وہ ایک شمار ہوں گی بشرطیکہ طہر میں دی جائیں اور اگر طہر میں نہیں دی گئیں تو پھر کچھ بھی نہیں ہیں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک ہی نشست میں اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں جبکہ وہ پاک تھی تو؟ فرمایا: وہ صرف ایک طلاق شمار ہوگی۔ (اس طرح بائن نہیں بنے گی)۔ (الفروع)

۳۔ کلبی نسّابہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تجھے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر طلاق ہے تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے! کیا تو نے سورۂ طلاق نہیں پڑھی؟ عرض کیا: پڑھی ہے؟ فرمایا: پڑھ! پس میں نے پڑھا: ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ﴾ (ان کو عدت کے اندر طلاق دو۔ اور پھر عدت کو شمار بھی کرو)۔ فرمایا: کیا یہاں آسمانی ستاروں کا کوئی تذکرہ ہے؟ عرض کیا: نہیں! پھر عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے (ایک ہی نشست میں کہا) تجھے تین طلاقیں ہیں تو؟ فرمایا: اسے کتاب خدا اور سنت رسول کی طرف لوٹایا جائے گا۔ (یعنی اسے ایک طلاق تصور کیا جائے گا)۔ پھر فرمایا: طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (اصول کافی)

۴۔ عمرو بن براء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص (ایک نشست میں) ایک بار یا سو بار طلاق دے وہ ایک ہی متصور ہوتی ہے اور آپ سے اور آپ کے آباء اجداد علیہم السلام سے بھی یہی بات ہم تک پہنچی ہے تو؟ (یہ کہاں تک صحیح ہے؟)

فرمایا: بات اسی طرح ہے جس طرح تم تک پہنچی ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو محمد وابشی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دینے کے لئے وکیل بنایا اور اس سے کہا کہ وہ سنت کے مطابق اسے طلاق دے دے تو اس نے ایک ہی نشست میں تین طلاقیں دے دیں تو؟ فرمایا: اسے سنت کی طرف لوٹایا جائے گا۔ پس جب تین ماہ یا تین طہر گزر جائیں گے تو ایک طلاق کی بنا پر وہ اس سے علیحدہ ہو جائے گی۔ (التہذیب، الاستبصار)

۶۔ ابو ایوب خزاز بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں تو؟ فرمایا: پس اسے بائن طلاق ہوگئی۔ وہ چلا گیا۔ ایک دوسرا شخص حاضر ہوا۔ اس نے بھی یہی مسئلہ دریافت کیا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ تین طلاقیں ایک طلاق سمجھی جائے گی۔ پھر ایک اور شخص حاضر ہوا۔ اور اس نے بھی یہی سوال کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ کوئی طلاق نہیں ہے! پھر امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تم کیا سمجھتے ہو! عرض کیا: یہ کس طرح ہے؟ (سوال ایک اور جواب تین؟) فرمایا: جو شخص سنت کے مطابق تین بار (ہر ماہ ایک بار) طلاق دے وہ تیسری بار بائن ہو جائے گی۔ (یہ پہلے سوال کا جواب ہے)۔ اور جو شخص ایک ہی طہر میں یکبارگی تین طلاقیں دے تو وہ ایک سمجھی جائیگی (یہ دوسرے شخص کے سوال کا جواب ہے)۔ اور جو شخص طہر کے علاوہ تین طلاقیں دے تو اس کی طلاقیں کالعدم متصور ہوں گی۔ (یہ تیسرے شخص کے سوال کا جواب ہے)۔ (ایضاً)

۷۔ یہی سابقہ روایت ابن اشیم کی زبانی مختصر البصائر کے حوالہ سے قدرے تفصیل اور بڑے طمطراق کے ساتھ مروی ہے۔ کہ میرے اوپر گھر تیرہ و تاریک ہوگیا۔ اور میں حیران و پریشان ہوگیا کہ ایک سوال اور جواب تین یہ کس طرح ہوسکتا ہے؟ امام علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تمہیں شیطان رجیم نے شک وشبہ میں ڈال دیا ہے۔ اصل حقیقت یوں ہے: پھر اس سابقہ تفصیل کے ساتھ امام علیہ السلام نے اس اختلاف کی جب نشاندہی فرمائی۔ تو ابن اشیم کی تشفی ہوگئی۔ آخر میں امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابن اشیم! شک نہ کرو۔ یہ سارے جواب برحق ہیں۔ (مختصر البصائر)

۸۔ حسن بن زیاد الصیقل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ایک نشست میں تین طلاقیں دے تم اس کے گواہ نہ بنو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کا ایک مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ چونکہ

طلاق کا یہ طریقہ غیر شرعی [1] ہے اس لئے اس میں شرکت نہیں کرنی چاہیے۔

۹۔ عمر بن حنظلہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! ان عورتوں سے بچو جن کو ایک بزم میں تین طلاقیں دی جائیں کیونکہ وہ دراصل شوہردار ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب حیض میں طلاق دی جائے۔ اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ اس سے مراد عامہ کی طلاق مراد ہے اور وہ طہر کی شرط عائد نہیں کرتے یا ممکن ہے کہ اسے اس صورت پر محمول کیا جائے کہ جب طلاق کو کسی شرط پر معلق کیا جائے۔

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون کے نام خط میں لکھا کہ جب کسی عورت کو عدت میں (ہر ماہ میں ایک بار) تین بار طلاق دی جائے (اور ہر بار رجوع کرکے پھر طلاق دی جائے)۔ تو تیسری طلاق کے بعد حرام ہو جائے گی اور جب تک محلّل سے عقد نہیں کرے گی اس وقت تک پہلے شوہر پر حلال نہیں ہوگی۔ (عیون الاخبار، الخصال)

۱۱۔ جناب سعد بن ھبۃ اللہ راوندی باسناد خود ہارون بن خارجہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اپنی عورت کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی ہیں گو میرے اصحاب تو یہ کہتے ہیں کہ یہ کچھ نہیں (بائن نہیں ہے)۔ مگر عورت کہتی ہے کہ جب تک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نہیں پوچھوگے تب تک میں راضی نہیں ہوں گی (لہٰذا رجوع ہو سکتا ہے) فرمایا: اپنی اہلیہ کی طرف رجوع کرو۔ تم پر کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ (الخرائج)

۱۲۔ جناب احمد بن عیسیٰ اپنے نوادر میں باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو ایک ہی نشست میں تین طلاقیں دی ہیں اس سے کہا گیا کہ یہ ایک طلاق متصور ہوگی! چنانچہ اس نے رجوع کرتے ہوئے زوجہ سے کہا کہ تو میری زوجہ ہے۔ مگر

---

[1] طلاق کے بارے میں خداوند عالم کا واضح ارشاد ہے: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ (بقرہ، ع ۱۴، پ ۲) وہ طلاق (جس کے بعد رجوع ہو سکتا ہے) دو طلاقیں ہیں (جو دو دفعہ دی جائیں) ان کے بعد یا تو دستور کے مطابق زوجیت میں رکھا جائے یا حسن سلوک کے ساتھ رخصت کر دیا جائے۔ مطلب واضح ہے کہ طلاق یکے بعد دیگرے دو بار دینی چاہیے درمیان میں رجوع کی گنجائش ہے نہ یہ کہ لفظ طلاق دو بار کہہ دیا جائے چنانچہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حین حیات میں اور عہد ابوبکر میں اور جناب عمر کی خلافت کے پہلے دو سالوں میں ایسا ہی ہوتا تھا اس کے بعد انہوں نے کسی خاص مصلحت کے ماتحت یکبارگی دی جانے والی تین طلاقوں کو ان تین طلاقوں کا قائمقام قرار دے دیا جو تین ماہ کی مدت میں دی جاتی تھیں۔ ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، جلد ۲، صفحہ ۴۷۷/۴۷۸، طبع مصر۔ ایسا ہی سنن بیہقی، جلد ۷، صفحہ ۳۳۶ اور مسند امام احمد حنبل، جلد ۱، صفحہ ۳۱۴ میں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

وہ اس پر راضی نہیں ہوتی تو؟ فرمایا: اس کے شوہر کے سوا کوئی اور شخص اس سے عقد و ازدواج نہیں کر سکتا (کیونکہ وہ شوہر دار ہے)۔ (نوادر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۶ از مما یحرم بالمصاحرہ، یہاں باب ۷ و ۸ و ۱۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۰ و ۴۱ میں اور باب ۱ از طلاق میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

جب مخالف (مذہب) کا یہ عقیدہ ہو کہ ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں بائن واقع ہو جاتی ہیں یا حیض میں طلاق واقع ہو جاتی ہے یا طلاق کی قسم کھانے سے یا اس قسم کے کسی اور طریقہ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے تو قاعدۂ الزام کے تحت اسے پابند کیا جائے گا (اور اسکے مطابق عمل کیا جائے گا)۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بعض اصحاب کے ہاتھ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط بھیجا۔ جس کا آنجناب علیہ السلام نے اپنے خط مبارک سے جواب لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ تم نے اپنی بیٹی اور اس کے شوہر کے بارے میں اور اس کے بار بار طلاق کی قسم کھانے اور اسے توڑنے کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے میں نے اسے سمجھ لیا ہے پس اگر وہ ہمارا موالی ہے اور ہمارا ہم مذہب ہے تو اس کی طلاق درست نہیں ہے کیونکہ اس نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جسے وہ نہ جانتا ہو۔ اور اگر وہ ہمارا موالی نہیں ہے اور نہ ہی ہمارا ہم مذہب ہے تو پھر اپنی بیٹی کو اس سے علیحدہ کر لو کیونکہ اس نے (طلاق کی قسم کھا کر) علیحدگی کا ارادہ کیا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عبد الرحمٰن بصری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ (ہمارے عقیدہ کے مطابق) ایک عورت کو خلاف سنت طریقہ پر طلاق دی گئی ہے تو؟ فرمایا: اسے شوہر کے بغیر نہ چھوڑا جائے۔ بلکہ (دوسری جگہ) اس کی شادی کر دی جائے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن ابی حمزہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جس عورت کے خلاف سنت طریقہ پر طلاق دی گئی ہو آیا کوئی شخص اس سے شادی کر سکتا ہے؟ فرمایا: ان لوگوں کو اسی چیز کا الزام دو جس کا انہوں نے خود التزام کیا ہے اور ان کی مطلقہ عورتوں سے شادی کرو۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جعفر بن سماعہ سے کسی نے پوچھا: کیا میں اس عورت سے شادی کر سکتا ہوں جسے مسنون طریقہ کے خلاف طلاق دی گئی ہے؟ کہا: ہاں! سائل نے کہا کہ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ علی بن حنظلہ نے (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے روایت کی ہے کہ خبردار! ان عورتوں سے اجتناب کرنا جن کو خلافِ سنت تین طلاقیں دی گئی ہیں۔ کیونکہ وہ شوہردار ہیں! کہا: بیٹا! علی بن ابی حمزہ کی روایت نے (جوانہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ جو اوپر مذکور ہے)۔ اس نے لوگوں کو بڑی وسعت دے دی ہے۔ جس میں آپؑ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو اس چیز کا الزام دو (پابند کرو) جس کا خود انہوں نے التزام کیا ہے۔ (لہٰذا ان کے عقیدہ کے مطابق چونکہ یہ طلاق صحیح بھی ہے اور بائن بھی) اس لئے تم ان عورتوں سے شادی کر سکتے ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جعفر بن محمد علوی اپنے باپ (محمد علوی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے ان عورتوں کے بارے میں سوال کیا جن کو (ایک مجلس میں) تین طلاقیں دی جائیں؟ فرمایا: تمہاری اس طرح کی مطلقہ دوسروں کے لئے حلال نہیں ہے۔ مگر دوسروں کی اس طرح کی مطلقہ تمہارے لئے حلال ہے۔ کیونکہ تم ان تین طلاقوں کو صحیح نہیں جانتے جبکہ وہ اسے صحیح جانتے ہیں۔
(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، معانی الاخبار، علل الشرائع)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن طاؤس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اپنے ایک بھتیجے سے اپنی بیٹی کی شادی کی ہے جو کہ شراب پیتا ہے اور طلاق کا بکثرت ذکر کرتا ہے تو؟ فرمایا: اگر وہ تمہارا (دینی) بھائی ہے (ہم عقیدہ ہے) تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر وہ ان لوگوں (مخالفین) میں سے ہے تو پھر اپنی بیٹی کو اس سے علیحدہ کر لو۔ (کیونکہ اس نے طلاق کا ذکر کر کے) علیحدگی کا ارادہ کیا ہے (جو کہ ہوگئی ہے)۔ راوی نے عرض کیا: کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مروی نہیں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جن عورتوں کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی جائیں ان سے اجتناب کرنا کیونکہ وہ شوہردار ہیں؟ فرمایا: یہ ان مطلقات کے بارے میں ہے جنہیں تمہارے بھائی بند (مومن) طلاق دیں۔ نہ وہ جن کو وہ لوگ طلاق دیں۔ کیونکہ جو شخص جس قوم کا دین رکھتا ہے اس پر اسی قوم کے احکام لاگو ہوں گے۔ (عیون الاخبار، معانی الاخبار، رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۱ اور باب ۴ از میراث اخوہ اور قسم کا حکم باب ۳۲ از ایمان میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

جس عورت کو سنت کے خلاف طلاق دی جائے اور شرائط کی موجودگی میں اس کے شوہر سے کہا جائے کہ کیا تو نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے؟ اور وہ کہے ہاں۔ تو طلاق صحیح واقع ہو جائے گی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے (ایک ہی نشست میں) اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں اور اس سے کوئی شخص شادی کرنا چاہتا ہے تو وہ کس طرح کرے؟ فرمایا: اس کے خاوند کے پاس جائے۔ اور اس سے پوچھے کہ کیا تو نے فلانہ (اپنی بیوی) کو طلاق دے دی ہے؟ پس اگر وہ کہے کہ ہاں۔ تو پھر تین ماہ تک اسے اپنے حال پر چھوڑ دے بعد ازاں اس کا رشتہ طلب کر سکتا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب طلاق دینے والا مخالف نہ ہو (بلکہ اپنا ہم مذہب ہو) کیونکہ سابقہ باب میں گزر چکا ہے کہ قاعدۂ الزام کے تحت ان کی ایسی مطلقات سے عقد و ازدواج کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۲۔ اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک ایسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے جسے (خلاف سنت) تین طلاقیں دی گئی ہیں۔ وہ کیا کرے؟ فرمایا: (طلاق کے بعد) اسے اپنی حالت پر چھوڑ دے یہاں تک کہ اسے حیض آئے اور اس سے پاک ہو جائے۔ پھر دو مرد (گواہ) ہمراہ لے کر اس کے شوہر کے پاس جائے۔ اور اس سے کہے کہ کیا تو نے فلانہ کو طلاق دے دی ہے؟ پس اگر وہ کہہ دے ہاں۔ تو پھر اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ تین ماہ گزر جائیں۔ بعد ازاں اس کا رشتہ طلب کر سکتا ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب المصاحرہ (نمبر ۳۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۲

طلاق کے صحیح ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ طلاق دینے والا بالغ ہو۔ پس بچہ کی طلاق صحیح نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی عمر دس سال ہو۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الصباح کنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بچہ کی طلاق کوئی چیز نہیں ہے (صحیح نہیں ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابن ابی عمیر بعض حضرات سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بچہ جب دس سال کا ہو جائے تو اس کی طلاق نافذ ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بچے اور مخمور کی طلاق صحیح نہیں ہے۔ (الفروع)

۴۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے نابالغ بچے کی طلاق اور اس کے صدقہ و خیرات دینے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب سنت کے مطابق طلاق دے۔ اور صدقہ بھی دے تو برمحل صرف کرے (یعنی دس سالہ طفل ممیز ہو) تو پھر نافذ ہے۔ اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ از عقد العبید، باب ۱۴ از بیع، باب ۱۵ از وقوف اور باب ۶ از عقد نکاح میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۶ میں) اور میراث ازواج (باب ۱۱) میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

باپ کیلئے اپنے چھوٹے بچے کا عقد و ازدواج تو جائز ہے مگر وہ اس کی طرف سے طلاق نہیں دے سکتا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن عبدالملک سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا باپ اپنے چھوٹے بچے کا عقد نکاح کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: کیا وہ (بیٹے کی طرف سے) طلاق بھی دے سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب النکاح (باب ۶) اور باب المہور (نمبر ۲۸) اور اب وجد کی ولایت کے باب میں گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب المیراث نمبر ۱۱ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

صحت طلاق کی ایک شرط کامل العقل ہونا بھی ہے لہذا دیوانہ اور ناقص العقل آدمی کی طلاق صحیح نہیں ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خالد قماط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایسا (کم عقل) ہے کہ کبھی تو اس کی رائے پہچانی جاتی ہے (ٹھیک ہوتی ہے) اور کبھی نہیں پہچانی جاتی (غلط ہوتی ہے) آیا اگر اس کا ولی طلاق دے تو نافذ ہے؟ فرمایا: وہ خود کیوں نہیں دیتا؟ عرض کیا کہ ایک تو وہ (کم عقلی کی وجہ سے) طلاق کے حدود و قیود کو نہیں جانتا۔ دوسرے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آج طلاق دے اور کل مکر جائے اور کہے کہ میں نے کوئی طلاق نہیں دی؟ فرمایا: پھر تو وہ (ولی) بمنزلۂ امام کے ہے (دے سکتا ہے)۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کم عقل اور احمق کی طلاق نافذ ہے؟ فرمایا: نہ۔ عرض کیا: اگر کوئی عورت ایسی ہو تو اس کا خرید و فروخت کرنا۔ اور صدقہ دینا جائز ہے؟ فرمایا: نہ۔ (کتب اربعہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن جریر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی مخمور شخص طلاق دے یا غلام آزاد کرے، یا شادی کرے تو جائز ہے؟ فرمایا: جائز نہیں ہے۔ (التہذیب)

۴۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا کوئی معتوہ (ناقص العقل) آدمی کی طلاق نافذ ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

(چونکہ یہ روایت بظاہر دوسری روایات کے منافی ہے، اس لئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے دو معنوں پر محمول کیا ہے (۱) اس سے مراد ناقص العقل ہے نہ کہ فاقد العقل۔ (۲) جب کہ اس کا ولی طلاق دے۔ نیز فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ از مقدمۂ عبادات، باب ۲۶ از ترک حج اور باب ۲۴ از عقد بیع میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب العتق (نمبر ۱۰) میں آئیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۳۵

دیوانہ کا ولی و سرپرست اس کی طرف سے طلاق دے سکتا ہے جبکہ مجنون کی اس میں مصلحت ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود شہاب بن عبد ربہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ معتوہ (ناقص العقل) جو عمدہ طریقہ پر طلاق نہیں دے سکتا۔ اس کا ولی شرعی اس کی جانب سے مسنون طریقہ پر طلاق دے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ (ولی) ایک ہی نشست میں تین طلاقیں دے دے تو پھر؟ فرمایا: اسے سنت کی طرف لوٹایا جائے گا۔ پس جب تین ماہ یا تین طہر گزر جائیں گے تو ایک ہی طلاق

کی وجہ سے اس سے علیحدہ ہو جائے گی۔ (الفروع)

۲۔ ابو خالد قماط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے معتوہ (ناقص العقل) کی طلاق کے بارے میں فرمایا: اس کا ولی اس کی طرف سے طلاق دے گا۔ کیونکہ میں اسے بمنزلہ امام جانتا ہوں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۴ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۶

مخمور (نشہ والے آدمی) کی دی ہوئی طلاق باطل ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سکران (نشہ میں دھت) کی طلاق کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: نافذ نہیں ہے اور نہ ہی اس کی کوئی عزت ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابوالصباح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سکران آدمی کی طلاق کچھ بھی نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۲ و ۳۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب العتق نمبر ۲۱ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۷

طلاق کی صحت میں ایک شرط یہ ہے کہ طلاق دینے والا اپنے ارادہ و اختیار سے دے لہٰذا مجبور و مکرہ اور مضطر کی طلاق صحیح نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس شخص کی طلاق اور غلام آزاد کرنے کے بارے میں سوال کیا۔ جسے طلاق دینے اور غلام آزاد کرنے پر مجبور کیا جائے؟ فرمایا: نہ اس کی طلاق صحیح ہے اور نہ اس کا غلام آزاد کرنا درست ہے! پھر عرض کیا: کہ میں کاروباری آدمی ہوں۔ بعض اوقات ایک چنگی والے شخص کے پاس سے گزرتا ہوں (جو ناجائز ٹیکس وصول کرتا ہے) اور میرے پاس مال ہے تو؟ فرمایا: جس طرح بھی ممکن ہے اسے کہیں اِدھر اُدھر رکھ کر چھپالو۔ عرض کیا کہ اگر وہ (جبراً) مجھے

بیوی کی طلاق یا غلام کی آزادی کی قسم دے تو؟ فرمایا: بے شک کھا لے۔ (کہ یہ نافذ نہیں ہے)۔ بعد ازاں امام علیہ السلام نے کھجور کا ایک دانہ اٹھایا اور اس پر اپنے سامنے رکھا ہوا[1] گھی لگایا۔ اور فرمایا: مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ ان کے لئے (مجبوراً) طلاق وعتاق کی قسم کھاؤں یا کھجور کا یہ دانہ کھاؤں۔ (الفروع)

۲۔ یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جبر و اکراہ سے نہ طلاق واقع ہوتی ہے اور نہ قطع رحمی کرنے کے بارے میں قسم نافذ ہوتی ہے۔ (یہاں تک فرمایا) طلاق اس صورت میں ہوتی ہے کہ جب بلا جبر و اکراہ اور بلا اضطرار بلکہ اپنے ارادہ و اختیار سے دی جائے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۸ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۸

جو شخص قلبی عزم و ارادہ کے بغیر محض گھر والوں کی مدارت (اور رعایت) کی خاطر طلاق دے تو اس طرح سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا جبکہ وہ مقام ''عریض'' میں تشریف فرما تھے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں نے ایک عورت سے شادی کی جو مجھ سے محبت کرتی تھی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد جبکہ میری اس سے ایک بیٹی بھی تھی۔ میں نے (کوفہ میں) اپنے ماموں کی بیٹی سے دوسری شادی کر لی۔ اور جب لوٹ کر بغداد گیا۔ (جہاں پہلی بیوی رہتی تھی) تو اسے ایک طلاق دے دی۔ پھر رجوع کر لیا۔ پھر دوبارہ طلاق دی مگر پھر رجوع کر لیا۔ بعد ازاں اس سفر میں نکلا۔ اور جب کوفہ پہنچا تو چاہا کہ اپنے ماموں کی بیٹی (دوسری بیوی) کو دیکھتا جاؤں۔ مگر میری بہن اور خالہ نے کہا کہ بخدا جب تک فلانہ (پہلی بیوی) کو (تیسری بار بائن) طلاق نہ دو۔ تب تک اسے

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء باب اولیات عمر بن الخطاب میں اور فاضل شبلی نعمانی نے الفاروق میں اور دیگر علماء نے اپنی کتابوں میں صراحۃً لکھا ہے کہ پہلے پہل چنگیات کا محکمہ جناب عمر بن الخطاب نے اپنے دور خلافت میں قائم کیا۔ ورنہ اسلامی تعلیمات اور بانی اسلام کی سیرت و کردار میں اس کے جواز کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ کہ کوئی شخص اپنا جائز مال شہر کی حدود سے باہر لے جانا چاہے یا شہری حدود کے اندر لانا چاہے تو پہلے ٹیکس ادا کرے۔ اسی لئے ائمہ اہل بیتؑ نے اس تاوان سے بچنے کیلئے کوئی مناسب تدبیر اختیار کرنے حتیٰ کہ اپنے مال کی حفاظت کے لئے غلط بیانی کرنے کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نہیں دیکھ سکتے۔ میں نے ان سے کہا: بخدا میں اسے طلاق نہیں دے سکتا۔ میری اس سے بیٹی بھی تھی اور چار دن پہلے میں وہاں سے نکلا تھا۔ مگر انہوں نے اسے تین طلاقیں دینے پر اصرار کیا۔ چنانچہ میں نے ان کی خاطر اسے طلاق دے تو دی مگر میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ بخدا میں نے طلاق کی نیت اور ارادہ سے طلاق نہیں دی تو؟ منصور بیان کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام کافی دیر تک سر جھکائے بیٹھے رہے۔ بعد ازاں سر بلند کیا اور تبسم فرما کر فرمایا: تمہارے اور تمہارے خدا کے درمیان تو طلاق واقع نہیں ہوئی (لہٰذا وہ بدستور تمہاری بیوی ہے) لیکن اگر یہ لوگ (عدالت میں) تمہیں حاکم کے پاس لے گئے تو وہ تمہیں اس سے علیحدہ کر دے گا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ و ۳۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۹

طلاق کے واقع ہونے میں بذاتِ خود دینا شرط نہیں ہے بلکہ اس میں وکالت صحیح ہے اور اگر (شوہر) دو آدمیوں کو وکیل بنائے تو پھر کوئی بھی طلاق نہیں دے سکتا۔ بلکہ دونوں کا اکھٹے طلاق دینا صحیح ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید اعرج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کیلئے ایک شخص کو وکیل بناتے ہوئے کہا کہ گواہ رہو کہ میں نے فلانہ (اپنی بیوی) کا معاملہ فلاں (وکیل) کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ اور وہ (وکیل) اسے طلاق دے دیتا ہے آیا وہ نافذ ہوگی؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (جناب امیرؑ کے عہد میں) ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بارے میں دو شخصوں کو وکیل بنایا، اور ان میں سے ایک نے طلاق دے دی مگر دوسرے نے اسے نافذ کرنے سے انکار کر دیا۔ جب حضرت امیرؑ کی طرف رجوع کیا گیا تو آپؑ نے اسے نافذ کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا جب تک دونوں مل کر نہ دیں تب تک ایک کی طلاق نافذ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو ہلال رازی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو اپنی زوجہ کو طلاق دینے کے لئے وکیل بنایا اور اس سے کہا کہ جب وہ حیض سے پاک ہو تو اسے طلاق دے دے۔ لیکن وہ آدمی (وکیل) چلا گیا۔ تو اس شخص کا طلاق دینے کا ارادہ بدل گیا۔ اور گواہوں کے روبرو کہا کہ وہ اس (وکالت) کو باطل قرار دیتا ہے تو؟ فرمایا: اسے چاہئے کہ وہ گھر والوں کو اور وکیل کو بھی اس کی اطلاع دے دے۔ (ایضاً)

۴۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طلاق میں وکالت جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

(چونکہ یہ روایت حسب ظاہر سابقہ روایات کے منافی ہے اس لئے اس کی تاویلات کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی چند تاویلیں کی ہیں (۱) یہ اس شوہر کے ساتھ مخصوص ہے جو حاضر ہو اور سابقہ غائب کے ساتھ (۲) یہ محمول بر تقیہ ہے۔ (۳) کراہت پر محمول ہے۔ (۴) یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب وکیل کو عورت کے طہر کا علم نہ ہو۔ (۵) اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف وکالت کا دعویٰ کرنے سے وکالت ثابت نہیں ہوتی جب تک اس کا ثبوت نہ ہو۔ (واللہ اعلم)۔ نیز فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے وکالت اور قسم ونشوز کے ابواب (باب ۱۰، ۱۲، ۱۳) میں اور یہاں (باب ۲۹ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۰

وہ عورت جس کی (حیض کی کیفیت) مشکوک ہے جو مدخولہ ہو جسے کسی وجہ سے حیض نہیں آتا حالانکہ وہ اس سن و سال میں ہے کہ اسے حیض آنا چاہئے۔ اسے تین ماہ سے پہلے طلاق دینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن ابی یزید عطا سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت کی حالت مشکوک ہے۔ یعنی اسے نہ حمل ہوتا ہے اور نہ ہی حیض آتا ہے حالانکہ وہ اس سن و سال میں ہے کہ جسے حمل بھی ہونا چاہئے اور حیض بھی آنا چاہئے۔ اور اس کا شوہر اس سے دخول کرتا ہے تو اگر وہ اسے طلاق دینا چاہئے تو کس طرح دے؟ فرمایا (دخول کے بعد) تین ماہ کے بعد دے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۵ از عدد میں) آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۱

جو شخص اپنی عورت کو (اس کے پاس رہنے یا آزاد ہونے میں) اختیار دے اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی اگرچہ وہ اپنی آزادی کو اختیار بھی کرے۔ ہاں اگر وہ اسے (زوجہ کو) اپنی طلاق میں اپنی طرف سے وکیل بنائے اور وہ مقررہ شرائط کے ساتھ طلاق دے تو پھر جائز ہے۔

(اس باب میں کل انیس حدیثیں ہیں جن میں سے گیارہ مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اختیار کے بارے میں دریافت کیا؟ فرمایا: کیسا اختیار؟ کون سا اختیار؟ یہ تو صرف حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھا۔ وبس! (الفروع)

۲۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی

عورت کو اختیار دیا اور اس نے اپنی ذات کو (علیحدگی کو) اختیار کر لیا۔ کیا وہ اس سے علیحدہ ہو جائے گی؟ فرمایا: نہیں۔ (پھر فرمایا) یہ اختیار صرف اور صرف حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھا جنہوں نے اپنی بیویوں کو یہ اختیار دیا تھا۔ اور اگر وہ اپنی ذات (علیحدگی) کو اختیار کرتیں تو یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں طلاق دے کر فارغ کر دیتے (مگر انہوں نے ایسا نہ کیا) یہ ہے خداوند عالم کا ارشاد ﴿قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن محرز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا کہ ایک شخص اپنی عورت سے کہتا ہے کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو؟ فرمایا: یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ جبکہ خدا فرماتا ہے: ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ (کہ مرد عورتوں پر قیم (حاکم وسرپرست) ہیں۔ لہٰذا یہ (اختیار) کوئی چیز نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حمران (بن اعین) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس عورت کو اختیار دیا جائے وہ اسی وقت علیحدہ ہو جاتی ہے۔ اور ان کی باہمی وراثت بھی ختم ہو جاتی ہے کیونکہ وہ اختیار ملتے ہی شوہر سے بائن ہو جاتی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

(اس مضمون کی اور بھی کچھ حدیثیں کتاب کے متن میں درج ہیں۔ جو کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہیں۔ چنانچہ اس قسم کی تمام روایات کے بارے میں) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان روایات کو تقیہ پر محمول کیا ہے (کیونکہ مخالفین کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے۔ اور اختلاف روایات کے وقت اصول درایت کے مطابق عمل اس روایت پر کیا جاتا ہے۔ جو مخالفین کے نظریہ کے خلاف ہو اور موافق کو تقیہ پر محمول کیا جاتا ہے)۔ یہ بھی امکان ہے کہ یہ نبی و امام کے ساتھ مخصوص ہو اور ائمہؑ نے اس عنوان سے اس کا تذکرہ کیا ہو۔ یا ان کا مفہوم یہ ہے کہ شوہر اس عنوان سے اپنی بیوی کو اپنی طلاق دینے میں اپنی طرف سے وکیل بنائے۔ یا پھر اس صورت پر محمول ہیں کہ شوہر بیوی کو یہ (غلط) اختیار دینے کے بعد خود طلاق دے کر فارغ کر دے۔ واللہ اعلم۔

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شوہر اپنی زوجہ کو عدت (طہر) سے پہلے اور دو گواہوں کے بغیر اختیار دے تو یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ یہ اختیار اسے طہر میں دے اور دو گواہوں کے روبرو دے تو اسے یہ اختیار حاصل ہے جب تک

وہاں ایک دوسرے سے الگ نہ ہو جائیں۔ پس اگر وہ علیحدگی کو اختیار کرے تو یہ ایک طلاق سمجھی جائے گی۔ اور شوہر رجوع کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اور اگر شوہر کو پسند کرے تو پھر یہ طلاق نہیں ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس روایت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ شوہر نے اپنی بیوی کو اپنی طرف سے طلاق میں وکیل بنایا ہے اور دوسرے مذکورہ بالا احتمالات کی بھی گنجائش ہے۔

۶۔ حلبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ شوہر نے اپنی بیوی کو، یا اس کے باپ، یا اس کے بھائی کو یا اسکے کسی اور ولی کو اختیار دیا ہے تو؟ فرمایا: جب عورت راضی ہو تو یہ سب برابر ہیں۔ (ایضاً)

(اس حدیث سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں اختیار سے مراد وکالت ہے نہ کچھ اور؟)

۷۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (عام) عورتوں کا اختیار سے کیا واسطہ؟ یہ تو ایک چیز ہے جسے خدا نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مختص کر دیا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر (حمیریؒ) باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے صرف اتنا کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو مجھ سے علیحدہ ہو جائے۔ یہ کہہ کر دونوں علیحدہ ہو گئے۔ اس پر کچھ ہے؟ فرمایا: اس پر (یہ کہنے سے) کچھ بھی عائد نہیں ہے ہوتا وہ عورت بدستور سابق اس کی بیوی ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۶ و ۲۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ از خلع میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

طلاق شوہر کے ہاتھ میں ہے نہ کہ بیوی کے ہاتھ میں اور اگر کوئی شخص عقد کے ضمن میں یہ شرط مقرر کرے کہ طلاق عورت کے ہاتھ میں ہوگی تو یہ شرط باطل ہوگی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن بکیر سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ حق مہر عورت نے (حسب منشا) مقرر کیا۔ اور اس نے شوہر سے یہ شرط منوائی کہ مجامعت اور طلاق اس (عورت) کے ہاتھ میں ہوگی تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: شوہر نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے۔ اور یہ معاملہ اس کے ہاتھ میں دیا ہے جو اس کا اہل نہیں ہے۔ اور پھر امام علیہ السلام نے فیصلہ یہ دیا ہے کہ حق مہر شوہر پر واجب ہے۔ اور مجامعت اور طلاق کا حق بھی اس کے قبضہ میں ہے۔ اور یہی سنت ہے۔ (الفروع وغیرہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۴۱ میں) اور ابواب مہور (نمبر ۲۹) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۴ میں اور خلع باب ۱۶ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

جب غلام کی زوجہ آزاد عورت ہو یا کنیز ہو مگر اس کے آقا کی نہ ہو تو پھر تو طلاق غلام کے ہاتھ میں ہے لیکن اگر اس کی زوجہ اس کے آقا کی کنیز ہو تو پھر تفریق و طلاق آقا کے ہاتھ میں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالصلاح کنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب غلام اور اس کی زوجہ ایک ہی آقا کی ملکیت ہوں تو آقا کو یہ اختیار ہے کہ جب چاہے اسے (اپنی کنیز) کو اپنے قبضہ میں لے لے اور جب چاہے واپس کر دے فرمایا: جب وہ اور اس کی زوجہ ایک ہی آقا کی ملکیت ہوں تو پھر غلام کی طلاق نافذ نہیں ہے۔ ہاں جب غلام کسی آقا کا ہو اور اس کی زوجہ کسی اور آقا کی کنیز ہو تو پھر غلام کی طلاق نافذ ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابو بصیرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آقا اپنے غلام کو اجازت دیتا ہے کہ وہ کسی آزاد عورت سے یا کسی قوم کی کنیز سے شادی کر لے۔ تو اس صورت میں طلاق کا اختیار کس کو ہوگا؟ فرمایا: غلام کو۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آزاد لڑکی سے شادی کرتا ہے۔ تو؟ فرمایا: اس صورت میں طلاق غلام کے ہاتھ میں ہوگی۔ اور اگر غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر اس سے شادی کرے تو پھر طلاق آقا کے ہاتھ میں ہے۔ (ایضاً)

(چونکہ اس حدیث کا آخری حصہ حسب ظاہر سابقہ قاعدہ کے منافی ہے۔ لہٰذا اس کی تاویل کرتے ہوئے مؤلف علام فرماتے ہیں کہ) یہاں لفظ طلاق لغوی معنی یعنی تفریق کے معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی اس صورت میں مالک کو یہ حق حاصل ہے کہ اس عقد کی اجازت نہ دے کر میاں بیوی میں جدائی کر دے۔

نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے نکاح العبید والآماء (باب ۴۵ و ۶۴) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۴

جب کسی آزاد آدمی کی زوجہ کنیز ہو تو طلاق شوہر کے ہاتھ میں ہوگی نہ کہ آقا کے ہاتھ میں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کی شادی ایک آزاد آدمی سے کر دی ہے تو؟ فرمایا: طلاق آزاد آدمی کے ہاتھ میں ہوگی۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی کنیز کی شادی ایک آزاد آدمی سے کر دیتا ہے۔ پھر چاہتا ہے کہ اسے اس سے چھین لے اور اس سے نصف حق مہر بھی لے۔ تو؟ فرمایا: اگر وہ شوہر تمہارا ہم مذہب ہے تو وہ اس سے چھین بھی سکتا ہے اور نصف زر مہر بھی لے سکتا ہے۔ کیونکہ وہ (شوہر) یہ جانتے ہوئے اس شادی پر آمادہ ہوا ہے کہ مالک کو ایسا کرنے کا حق ہے۔ اور اگر وہ (شوہر) مخالف مذہب ہے تو آقا کو چاہیے کہ اس کے ساتھ وہ سلوک کرے جو اس جیسے لوگوں سے کیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

(یہ حدیث بھی بظاہر چونکہ سابقہ ضابطہ کے منافی معلوم ہوتی ہے تو اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں کنیز کے چھین لینے سے مراد طلاق نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس حالت میں اس کنیز کو فروخت کر سکتا ہے اور اس کی یہ فروخت بمنزلہ طلاق کے ہے۔

باب ۴۵

غلام کے لئے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر طلاق دینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غلام کا نکاح یا طلاق اس کے آقا کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر آقا خود اس کی شادی کرے تو پھر طلاق کس کے ہاتھ میں ہوگی؟ فرمایا: آقا کے ہاتھ میں۔ (پھر یہ آیت پڑھی) ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ﴾ (خدا نے مملوک غلام کی مثال دی ہے جو کسی شئ پر قدرت نہیں رکھتا)۔ فرمایا: طلاق بھی تو شئ ہے؟ (پس اس پر بھی وہ طاقت نہیں رکھتا)۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ طلاق والا معاملہ اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے کہ جب کنیز اسی آقا کی ہو جیسا کہ اس مسئلہ کی تفصیل سابقہ باب میں گزر چکی ہے۔

﴿ طلاق کے اقسام اوران کے احکام کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل پینتیس (۳۵) باب ہیں)

باب ۱

طلاق السنۃ کی کیفیت اور اس کے جملہ احکام کا بیان۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر کے باقی پانچ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ طلاق جو سنت اور عدت کے مطابق نہ ہو وہ طلاق طلاق نہیں ہے۔ زرارہ نے عرض کیا کہ طلاق سنت و عدت کی تشریح فرمائیں! فرمایا: طلاق سنت یہ ہے کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہے (تو اگر اس طہر میں مباشرت کی ہے) تو اس قدر انتظار کرے کہ اسے حیض آئے اور پھر اس سے پاک ہو جائے پھر اس طہر میں اس سے جماع نہ کرے اور دو گواہوں کے روبرو ایک طلاق دے پھر اسے اس کے حال پر چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ اسے دوبار حیض آئے (اور جب دوسرے سے پاک ہو گی تو) اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ اور وہ اس سے علیحدہ ہو جائے گی۔ اب اگر اس سے از سر نو شادی کرنا چاہے گا تو عورت کی مرضی پر منحصر ہے کہ چاہے تو کرے اور نہ چاہے تو نہ کرے اور اس (عدت) کے دوران کا نان و نفقہ اور رہائش وغیرہ کا انتظام کرنا شوہر کے ذمہ ہوگا اور عدت کے اندر اگر کسی کا انتقال ہو گیا تو وہ ایک دوسرے کے وارث بھی ہوں گے۔ الخ۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طلاق السنہ یہ ہے (پھر بعینہ یہ وہی سابقہ روایت ہے ہاں البتہ اس کے آخر میں یہ اضافہ مذکور ہے)......... اور اگر شوہر رجوع کرنا چاہے تو اس کے (تین) طہر ختم ہونے سے پہلے گواہوں کی موجودگی میں کر سکتا ہے۔ اس طرح پہلی طلاق ختم ہو جائے گی اور وہ اس کے پاس رہے گی۔ اور ابو بصیر کی روایت میں جو کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس میں یہ تتمہ بھی مذکور ہے۔ فرمایا کہ یہ ہے خدائے تعالیٰ کا ارشاد کہ ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ﴾ (کہ طلاق دو بار ہے پھر یا تو نیکی سے روک لینا ہے یا احسان کے ساتھ الگ کر دینا ہے)۔ پس تیسری طلاق احسان کے ساتھ علیحدگی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے طلاق السنہ کے بارے میں سوال کیا؟

فرمایا: طلاق السنہ یہ ہے کہ اگر آدمی اس طہر میں جماع کر چکا ہے تو حیض کے آنے کا انتظار کرے۔ پس جب اس سے پاک ہو جائے تو دو گواہوں کے روبرو طلاق دے۔ اور جب تین طہر ختم ہو جائیں تو ایک ہی طلاق سے وہ اس سے علیحدہ ہو جائے گی، اور دوسرے لوگوں کے لئے حلال۔ چاہے وہ اس سے کریں یا نہ کریں پس اگر یہ شخص اس سے دوبارہ شادی کرنا چاہے اور وہ بھی راضی ہو جائے تو از سر نو نئے حق مہر کے ساتھ عقد کرے گا۔ ہنوز دو طلاقوں کی اس کے پاس گنجائش باقی ہے۔ پس اگر پھر طہر میں گواہوں کی موجودگی میں طلاق دے تو پھر دوسری طلاق کے بعد اور تین طہر گزرنے کے بعد اس سے علیحدہ ہو جائے گی۔ اور دوسرے شوہروں کے لئے حلال۔ چاہے تو اس سے نکاح کرے اور نہ چاہے تو نہ کرے۔ پس اگر دونوں کرنا چاہیں تو عقد جدید اور مہر جدید سے کریں گے اور ہنوز ایک طلاق کی گنجائش باقی رہ جائے گی۔ پس اگر تیسری بار مقررہ شرائط کے ساتھ طلاق دے گا تو پھر محلّل کے بغیر اس شخص پر حلال نہ ہوگی۔ (ایضاً)

(اور اگر محلّل کے بعد نکاح کیا۔ اور پھر بدستور سابق دو بار طلاق دے دی تو چھٹی طلاق کے پھر محلّل کی ضرورت ہوگی۔ اگر بعد ازاں پھر نکاح کیا اور ساتویں اور آٹھویں بار پھر طلاقیں دے دیں تو نویں طلاق کے بعد وہ عورت اس شخص پر حرام مؤبّد ہو جائے گی)۔

مخفی نہ رہے کہ ان طلاقوں میں شوہر چاہے تو عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور اس کے لئے عقد جدید کی ضرورت نہیں ہوتی۔

۴۔ ابن بکیر وغیرہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ طلاق سنت جس کا خدائے عزوجل نے قرآن میں حکم دیا ہے اور جسے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسنون قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ جب عورت حیض سے پاک ہو تو اس طہر میں اس سے جماع کئے بغیر دو عادل گواہوں کے روبرو اسے طلاق دے۔ اور جب تک تین طہر ختم نہ ہو جائیں تب تک وہ رجوع کرنے کا زیادہ حق دار ہے۔ اور ہر وہ طلاق جو اس طرح نہیں ہے وہ باطل ہے۔ (الفروع)

۵۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طلاق سنت یہ ہے کہ جب عورت حیض سے پاک ہو تو اس سے جماع کئے بغیر دو گواہوں کی موجودگی میں اسے ایک طلاق دی جائے اور جب رجوع کرنا چاہے تو پھر گواہوں[1] کے ساتھ رجوع کرے۔ (ایضاً)

---

[1] مخفی نہ رہے کہ رجوع کے لئے گواہ مقرر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ضرورت پڑنے پر رجوع کرنا ثابت کیا جا سکے ورنہ رجوع کی صحت میں گواہوں کا تقرر شرط نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

• مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان احکام میں سے اکثر و بیشتر احکام پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب ۸ و ۹ و ۱۰ از مقدمات میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ و ۵ و ۶ و ۱۴ یہاں اور باب ۵۰ از عدد میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

طلاق عدت (رجعی) کی کیفیت اور اس کے بعض احکام۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث کے ضمن میں فرمایا: وہ طلاق عدت (رجعی) جس کے بارے میں خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ﴾ (جب عورتوں کو طلاق دو تو عدی (رجعی) دو اور پھر عدت کو شمار کرو)۔ پس جب کوئی شخص اپنی بیوی کو عدی (رجعی) طلاق دینا چاہے تو اس کے حیض آنے اور اس سے پاک ہونے کا انتظار کرے (جبکہ پہلے طہر میں مقاربت کر چکا ہو)۔ تو اس میں جماع نہ کرے اور دو عادل گواہوں کی موجودگی میں ایک طلاق دے۔ اور پھر اسی دن یا چند دن بعد مگر حیض آنے سے پہلے گواہوں کے ساتھ رجوع کرکے۔ مباشرت کرے یہاں تک کہ اسے حیض آئے اور جب اس سے پاک ہو تو جماع کئے بغیر گواہوں کی موجودگی میں دوسری بار طلاق دے۔ اور حیض آنے سے پہلے گواہوں کے ساتھ رجوع کرے۔ اور اس کے ساتھ مقاربت کرے۔ یہاں تک کہ اسے تیسرا حیض آئے پس جب اس سے پاک ہو تو پھر اسے جماع کئے بغیر گواہوں کے ساتھ تیسری بار طلاق دے۔ پس جب ایسا کرے گا تو اسے طلاق بائن ہو جائے گی۔ اور پھر اس وقت تک اس کے لئے حلال نہیں ہوگی جب تک ایک اور شخص سے نکاح نہیں کرے گی۔ (جسے محلّل کہا جاتا ہے)۔ عرض کیا گیا کہ اگر عورت کو حیض نہ آتا ہو تو؟ فرمایا: پھر اسے طلاق سنت دی جائے گی۔

(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ و ۹ و ۱۰ و ۶ از مقدمات نکاح میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ میں یہاں اور باب ۲۵ و ۵۰ از عدد میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

جو شخص اپنی زوجہ کو تین بار طلاق سنت دے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اس وقت تک حلال نہیں ہوتی جب تک ایک اور شخص سے نکاح نہ کرے (اور وہ طلاق نہ دے) اور یہی حکم ہر اس عورت کا ہے جسے تین بار طلاق دی جائے (وہاں بھی محلّل کی ضرورت ہے) اور صرف عدت کا گزارنا حرمت کو ختم نہیں کرتا۔ جب تک محلّل درمیان میں نہ آئے۔ اور عام طلاق میں نویں بار طلاق دینے سے حرمت ابدی نہیں آتی۔ (بلکہ صرف عدی رجعی میں آتی ہے)۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے نو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود طربال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے (اپنی باکرہ) بیوی کو دخول سے پہلے طلاق دے دی، گواہ مقرر کئے اور اسے اطلاع بھی دے دی تو؟ فرمایا: اسے طلاق بائن ہو جائے گی۔ عرض کیا: اگر اس سے دوبارہ نکاح کر لے اور پھر دخول سے پہلے دوبارہ طلاق دے دے تو؟ فرمایا: پھر طلاق بائن ہو جائے گی۔ عرض کیا: اگر دخول سے پہلے تیسری بار پھر اسے طلاق دے دے تو؟ فرمایا: اب اس طرح بائن ہوگی کہ جب تک محلّل درمیان میں نہیں آئے گا تب تک اس شخص کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے (مدخولہ) بیوی کو طلاق دی پھر اسے چھوڑ دیا (رجوع نہیں کیا) یہاں تک کہ اس کی عدت ختم ہوگئی۔ پھر اس سے از سر نو شادی کر لی۔ پھر دخول سے پہلے اسے طلاق دے دی۔ یہاں تک کہ تین بار اسی طرح کیا تو؟ فرمایا: اب یہ عورت اس وقت تک اس کے لئے حلال نہیں ہوگی جب تک دوسرے شخص (محلّل) سے نکاح نہیں کرے گی۔ (ایضاً)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اپنی حاملہ بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر (عدت کے اندر) رجوع کر لیتا ہے۔ پھر طلاق دیتا ہے اور رجوع کر لیتا ہے۔ حتیٰ کہ تیسری بار پھر طلاق دے دیتا ہے تو؟ فرمایا: اب اسے طلاق بائن ہو جائے گی۔ اور اس وقت تک اس کے لئے حلال نہیں ہوگی جب تک کسی اور شخص (محلّل) سے نکاح نہیں کرے گی۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص ایسے طہر میں اپنی بیوی کو طلاق دے جس میں مباشرت نہ کی ہو۔ اور پھر عدت گزرنے تک رجوع نہ کرے۔ پھر اس سے دوبارہ عقد کرے اور پھر طلاق دے دے اور رجوع نہ کرے جبکہ کر سکتا تھا یہاں

تک کہ اس کی عدت گزر جائے بعد ازاں پھر عقد جدید کرے اور تیسری بار پھر طلاق دے دے تو اب جب تک کسی اور شخص (محلل) سے عقد نہیں کرے گی۔ تب تک اس (پہلے) خاوند پر حلال نہ ہوگی۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کو طلاق دے اور عدت کے ختم ہونے پر پھر نکاح کرے اور پھر طلاق دے دے حتیٰ کہ تین بار ایسا کرے؟ فرمایا: اب جب تک کسی اور شخص (محلل) سے نکاح نہیں کرے گی تب تک اپنے پہلے خاوند پر حلال نہیں ہوگی۔ اور اگر یہ دوسرا شخص دخول سے پہلے طلاق دے دے یا فوت ہو جائے تب بھی پہلے خاوند پر حلال نہ ہوگی۔ جب تک دوسرا شخص مباشرت کا مزہ نہ چکھے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۶۔ معلی بن خنیس روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو (مقررہ شرائط کے تحت) طلاق دی۔ پھر رجوع نہ کیا حتیٰ کہ تین حیض ختم ہوگئے (عدت گزر گئی)۔ پھر اس سے از سر نو شادی کی۔ پھر حسب سابق طلاق دے دی اور رجوع نہ کیا حتیٰ کہ تین حیض گزر گئے۔ پھر دوبارہ از سر نو اس سے شادی کر لی۔ پھر (تیسری) بار طلاق دے دی اور رجوع نہ کیا حتیٰ کہ تین حیض گزر گئے تو؟ فرمایا: اس طرح جب تک کہ وہ رجوع کر کے مقاربت نہ کرے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس سے شادی کر سکتا ہے۔ (ایضاً)

(چونکہ حسب ظاہر یہ حدیث دوسری حدیثوں کے منافی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہے کہ تیسری طلاق کے بعد محلل کے بغیر سابقہ خاوند اس سے شادی کر سکتا ہے تو اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب اس عورت نے محلل سے نکاح کیا ہو۔ جیسا کہ سابقہ اور لاحقہ حدیثوں میں اس کی صراحت و وضاحت مذکور ہے۔ یہاں مطلب صرف یہ بیان کرنا ہے کہ اس طرح نویں طلاق کے بعد حرمت ابدی نہیں آتی۔ بخلاف طلاق عدی و رجعی کے وہاں حرمت ابدی آجاتی ہے۔

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کے نام اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا: جب کسی عورت کو عدت کے بعد تین بار طلاق دی جائے تو پھر وہ اس وقت تک اپنے پہلے خاوند پر حلال نہیں ہوتی جب تک ایک شخص (محلل) سے (مقررہ شرائط کے تحت) نکاح نہ کرے۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد

(باب ۶ و ۹ و ۱۱ وغیرہ میں) آئینگی انشاء اللہ۔

باب ۴

جس عورت کو تین بار طلاق عدی رجعی دی جائے وہ اس طلاق دینے والے پر محلل کے بغیر حلال نہیں ہوتی اور نویں طلاق کے بعد حرام مؤبد ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ کون سی عورت ہے جو اس وقت تک اپنے خاوند پر حلال نہیں ہوتی جب تک کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے؟ فرمایا: یہ وہ ہے جسے طلاق دی جائے پھر رجوع کیا جائے (اور مباشرت بھی کی جائے) پھر طلاق دی جائے پھر (حسب سابق) رجوع کیا جائے۔ اور تیسری بار پھر طلاق دے دی جائے۔ تو اب اس طلاق دہندہ پر اُس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کسی اور شخص (محلّل) سے نکاح نہ کرے اور وہ اس سے مقاربت نہ کرے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابوبصیر ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ شخص جو ایک بار طلاق دے پھر رجوع کرے، پھر طلاق دے۔ پھر رجوع کرے اور پھر (تیسری بار) طلاق دے دے تو؟ فرمایا: اب یہ عورت اس وقت تک اس شخص پر حلال نہ ہوگی۔ جب تک کسی اور شخص (محلل) سے نکاح نہ کرے اور جب وہ (مباشرت کے بعد) اُسے مسنون طریقہ پر طلاق دے۔ تب پہلے خاوند کے نکاح میں آ سکتی ہے اور اگر وہ پھر حسب سابق دو بار طلاق دے کر رجوع کرے اور تیسری بار پھر طلاق دے دے تو پھر ایک اور شخص (محلل) سے نکاح کرے گی۔ اور جب وہ (مقاربت کے بعد) مسنون طریقہ پر اسے طلاق دے دے تو پھر پہلے خاوند سے عقد کر سکے گی۔ اور جب وہ پھر حسب سابق دو بار طلاق دے کر اور رجوع کر کے جب تیسری بار اسے طلاق دے گا (جو کہ کل نویں طلاق ہوگی) تو اس کے بعد وہ عورت اس شخص پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ (فرمایا) اسی طرح وہ عورت جس سے لعان کیا جائے وہ بھی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ (الفروع، الخصال)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن حسن بن علی بن فضال اپنے باپ (حسن) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ بعض مطلقہ عورتیں اپنے خاوند پر اس وقت تک حلال نہیں ہوتیں جب تک کسی اور شخص سے نکاح نہ کریں؟ فرمایا: خداوند

عالم نے دو بار تک طلاق دینے کی اجازت دی ہے چنانچہ فرماتا ہے ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ﴾ (طلاق دو بار ہے اس کے بعد یا نیکی سے روکنا ہے یا احسان سے علیحدہ کرنا ہے) یعنی تیسری طلاق دے کر الگ کر دینا ''تسریح باحسان'' ہے۔ اور چونکہ یہ تیسری طلاق خدا کی ناپسندیدہ طلاق ہے۔ اس لئے اس کے بعد خدا نے اس عورت کو خاوند پر حرام کر دیا جب تک کسی اور شخص سے نکاح نہ کرے تاکہ لوگ (بے غیرتی و بے عزتی کے اس) خوف سے طلاق کو معمولی چیز نہ سمجھیں اور عورتوں کو ضرر و زیاں نہ پہنچائیں۔ (الفقیہ، عیون الاخبار، علل الشرائع)

۴۔ جناب محمد بن مسعود عیاشی اپنی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ (کہ اس کے بعد وہ عورت اپنے خاوند پر حلال نہیں ہوتی جب تک کسی اور شخص سے نکاح نہ کرے) کی تفسیر میں فرمایا کہ یہاں تیسری طلاق مراد ہے۔ پس جب وہ دوسرا شخص (محلل) اسے طلاق دے دے اور سابقہ میاں بیوی راضی ہوں تو پھر عقد جدید کر سکتے ہیں۔ (تفسیر عیاشی)

۵۔ ابو بصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد تیسری طلاق ہے۔ (ایضاً)

۶۔ عبداللہ بن فضالہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے طہر میں اپنی عورت کو طلاق دی۔ پھر اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ یعنی رجوع نہیں کیا حتیٰ کہ تیسرے طہر میں اسے دوسری بار طلاق دے دی۔ اور وہ اس سے علیحدہ ہو گئی۔ آیا اب رجوع کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: محلل کے بغیر؟ فرمایا: ہاں۔ پھر عرض کیا: ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی پھر رجوع کیا۔ پھر طلاق دی پھر رجوع کیا۔ بعد ازاں پھر طلاق دے دی تو؟ فرمایا: اب جب تک کسی اور شخص (محلل) سے نکاح نہیں کرے گی تب تک اس پر حلال نہ ہوگی۔ (ایضاً)

۷۔ عمر بن حنظلہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: ﴿انت طالقۃ﴾ پھر رجوع کرے پھر کہے: ﴿انت طالقۃ﴾ پھر رجوع کرے پھر (تیسری بار) کہے ﴿انت طالقۃ﴾ تو اب اس پر حلال نہ ہوگی جب تک کسی اور شخص سے شادی نہ کرے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق تو دے لیکن گواہ مقرر نہ کرے (یعنی غلط طلاق دے)۔ وہ جب چاہے اس سے ازدواج کر سکتا ہے (یعنی رجوع کر سکتا ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (یہاں باب ۲ میں اور اس سے پہلے باب ۱۱ از مما یحرم بالمصاھرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ و ۹ و ۱۱ و ۲۰ و ۲۴ اور ۲۵ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

طلاق السنہ، (بالمعنی الاخص) کو دوسری اقسام پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ میں ایک فقیہہ (دینی معرفت رکھنے والے شخص) کیلئے پسند کرتا ہوں کہ جب وہ طلاق دینا چاہے تو طلاق السنہ کے طریقہ پر دے۔ پھر فرمایا: یہی وہ طلاق ہے جس کا خداوند عالم نے اس آیت میں تذکرہ کیا ہے ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ (شاید اس کے بعد خدا کوئی صورت پیدا کردے)۔ یعنی طلاق دینے، عدت گزارنے اور کسی اور شخص سے نکاح کئے بغیر میاں بیوی پھر رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو جائیں۔ دونوں کے لئے کس قدر عادلانہ اور وسیعانہ بات ہے۔ یعنی کسی طہر میں جماع کئے بغیر گواہوں کی موجودگی میں طلاق دے اور پھر اسے اپنے حال پر چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ عدت گزر جائے یعنی تین ماہ یا تین طہر (پس اس طرح جب عورت آزاد ہو جائے گی) تو (جہاں اور لوگ اس کی خواستگاری کریں گے وہاں) یہ (خاوند) بھی انہی میں سے ایک خواستگار ہوگا۔ (اور وہ عورت آزادی سے جس سے چاہے گی شادی کرلے گی)۔ (الفروع، کذا فی قرب الاسناد عن الامام موسیٰ کاظم علیہ السلام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ (باب ۳ از خلع میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

محلل جس طرح تین طلاقوں کو کالعدم کر دیتا ہے اسی طرح ایک دو طلاقوں کو بھی کالعدم کر دیتا ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ یہاں تک کہ اس کی عدت ختم ہوگئی اور طلاق بائن ہوگئی۔ پھر اس نے ایک اور شخص سے شادی کرلی۔ پھر اس نے بھی اسے

طلاق دے دی۔ بعد ازاں اس نے اپنے پہلے خاوند سے شادی کر لی۔ آیا یہ کاروائی (دوسرے شخص سے عقد و ازدواج) اس کی پہلی طلاق کو کالعدم کر دے گا؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن عقیل بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار ایک مسئلہ میں حضرت علیؑ و عمر کے درمیان اختلاف ہو گیا۔ اس شخص نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دیں بعد ازاں ایک اور شخص نے اس سے شادی کر لی۔ پھر اس نے بھی اسے طلاق دے دی۔ یا فوت ہو گیا۔ تو جب اس کی عدت گزر گئی تو پھر پہلے خاوند نے اس سے شادی کر لی۔ عمر نے کہا کہ وہ عورت اپنی سابقہ باقیماندہ طلاق پر باقی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: سبحان اللہ! محلل تین طلاقوں کو تو کالعدم کر دے مگر ایک کو کالعدم نہ کرے؟ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ رفاعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی (اور پھر رجوع نہ کیا) حتیٰ کہ اس سے علیحدہ ہو گئی پھر اس سے ایک اور شخص نے شادی کر لی۔ بعد ازاں اس نے مسنون طریقہ پر اسے طلاق دے دی بعد ازاں پہلے خاوند نے اس سے شادی کر لی تو اب وہ کتنی طلاقوں پر سمجھی جائے گی؟ فرمایا: کچھ بھی نہیں۔ (پہلی ایک بھی ختم ہو جائے گی)۔ پھر فرمایا: اے رفاعہ! جب (پہلا خاوند) تین طلاقیں دے (پھر کسی اور محلل سے شادی کرے اور اس کی طلاق کے بعد) جب پہلے خاوند سے شادی کرے (تو پہلی تینوں طلاقیں ختم ہو جاتی ہیں اور) دوسرا آدمی از سر نو طلاق دیتا ہے تو جب وہ صرف ایک طلاق دے تو کیا دو پر باقی رہے گی؟ (ایضاً)

۴۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو عدی (رجعی) طلاقیں دیں۔ (اور عدت گزرنے کے بعد) اس عورت نے کسی شخص سے متعہ کیا۔ آیا اس کے بعد پہلے خاوند پر حلال ہو جائے گی؟ فرمایا: نہ۔ جب تک باقاعدہ دوسرے شخص سے (عقد دائمی کے ساتھ) شادی نہ کرے۔ (ایضاً)

۵۔ منصور (ابن حازم) روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دیتا ہے پھر اسے واگزار کر دیتا ہے یہاں تک کہ اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے۔ اور کوئی شخص اس سے شادی کر لیتا ہے۔ اور پھر وہ یا مر جاتی ہے یا اسے طلاق دے دیتا ہے اور (عدت گزرنے کے بعد) پھر پہلا خاوند اس سے شادی کر لیتا ہے تو؟ فرمایا: وہ اس کے پاس باقیماندہ (ایک یا دو) طلاقوں پر ہو گی۔ (یعنی وہ کالعدم نہیں ہوں گی)۔ (ایضاً)

(نوٹ: اس مضمون کی چند روایات اور بھی تہذیبین اور فروع کافی کے حوالہ سے کتاب میں مذکور ہیں اور چونکہ یہ روایتیں بظاہر سابقہ ضابطہ کے منافی معلوم ہوتی ہیں اس لئے ان کی تاویل کرتے ہوئے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ان میں دو احتمال ہیں (۱) جب دوسرے خاوند نے اس سے جماع نہ کیا ہو۔ یا عقد متعہ کیا ہو یا نابالغ ہو۔ (۲) یا تقیہ پر محمول ہیں کیونکہ یہ عمر صاحب کا مذہب ہے جیسا کہ روایت نمبر ۲ میں مذکور ہے۔ (واللہ العالم)۔

۶۔ جناب احمد بن عیسیٰ اپنے نوادر میں باسناد خود رفاعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک مطلقہ کو طلاق بائن مل جاتی ہے اور پھر دوسرے خاوند سے شادی کر لیتی ہے تو؟ فرمایا: اس سے پہلی طلاق کالعدم ہو جاتی ہے۔ (نوادر)

۷۔ اسحاق بن جریر بیان کرتے ہیں کہ بعض اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی۔ پھر اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ (رجوع نہیں کیا) یہاں تک کہ وہ اس سے علیحدہ ہوگئی۔ پھر اسی پہلے خاوند نے اس سے شادی کرنا چاہی؟ فرمایا: نئے سرے سے نکاح کیا جائے گا۔ (نئے حق مہر کے ساتھ)۔ اور نئی طلاق کی ضرورت ہوگی۔ اور پہلی طلاق کالعدم ہو جائے گی۔ اور آئندہ اسے پوری تین طلاقیں نئی دی جائینگی (تب اس پر محلل والے احکام لاگو ہوں گے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

محلل میں یہ شرط ہے کہ وہ زوجہ سے دخول کرے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایسی تین (بائن) طلاقیں دیں کہ جن کے بعد وہ اس وقت تک اس پر حلال نہیں ہوتی جب تک کسی اور شخص (محلل) سے نکاح نہ کرے۔ چنانچہ اس نے دوسرے شخص سے نکاح کیا۔ مگر ہنوز اس نے دخول نہیں کیا کہ اسے طلاق دے دی یا فوت ہوگیا۔ آیا اس طرح وہ عورت پہلے خاوند پر حلال ہوگی؟ فرمایا: نہ۔ جب تک دوسرا شوہر اس سے جماع نہ کرے تب تک حلال نہ ہوگی۔

(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰ اپنے نوادر میں محمد بن قیس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنی بیوی کو تین بار طلاق دے اور رجوع نہ کرے۔ یہاں تک کہ طلاق بائن ہو جائے۔ تو وہ عورت اس وقت تک (پہلے) خاوند پر حلال نہ ہوگی۔ جب تک دوسرے شخص (محلل) سے نکاح نہ کرے۔ پس جب اس سے شادی کرے اور وہ اس سے دخول بھی کرے تب پہلے خاوند پر حلال ہوگی۔ (نوادر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸

محلل میں شرط ہے کہ وہ بالغ ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن فضل واسطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو وہ بائن طلاق دی جس کی وجہ سے وہ محلل کے بغیر خاوند پر حلال نہیں ہوتی۔ چنانچہ اس نے ایک نابالغ بچہ سے عقد کر لیا تو؟ فرمایا: نہ۔ بلکہ بالغ ہو۔ پھر خط لکھا کہ بلوغت کی حد کیا ہے؟ فرمایا: جس کی وجہ سے خدا مؤمنین پر حدود وقیود واجب قرار دیتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

باب ۹

محلل میں عقد دائمی کی شرط ہے عقد متعہ سے مطلقہ حلال نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن صیقل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایسی تین طلاقیں دیں جن کے بعد وہ اس وقت تک حلال نہیں ہوتی جب تک کسی اور شخص (محلل) سے نکاح نہ کرے۔ چنانچہ ایک شخص نے اس سے عقد متعہ کیا۔ تو کیا اس کی وجہ سے پہلے خاوند پر حلال ہو جائے گی؟ فرمایا: نہ۔ یہاں تک کہ اس (دائمی نکاح) میں داخل ہو جس سے خارج ہوئی ہے (کیونکہ حلت کے لئے محلل کی طلاق شرط ہے۔ اور متعہ میں طلاق نہیں ہوتی)۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن مسلم روایت کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک

شخص نے اپنی زوجہ کو تین (بائن) طلاقیں دیں پھر اس سے ایک (محلل) شخص نے عقد متعہ کیا۔ آیا اس طرح وہ پہلے خاوند پر حلال ہو جائے گی؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰

اگر محلل خصی ہو تو اس سے مطلقہ حلال نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مضارب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر محلل خصی ہو تو؟ فرمایا: وہ مطلقہ کو حلال نہیں کرتا (کیونکہ اس میں دخول شرط ہے اور وہ اس پر قادر نہیں ہے)۔ (التہذیب، الاستبصار)

باب ۱۱

اگر تین بار کی مطلقہ دعویٰ کرے کہ اس نے محلل سے نکاح کر کے اپنے آپ کو حلال کیا ہے تو اگر وہ قابل وثوق ہے تو اس کی تصدیق کی جائے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین بائن طلاقیں دیں۔ اور (کچھ عرصہ کے بعد) اس سے شادی کرنا چاہی تو اس سے کہا کہ میں تم سے از سر نو شادی کرنا چاہتا ہوں۔ مگر تو پہلے اس شخص (محلل) سے نکاح کر۔ اس پر اس عورت نے کہا کہ میں نے ایک شخص سے ازدواج کر کے اپنے آپ کو تمہارے لئے حلال کر رکھا ہے آیا وہ اس کی بات کی تصدیق کر کے اس سے شادی کر سکتا ہے؟ وہ کیا کرے؟ فرمایا: اگر عورت قابل وثوق ہے تو پھر اس کی بات پر اعتماد کیا جائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۴ از عدد میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

غلام بھی تین بار کی مطلقہ کا محلل بن سکتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایسی تین (بائن) طلاقیں دیں کہ جن کے بعد وہ عورت اس خاوند پر اس وقت تک حلال نہیں ہوتی جب تک کسی اور شخص (محلل) سے نکاح نہ کرے۔ اور اس نے ایک غلام نے نکاح کیا اور پھر اس نے (دخول کے بعد) طلاق بھی دے دی تو؟ فرمایا: ہاں اب کر سکتی ہے۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ﴿حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ (اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک ایک اور شوہر سے نکاح نہ کرے) اور ظاہر ہے کہ غلام بھی ایک شوہر ہے۔ (الفروع، نوادر احمد بن محمد بن عیسیٰؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں سابقہ ابواب میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

رجوع کرنے پر گواہ مقرر کرنا واجب نہیں ہیں۔ پس اگر جہالت یا غفلت کی وجہ سے مقرر نہ کئے جائیں تو معلوم ہونے یا متوجہ ہونے کے بعد مقرر کرنا مستحب ہیں۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی تو؟ فرمایا: جب تک عدت نہ گزر جائے وہ رجوع کرنے کا زیادہ مالک و مختار ہے۔ عرض کیا: اگر رجوع پر گواہ مقرر نہ کرے تو؟ فرمایا: مقرر کرے۔ عرض کیا: اگر غفلت (یا جہالت) کی وجہ سے ایسا ہو جائے تو؟ فرمایا: متوجہ ہونے (اور معلوم ہونے) کے بعد مقرر کرے اور فرمایا یہ گواہ اس لئے مقرر کئے جاتے ہیں تاکہ وراثت ثابت کی جا سکے۔ (الفروع)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص رجوع کرتا ہے مگر گواہ مقرر نہیں کرتا تو؟ فرمایا: اگر مقرر کرے تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے۔ ویسے اس نے جو کچھ کیا ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طلاق تو گواہوں کے بغیر واقع نہیں ہوتی۔ مگر رجوع ان کے بغیر ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر مقرر کئے جائیں تو افضل ہے۔ (ایضاً، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ رجعت والی عمومی حدیثوں کے علاوہ اس قسم کی کچھ خصوصی حدیثیں بھی اس کے بعد (باب ۱۵ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

عدت کے اندر طلاق کا انکار کرنا (گویا کہ) رجوع ہے۔ نہ کہ عدت کے بعد۔ اور اگر میاں بیوی میں طلاق کے وقوع یا عدم وقوع کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو جو عدت میں اس کے وقوع کا منکر ہے وہ قسم کھائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاد حناط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کے شوہر نے اسے صحیح طلاق عدی (رجعی) دے دی ہے۔ یعنی ایسے طہر میں دی ہے جس میں جماع نہیں کیا۔ اور دو گواہوں کی موجودگی میں دی ہے۔ مگر شوہر اس سے انکاری ہے تو؟ فرمایا: اگر عدت ختم ہونے سے پہلے انکار کیا ہے تو اس کا یہ انکار کرنا طلاق سے رجوع کرنے کے مترادف ہے اور اگر عدت کے گزر جانے کے بعد انکار کیا ہے تو پھر امام (حاکم شرع) پر لازم ہے کہ میاں بیوی میں جدائی کر دے۔ مگر گواہوں کی گواہی کے بعد اور عورت سے اس بات کا حلف لینے کے بعد کہ اس نے یہ انکار عدت گزرنے کے بعد کیا ہے۔ بعد ازاں وہ شخص رشتہ طلب کرنے والوں سے ایک ہوگا۔ (لہٰذا عورت چاہے تو اس سے عقد جدید کرے اور نہ چاہے تو نہ کرے)۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۵

اگر (مطلقہ کی) عدت گزر جائے یا عورت کے دوسری جگہ شادی کر لینے کے بعد شوہر دعویٰ کرے کہ اس نے رجوع کر لیا تھا تو اس کا حکم؟ اور اس شخص کا حکم جو رجوع کرنے کو چھپائے اور زوجہ کو اطلاع نہ دے؟ اور اس شخص کا حکم جو پہلے طلاق کو پوشیدہ رکھے اور پھر دعویٰ کرے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مرزبان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا: اپنی عدت گزار کیونکہ میں نے تمہیں (قید نکاح سے) آزاد کر دیا ہے۔ پھر چند دنوں کے بعد گواہوں کے ساتھ رجوع کر لیا۔ بعد ازاں مقاربت کرنے سے پہلے غائب ہو گیا۔ جسے عدت گزرنے کے بعد چند ماہ ہو گئے ہیں۔ آپ اس عورت کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: جب اس نے گواہوں کے ساتھ رجوع کر لیا ہے تو پھر وہ اس کی زوجہ ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن قیس بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دو (عادل)

گواہوں کی موجودگی میں اپنی عورت کو طلاق دی۔ اور پھر عورت سے چھپا کر گواہوں کے ساتھ رجوع کر لیا۔ اور گواہوں کو بھی اس کے پوشیدہ رکھنے کی تاکید کی۔ چنانچہ عورت کو اس (رجوع کرنے) کا علم نہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس کی عدت گزر گئی تو؟ فرمایا: عورت کو اختیار دیا جائے گا چاہے تو (پہلے) خاوند کو اختیار کرے (اور عقد جدید کر کے اس کے پاس رہے) اور چاہے تو ایسا نہ کرے۔ اور اگر اسی لاعلمی کی صورت میں وہ عقد ثانی کر لے۔ اور اسے شوہر کے رجوع کرنے کا کوئی علم نہ ہو۔ تو اب طلاق دینے والے کا اس پر کوئی بس نہیں ہے۔ بلکہ دوسرا شوہر اس کا زیادہ حقدار ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص جبکہ وہ سفر میں تھا تو گواہوں کے ساتھ اپنی زوجہ کو طلاق دی۔ پھر جب واپس آیا تو کئی ماہ تک اپنی زوجہ کے پاس رہا۔ مگر اسے طلاق کی اطلاع نہ دی۔ پھر عورت نے دعویٰ کیا کہ وہ حاملہ ہے۔ مگر مرد نے اس سے کہا کہ میں گواہوں کے ساتھ تمہیں طلاق دے چکا ہوں تو؟ فرمایا: بچہ اسی کا سمجھا جائے گا اور اس کی بات قبول نہیں کی جائے گی۔ (الفروع)

باب ۱۶

جو شخص (سابقہ طلاق کی) عدت کے اندر رجوع کئے بغیر طلاق دے وہ طلاق طلاق نہیں ہے۔ ہاں اگر (سابقہ طلاق سے) رجوع کرے اور پھر طلاق دے تو پھر صحیح ہوگی اور عورت آخری طلاق سے عدت گزارے گی۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص گواہوں کے ساتھ اپنی بیوی کو اوائل طہر میں طلاق دے۔ تو عدت گزرنے تک اسے (دوبارہ) طلاق نہیں دے سکتا۔ مگر یہ کہ رجوع کرے اور پھر طلاق دے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کوئی ایک شخص اپنی زوجہ کو طہر میں اور گواہوں کی موجودگی میں (شرعی) طلاق دے۔ اور پھر اسے واگزار کر دے یہاں تک کہ اسے حیض آئے اور پھر جب اس سے پاک ہو تو رجوع کئے بغیر اسے طلاق دے دے تو یہ دوسری طلاق طلاق نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس طرح اس نے طلاق یافتہ کو طلاق دی ہے۔ (جو بے معنی سی چیز ہے) کیونکہ

اگر عورت پہلے مطلقہ تھی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کی ملکیت (قید عقد) سے خارج تھی۔ اور جب رجوع کر لے گا تو پھر اس کی ملکیت میں داخل ہو جائے گی۔ جب کہ پھر طلاق دے کر خارج نہ کر دے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ از مقدمات طلاق اور یہاں باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۷ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

جو شخص طلاق سے رجوع کرے مگر مقاربت کرنے سے پہلے طلاق دے دے تو طلاق عدی صحیح نہ ہوگی۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رجوع مجامعت کرنے سے ہوتا ہے (اس کے بغیر دوسری بار دی ہوئی طلاق دوسری طلاق نہیں ہوگی بلکہ وہی پہلی) ایک ہی متصور ہوگی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو طلاق دی تھی۔ فرمایا: وہ رجوع کرنے کا حق رکھتا ہے اور فرمایا: وہ دوسری بار طلاق نہیں دے سکتا جب تک پہلے رجوع کر کے مقاربت نہ کرے۔ (ایضاً)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو ایسے طہر میں طلاق دیتا ہے جس میں مقاربت نہیں کی تھی۔ پھر اسی دن رجوع کر لیتا ہے۔ پھر طلاق دے دیتا ہے۔ آیا اس طرح ایک ہی طہر میں تین طلاقیں واقع ہو جائینگی؟ فرمایا: ایسا کرنے والے نے سنت کے خلاف کاروائی کی ہے۔ راوی نے عرض کیا: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اس نے رجوع کیا ہے تو (اگلے) طہر کے علاوہ طلاق نہیں دینی چاہیئے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: وہ بھی مقاربت کے بعد.....؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع)

باب ۱۸

جماع کے بغیر بھی رجوع ہو سکتا ہے۔ تو رجوع کرنے سے جماع حلال ہو جائے گا اگرچہ کیا عدت کے بعد ہی جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالحمید الطائی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا مقاربت کے بغیر بھی رجوع ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔

(التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ایسی روایات جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اس سے پہلے (باب ۱۷ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ و ۲۹ از حد زنا میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

جو شخص طلاق کے بعد رجوع تو کرے مگر مجامعت نہ کرے اور پھر طلاق دے دے تو یہ طلاق صحیح تو ہوگی مگر عدی نہ ہوگی۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالحمید بن عواض اور محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی اور گواہوں کے ساتھ رجوع کیا۔ مگر مجامعت نہ کی۔ پھر دوسرے طہر میں سنت کے مطابق طلاق دے دی۔ آیا یہ دوسری طلاق جماع کے بغیر واقع ہو جائے گی؟ فرمایا: ہاں۔ اگرچہ جماع نہیں کیا۔ لیکن جب رجوع پر گواہ مقرر کئے ہیں تو پھر دوسری طلاق واقع ہو جائے گی۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابو علی بن راشد بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُن (حضرت امام ۔۔؟۔۔ علیہ السلام) سے بالمشافہ دریافت کیا کہ ایک شخص نے طہر میں دو گواہوں کے روبرو اپنی بیوی کو طلاق دی۔ پھر سفر پر چلا گیا۔ اور گواہوں کے ساتھ رجوع کر لیا۔ اور جب سفر سے واپس آیا تو جماع کئے بغیر اسے (دوبارہ) طلاق دے دی۔ آیا اس کی طلاق نافذ ہے؟ فرمایا: ہاں اس کی طلاق مؤثر ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو کھمس ایک شخص سے روایت کرتے ہیں: اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے چچا نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں یعنی ہر طہر میں ایک طلاق۔ تو؟ فرمایا: اس سے کہو کہ وہ رجوع کر لے۔ (ایضاً)

(چونکہ بظاہر یہ روایت دوسری متعلقہ روایات کے منافی معلوم ہوتی ہے اس لئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اس نے یہ طلاقیں درمیان میں رجوع کئے بغیر دی ہیں (تو اس طرح وہ صرف ایک طلاق متصور ہوگی۔ کیونکہ مطلقہ کو طلاق دینے کا کوئی مطلب نہیں ہے۔ کما تقدم)۔

باب ۲۰

حاملہ عورت کو طلاق سنت صرف ایک بار اور طلاق عدی دوسری اور تیسری بار بھی دی جاسکتی ہے جب تک حاملہ ہے اور تیسری طلاق کے بعد حرام ہو جائے گی اور جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہیں کرے گی تب تک پہلے پر حلال نہیں ہوگی۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل جعفی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حاملہ عورت کی طلاق ایک ہے پس جب اس کی وضع حمل ہو جائے گی تو اس سے جدا ہو جائے گی۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حاملہ کی طلاق ایک ہے اور اگر وضع حمل سے پہلے چاہے تو رجوع کر سکتا ہے اور اگر رجوع کرنے سے پہلے وضع حمل ہو گیا تو پھر وہ اس سے جدا ہو جائے۔ اور وہ خواستگاری کرنے والوں میں سے ایک ہوگا (عورت چاہے گی تو اس سے عقد جدید کرے گی اور اگر نہیں چاہے گی تو نہیں کرے گی)۔ (ایضاً)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حاملہ عورت کو شوہر طلاق دیتا ہے پھر رجوع کر لیتا ہے، پھر طلاق دے دیتا ہے پھر رجوع کر لیتا ہے پھر تیسری بار طلاق دے دیتا ہے تو؟ فرمایا: پھر اس کی طلاق ایسی بائن ہو جائے گی کہ جب تک (وضع حمل کے بعد) دوسرے شخص (محلل) سے نکاح نہیں کرے گی تب تک پہلے خاوند پر حلال نہیں ہوگی۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو طلاق عدی پر محمول کیا ہے جبکہ سابقہ حدیثوں کو طلاق سنت پر محمول کیا ہے۔

۴۔ انہی اسحاق بن عمار کی ایک دوسری روایت جو کہ انہی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے۔ اس میں مذکور ہے کہ حاملہ کی دو بار طلاق اور رجوع اور پھر تیسری بار طلاق اور طلاق کا بائن ہو جانا یہ سب کاروائی ایک ہی دن میں کی جاسکتی ہے (کیونکہ حاملہ کو حیض تو آتا نہیں تاکہ دوسرے طہر کا انتظار کیا جاسکے)۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ مگر حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے باسناد خود یزید کناسی سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے حاملہ کو طلاق دینے اور رجوع کرنے کی جو روایت کی ہے اس میں مشہور و مشہود کا تذکرہ ہے یعنی اس میں مذکور ہے۔ اگر حاملہ کو ایک بار گواہوں کے ساتھ طلاق دی جائے اور آدمی رجوع کرکے مقاربت کرے تو دوسری طلاق ایک ماہ کے بعد دے۔ پھر اگر رجوع کرنے اور مباشرت کرنے کے ایک ماہ بعد تیسری طلاق دے گا۔ تو یہ طلاق

بائن ہو جائے گی اور جب تک کسی اور شخص (محلل) سے نکاح نہیں کرے گی۔ تب تک پہلے خاوند پر حلال نہیں ہوگی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں ایک ماہ کا انتظار استحباب پر محمول ہے (ورنہ یہ سب کارروائی ایک دن میں ہی ہو سکتی ہے)۔ نیز حاملہ کی جس ایک طلاق کا ان حدیثوں میں تذکرہ کیا گیا ہے یہ بھی استحباب پر محمول ہے کہ طلاق سنت دے کر اسے وضع حمل تک اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے گا تاکہ اس کے بعد اپنی مرضی سے چاہے تو عقد جدید کرے اور نہ چاہے تو نہ کرے۔ کما تقدم۔

باب ۲۱

بیمار کا طلاق دینا مکروہ ہے اور اس کا شادی کرنا جائز ہے پس اگر اس نے دخول کیا تو عقد صحیح ہوگا ورنہ باطل متصور ہوگا اور نہ مہر ہوگا نہ وراثت۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مریض کو طلاق نہیں دینی چاہیے۔ مگر عقد و ازدواج کر سکتا ہے پس اگر ازدواج کے بعد دخول کیا تو عقد نافذ ہوگا۔ اور اگر دخول نہ کر سکا۔ اور اس سے پہلے مر گیا تو پھر نکاح باطل ہوگا۔ اور عورت کو نہ حق مہر ملے گا اور نہ میراث۔ (کتب اربعہ)

۲۔ نیز زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیمار کو طلاق دینے کا حق تو نہیں ہے مگر نکاح کر سکتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب المصاہرہ (باب ۴۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ باب المواریث میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

جب کوئی بیمار اپنی بیوی کو ضرر پہنچانے (اور وراثت سے محروم کرنے) کیلئے طلاق بائن یا طلاق رجعی دے۔ تو اگر (ایک سال تک بھی) شوہر مر گیا تو وہ اس کی وراثت حاصل کرے گی مگر یہ کہ شوہر تندرست ہو جائے یا وہ عقد ثانی کر لے۔ اور اگر مطلقہ مر گئی تو شوہر اس کی وراثت نہیں حاصل کر سکے گی مگر طلاق رجعی میں جبکہ وہ عدت کے اندر مر جائے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالعباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: جب کوئی بیمار اپنی بیوی کو طلاق دے۔ تو اگر وہ اسی بیماری میں مر گیا تو وہ مطلقہ اس کی وارث بنے گی۔ اگرچہ اس کی عدت ختم بھی ہو جائے۔ مگر یہ کہ وہ تندرست ہو جائے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر اس کی بیماری زیادہ طول پکڑ جائے تو؟ فرمایا: تو پھر ایک سال تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ ابان بن عثمان ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص صحت کی حالت میں اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے اور تیسری طلاق بیماری کی حالت میں دے تو وہ مطلقہ ایک سال تک اس شخص کی وراثت حاصل کر سکے گی (اگر مر گیا)۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک بیمار شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو؟ فرمایا: اگر اس کی عدت کے اندر (شوہر مر گیا) تو اس کی وراثت حاصل کرے گی۔ اور اگر اس نے عورت کو نقصان پہنچانے کے لئے ایسا کیا ہے۔ تو پھر ایک سال تک بھی وہ اس کی وراثت حاصل کرے گی۔ ہاں البتہ ایک سال سے ایک دن بھی زائد ہو گیا تو پھر اسے میراث نہیں ملے گی۔ اور وہ عدتِ وفات یعنی چار ماہ اور دس دن گزارے گی۔ (کتب اربعہ)

۴۔ مالک بن عطیہ اور ابو الورد دونوں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بیمار آدمی بیماری کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے اور پھر وہ مسلسل بیمار رہے یہاں تک کہ عورت کی عدت ختم ہو جائے۔ تو جب تک عدت کے بعد وہ دوسری جگہ شادی نہ کر لے تب تک (ایک سال تک) اس کی وراثت حاصل کر سکے گی (مگر شادی کی صورت میں نہ۔ کیونکہ اس طرح گویا وہ شوہر کی کاروائی پر راضی ہو گئی ہے)۔ (ایضاً)

۵۔ حلبی، ابو بصیر اور ابو العباس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ (شوہر کی بیماری کی حالت میں طلاق یافتہ) عورت تو اس شخص کی وراثت حاصل کرے گی (ایک سال تک اگر وہ اسی بیماری کی حالت میں مر گیا) لیکن عدت گزر جانے کے بعد یہ شخص اس کی وراثت حاصل نہیں کر سکے گا (ہاں اگر وہ عدت کے اندر مر گئی تو پھر حاصل کر سکے گا)۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یحییٰ ازرق سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی جائیں وہ جب تک عدت کے اندر ہے (شوہر) کی وارث بنے گی۔ اور (شوہر) اس کا وارث بنے گا۔ (اگر عدت کے اندر مر گئی)۔ (التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ بظاہر یہ روایت سابقہ ضابطہ کے منافی ہے۔ اس لئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ بیمار کی تین طلاقوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

۷۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے تیسری طلاق بیاری کی حالت میں دی تھی؟ فرمایا: مطلقہ اس کی وراثت حاصل کرے گی۔ (ایضاً) (اگر خاوند ایک سال کے اندر اندر مر گیا)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب المیراث (باب ۱۴) میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲۳

مفقود الخبر (گم شدہ) آدمی کی زوجہ کی طلاق اور اس کی عدت اور شادی کا حکم؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود برید بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جس عورت کا خاوند گم ہو جائے وہ کیا کرے؟ فرمایا: جب تک وہ صبر کرے اور خاموش رہے تم اسے اپنے حال پر چھوڑو۔ اور اگر وہ اپنا مقدمہ حاکم (شرع) کے پاس لے جائے تو وہ اسے چار سال کی مہلت دے گا۔ اور اس کی تلاش کی خاطر اس علاقہ (کے حاکم) کی طرف لکھے گا۔ پس اگر پتہ چل گیا کہ وہ زندہ ہے تو پھر عورت صبر کرے گی، اور اگر اس کا کوئی اتہ پتہ نہ چل سکا یہاں تک کہ چار سال گزر گئے۔ تو پھر حاکم اس شخص کے ولی کو بلا کر کہے گا کہ آیا گم ہونے والے کا کچھ مال ہے؟ اگر ہوا تو ولی سے کہا جائے گا کہ وہ یہ مال اس عورت کی ضروریات پر صرف کرے حتیٰ کہ اس کے خاوند کی موت یا حیات کا کوئی پتہ چلے۔ اور اگر اس کا کوئی مال نہ ہوا۔ تو پھر ولی سے کہا جائے گا کہ تو اپنی گرہ سے خرچ کر۔ پس اگر وہ اس بات پر آمادہ ہو جائے تو پھر عورت کے لئے صبر کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اور اگر وہ اس سے انکار کرے تو پھر حاکم اسے طلاق دینے پر مجبور کرے گا۔ کہ وہ طہر میں طلاق دے کر عورت کو فارغ کر دے۔ پس ولی کی طلاق خود شوہر کی طلاق سمجھی جائے گی۔ پس اگر عدت کے اندر شوہر آ گیا اور اس نے رجوع کرنا چاہا تو کرے گا اور یہ اس کی بیوی متصور ہوگی۔ اور اگر اس کے آنے اور رجوع کرنے سے پہلے عدت ختم ہوگئی تو وہ شوہروں کے لئے حلال ہو جائے گی اور (سابقہ) خاوند کا اس پر کوئی حق نہ ہوگا۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں یوں وارد ہے کہ اگر اس (گم شدہ شوہر) کا کوئی ولی نہ ہوا۔ تو پھر حاکم (شرع) دو گواہوں کی موجودگی میں عورت کو طلاق دے کر فارغ کر دے گا اور حاکم کی طلاق اس کے خاوند کی طلاق سمجھی جائے گی۔ اور وہ چار ماہ دس دن (عدتِ وفات) گزارے گی۔ اور اس کے بعد

اگر چاہے گی تو شادی کر سکے گی۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الصباح کنانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا شوہر گم ہو جائے؟ اور اسے چار سال گزر جائیں اور کچھ معلوم نہ ہو کہ وہ زندہ ہے یا مردہ اور اس عورت کے نان ونفقہ کا کوئی انتظام نہ ہو۔ آیا اس (خاوند) کے ولی کو طلاق دینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! فرمایا: اور اگر اس کا ولی نہ ہو تو پھر حاکم (شرع) اسے طلاق دے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر ولی کہے کہ میں اس کے اخراجات کا بندوبست کرتا ہوں تو؟ فرمایا: پھر اسے طلاق دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا! عرض کیا: اگر (اس حالت میں) عورت یہ کہے کہ میں وہ کچھ چاہتی ہوں جو دوسری عورتیں چاہتی ہیں اور میں صبر کر کے گھر میں نہیں بیٹھتی تو؟ فرمایا: اسے ایسا کرنے کا کوئی حق نہیں ہے جبکہ اس کے نان ونفقہ کا انتظام ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب المصاھرہ (نمبر ۴۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

جس کنیز کو دو بار طلاق دی جائے تو وہ اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔ اور جب تک کسی اور شخص (محلل) سے نکاح نہ کرے تب تک اس پر حلال نہیں ہوتی اگرچہ اس کا شوہر آزاد آدمی ہو۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ابن شبرمہ نے کہا کہ طلاق مرد کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ اس پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ طلاق عورتوں کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی آزاد عورت کسی غلام کی زوجیت میں ہو تو اسے تین طلاقیں دی جائینگی اور اگر کوئی کنیز کسی آزاد آدمی کی زوجیت میں ہو تو اسے دو طلاقیں دی جائینگی۔ (الفروع)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے اپنی کنیز زوجہ کو دو طلاقیں دینے کے بعد اس سے مقاربت کی تھی۔ تو حضرت امیر علیہ السلام نے اسے کوڑے لگائے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ اسامہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار عمر بن الخطاب نے برسر منبر کہا: اے اصحاب محمدؐ! آپ کنیز کی طلاق کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس پر کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر (جو اتفاقاً وہیں مسجد میں تشریف فرما تھے) اے بردِ یمانی والے! آپ کیا کہتے

ہیں؟ اس پر آپؑ نے دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔ یعنی دو۔ (الفروع، المجالس والاخبار شیخ طوسیؒ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ منجملہ ان باتوں کے جو حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اس کی طرف لکھیں ایک یہ تھی کہ کنیز کی دو طلاقوں کی علت یہ ہے کہ اس کی طلاق آزاد عورت کی طلاق کا نصف ہوتی ہے (اس طرح تو ڈیڑھ طلاق بنتی ہے)۔ مگر احتیاطاً اسے دو کر دیا گیا۔ اور یہی عدت وفات میں فرق ہے (کہ کنیز میں دو ماہ اور پانچ دن ہے) اور یہی فرق عدت طلاق میں بھی ہے کہ جو دو ماہ یا دو طہر ہے)۔ (علل الشرائع وعیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے استیفاء العدد (باب ۱ و ۱۲) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد یہاں باب ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۹ میں) اور عدد (باب ۴۲ اور باب ۲۹ از حد زنا) میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

جب آزاد عورت کو تین طلاقیں دی جائیں تو وہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی اور اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کسی اور شخص (محلل) سے نکاح نہ کرے اس سے پہلے حرام نہ ہوگی اگرچہ اس کا شوہر غلام ہی ہو۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب کوئی آزاد عورت کسی غلام کی زوجیت میں ہو تو اس کی طلاقیں کتنی ہوں گی؟ فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ طلاق اور عدت عورت کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ اس کی وضاحت دوسری روایت میں مذکور ہے جسے حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے فروع کافی میں آنجنابؑ سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: جب کوئی آزاد عورت کسی غلام کی زوجیت میں ہو تو وہ اسے تین طلاقیں دے گا اور عدت تین حیض گزارے گی۔ (الفروع)

۳۔ ابوالصباح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مرد آزاد ہو اور بیوی کنیز ہو تو اس کی طلاقیں دو ہوں گی۔ اور جب مرد غلام ہو اور بیوی آزاد تو اس کی طلاقیں تین ہوں گی۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آزاد عورت غلام کی زوجہ ہو تو اس کی طلاقیں تین ہیں اور جب کنیز آزاد کی زوجہ ہو تو اس کی طلاقیں دو ہیں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۴ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (عدد باب ۱ و ۱۲ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

اگر کسی کنیز کا خاوند اسے دو بار طلاق دے دے اور پھر (فارغ ہونے کے بعد) اسے خرید لے تو اس طرح اس کے ساتھ مباشرت حلال نہ ہوگی جب تک کسی اور شخص (محلل) سے نکاح نہ کرے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کی زوجیت میں کنیز تھی جسے اس نے سنت کے مطابق (دو بار) طلاق دے دی۔ اور اسے طلاق بائن ہو گئی۔ اور قبل اس کے کہ وہ کسی دوسرے شخص (محلل) سے نکاح کرتی۔ اس نے اسے خرید لیا۔ تو؟ فرمایا: کیا حضرت امیر علیہ السلام نے ایسے ہی ایک مقدمہ میں نہیں فرمایا تھا کہ اسے ایک آیت نے حلال اور دوسری نے حرام قرار دیا ہے۔ اور میں اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ برید عجلی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک کنیز کو اس کا شوہر دو (بائن) طلاقیں دے دیتا ہے اور پھر اسے خرید لیتا ہے۔ (آیا وہ اس کے لئے حلال ہو جائے گی؟) فرمایا: نہ۔ یہاں تک کہ کسی اور شخص (محلل) سے نکاح کرے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ ایک اور ایسی روایت میں یہ اضافہ بھی مذکور ہے کہ یہاں تک کہ اسی (نکاح) میں داخل ہو جس سے نکلی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کی زوجیت میں کنیز تھی جسے اس نے طلاق بائن دے دی پھر اسے خرید لیا۔ آیا وہ اس پر حلال ہو جائے گی؟ فرمایا: خریداری کی وجہ سے حلال ہو جائے گی اور آزاد اور غلام اس سلسلہ میں برابر ہیں۔ (ایضاً)

(چونکہ یہ روایت حسب ظاہر سابقہ ضابطہ کے منافی نظر آتی ہے اس لئے اسکی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب شوہر نے ایک بائن طلاق دی ہو (طلاق دے کر رجوع نہ کیا ہو یہاں تک کہ اس کی عدت گزر گئی ہو)۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ تقیہ پر محمول ہو۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۴ و ۲۵ میں) گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۷

جب کسی کنیز کو تین طلاقیں دی جائیں اور پھر اس کا آقا اس سے مباشرت کرے تو وہ اس وقت تک اپنے شوہر پر حلال نہ ہوگی جب تک کسی دوسرے شخص (محلل) سے نکاح نہ کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالملک بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص (آقا) نے اپنی کنیز کی ایک شخص سے شادی کر دی اور وہ کچھ عرصہ اس کے پاس رہی پھر اس نے اسے طلاق دے دی اور وہ اپنے آقا کے پاس چلی گئی۔ اور اس نے اس سے مباشرت کر لی۔ آیا اگر اس کا شوہر رجوع کرنا چاہے تو کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ جب تک کسی اور شخص (محلل) سے نکاح نہ کرے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ فضیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص (آقا) نے اپنی کنیز کی اپنے غلام سے شادی کر دی۔ پھر اس نے اسے دو طلاقیں دے دیں۔ آیا اس کے آقا کی مرضی ہو تو اس کا شوہر رجوع کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ پھر عرض کیا: اگر اس اثنا میں اس کا آقا اس سے مباشرت کرے تو پھر اس کا غلام شوہر رجوع (عقد جدید) کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ یہاں تک کہ کسی اور شخص (محلل) سے اس طرح نکاح کرے۔ جس طرح پہلے سے کیا تھا (اور پھر یہ دوسرا اسے طلاق دے)۔ اور اگر شوہر نے صرف ایک طلاق دی تھی تو پھر آقا کی مرضی سے رجوع کر سکتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (آئندہ ابواب ۲۹ وغیرہ میں) آئینگی اور اس سے پہلے (باب ۹ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ محلل کے لئے عقد دائمی کرنا ضروری ہے۔

باب ۲۸

اگر کسی کنیز (زوجہ) کو دو طلاقیں دی جائیں اور پھر وہ آزاد ہو جائے یا اس کا شوہر آزاد ہو جائے یا دونوں آزاد ہو جائیں بہرحال وہ اس وقت تک اپنے شوہر پر حلال نہ ہوگی جب تک کسی دوسرے شخص (محلل) سے نکاح نہیں کرے گی۔ اور اگر اسے ایک طلاق دی جائے اور پھر آزاد ہو جائے تو اس کی آزادی طلاق کو کالعدم نہیں کرے گی۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک غلام میاں اور کنیز بیوی ہیں اور شوہر اسے دو طلاقیں دے دیتا ہے۔ پھر دونوں آزاد ہو جاتے ہیں آیا خاوند رجوع کر سکتا ہے؟ (عقد جدید کر سکتا ہے؟) فرمایا: نہ۔ جب تک کسی دوسرے شخص (محلل) سے نکاح نہ کرے اور پھر (طلاق کے ذریعہ) اس سے جدا نہ ہو۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کسی غلام کی زوجیت میں کنیز ہو اور وہ اسے ایک طلاق دے دے اور پھر اس کنیز کا آقا اسے آزاد کر دے (یا دوسری روایت کے مطابق دونوں آزاد کر دیئے جائیں) تو وہ ایک طلاق پر اس کے پاس باقی رہے گی۔ (ایضاً)

۳۔ عیص بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک غلام نے اپنی (کنیز) بیوی کو طلاق دے دی۔ پھر دونوں آزاد کر دیئے گئے۔ تو قبل اس کے کہ وہ دوسرے شخص سے نکاح کرے شوہر رجوع کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب شوہر نے صرف ایک طلاق دی ہو۔ ...... کما تقدم ...... فی الابواب السابقۃ۔

باب ۲۹

جو آقا اپنی کنیز کو اپنے غلام سے دو بار علیحدہ کر دے پھر وہ اس غلام پر حلال نہیں ہوگی جب تک کسی اور شخص سے نکاح نہ کرے اور اگر آقا اس سے مباشرت کرے تو وہ اس سے غلام پر حلال نہیں ہوگی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن زیاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی کنیز کی شادی اپنے غلام سے کر دیتا ہے۔ اور پھر اسے غلام سے علیحدہ کر دیتا ہے اور استبراء (عدت) کے بعد اس سے خود مباشرت کرتا ہے۔ اور پھر غلام کو واپس کر دیتا ہے (شادی کر دیتا ہے)۔ اور پھر دوبارہ اس سے علیحدہ کر دیتا ہے۔ تو آیا مالک کا دو بار اپنی کنیز کا اس کے شوہر سے علیحدہ کرنا بمنزلہ ان طلاقوں کے سمجھا جائے گا کہ جن کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کئے بغیر عورت اپنے شوہر پر حلال نہیں ہوتی؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ (ہاں دوسرے شخص سے) نکاح کئے بغیر (پہلے پر) حلال نہیں ہوگی۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۵ از نکاح عبید میں) یہ بات گزر چکی ہے کہ مالک کا کنیز و غلام کے درمیان جدائی کرنا بمنزلہ طلاق کے ہوتا ہے۔

باب ۳۰

مرتد آدمی کی زوجہ کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مرتد کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جو شخص اسلام سے منہ موڑ لے اور اسلام کے بعد اسکا انکار کر دے جو کچھ خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفیٰ (ص) پر نازل کیا ہے تو اس کی توبہ قبول نہیں ہے۔ اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ اسکی بیوی اس سے علیحدہ ہو جائے گی۔ اور اس کا ترکہ اس کی اولاد پر تقسیم کر دیا جائیگا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد کچھ یہاں (باب ۳۵ میں) اور وراثت (باب ۶ از موانع ارث) میں اور حدود (باب ۱و۲ از حد مرتد) میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

مشرک آدمی کے اپنی مشرکہ بیوی کو طلاق دینے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسیؒ علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک یہودی یا نصرانی اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے بعد ازاں وہ اور اس کی (مطلقہ) بیوی دونوں اسلام لاتے ہیں تو ان کی کیا کیفیت ہے؟ فرمایا: اس سے عقد جدید کرے گا۔ عرض کیا کہ اگر اسلام لانے کے بعد خاوند بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دے دے تو آیا عورت اس سابقہ طلاق کو بھی شمار کرے گی۔ جو اسلام سے پہلے اسے ہوئی تھی؟ فرمایا: نہ۔ اسے شمار نہیں کرے گی۔ (التہذیب)

باب ۳۲

ایک شخص کسی عورت سے (یکے بعد دیگرے) تین بار متعہ کرتا ہے تو وہ اس پر حرام نہیں ہوتی تا کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور نہ ہی نویں بار حرام مؤبد ہوتی ہے اور یہی حکم اس عورت کا ہے جس سے مملوکہ ہونے کی بنا پر مقاربت کی جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ایک عورت سے متعہ کرتا ہے اور جب اسکی مدت ختم ہو جاتی ہے۔ تو وہ دوسرے سے شادی کر لیتی

ہے۔ اور جب اس سے علیحدہ ہو جاتی ہے تو پھر پہلا شخص اس سے عقد کر لیتا ہے۔ اسی طرح وہ تین بار تین شوہروں سے (اور پہلے شخص سے) عقد کرتی ہے۔ آیا بعد ازاں بھی پہلے کیلئے حلال ہے؟ فرمایا: ہاں جتنی بار چاہے کر سکتا ہے۔ یہ آزاد عورت (عقد دائمی) کی طرح نہیں ہے۔ یہ تو بمنزلہ کنیز کے ہے۔ (الفروع، التہذیب)۔

۲۔ ابان بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کئی بار ایک عورت سے متعہ کرتا ہے تو؟ فرمایا: جتنی بار چاہے کرے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۶ از عقد متعہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۳

بائن طلاق کے اقسام۔ ان کے علاوہ جو طلاق ہے وہ رجعی ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ (مطلقہ) عورت جس جیسی عورتیں (صغر سنی یا کبر سنی کی وجہ سے) حاملہ نہیں ہوتیں۔ (اگر ان کو طلاق دی جائے) تو ان پر کوئی عدت نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ جمیل بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب غیر مدخولہ بیوی کو طلاق دی جائے تو وہ ایک ہی طلاق سے بائن ہو جاتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حماد بن عثمان ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس چھوٹی بچی جس جیسی بچیوں کو ہنوز حیض نہیں آتا...... یا وہ بڑی عورت جو حیض سے مایوس ہو چکی ہے کی طلاق کے بارے میں فرمایا: ان پر کوئی عدت نہیں ہے۔ اگرچہ (خاوند نے) ان سے دخول بھی کیا ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ از نکاح میں) گزر چکی ہیں۔ اور اس کے بعد (باب ۲ و ۳ و ۸ و ۹ از عدد۔ و باب ۵ و ۹ از خلع میں) کچھ ایسی حدیثیں آئینگی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ (مذکورہ بالا تین اقسام کے علاوہ) طلاق بائن کی تین قسمیں اور بھی ہیں۔ (۱) جسے تین بار طلاق دی جائے۔ (۲) خلع۔ (۳) مبارات۔ اور ان چھ قسموں کے علاوہ جو طلاقیں ہیں وہ رجعی ہیں۔

باب ۳۴

جب مطلقہ کو اپنے پاس رکھنے کا ارادہ نہ ہو بلکہ پھر طلاق دینے کا ارادہ ہو تو پھر رجوع کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: آدمی کو ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے کر رجوع کرے جبکہ اسے اس کی ضرورت نہ ہو اور پھر طلاق دے دے۔ یہ وہ ضرر رسانی ہے جس سے خدائے تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ ہاں البتہ بیوی بنا کر رکھنے کی نیت سے طلاق کے بعد رجوع کرنا صحیح ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مفہوم دریافت کیا کہ ﴿وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا﴾ (کہ ضرر پہنچانے اور زیادتی کرنے کی غرض سے مطلقہ بیویوں کو نہ روکو) فرمایا اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص عورت کو ایک طلاق دیتا ہے۔ پھر اسے اپنے حال پر چھوڑ دیتا ہے حتیٰ کہ جب اس کی عدت ختم ہونے لگتی ہے تو رجوع کر لیتا ہے اور پھر اسے طلاق دے دیتا ہے۔ اور پھر اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ یہاں تک کہ تین بار اسی طرح کرتا ہے۔ اس سے خدائے تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ (الفقیہ، کذافی التفسیر للعیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب اور اس کام کے حرام نہ ہونے پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں (اس سے پہلے باب ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۵

اگر غلام بھاگ جائے اور پھر لوٹ آئے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو ایک آزاد عورت سے شادی کرنے کی اجازت دی۔ اور وہ شادی کرنے کے بعد بھاگ گیا۔ اور اس کی بیوی نے اس (غلام) کے مالک سے نان و نفقہ کا مطالبہ کر دیا۔ تو؟ فرمایا: مالک پر اس عورت کا نان و نفقہ واجب نہیں ہے اور وہ عورت اب آزاد ہے۔ کیونکہ غلام کا (اپنے آقا اور بیوی سے) بھاگ جانا بمنزلہ طلاق دینے کے ہے۔ اور وہ بمنزلۂ مرتد کے ہے۔ (کہ اس سے اس کی بیوی علیحدہ ہو جاتی ہے)۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ بھگوڑا غلام اپنے مالک کے پاس واپس آ جائے۔ تو کیا اس کی بیوی بھی واپس پلٹ آئے گی؟ فرمایا: اگر اس کی عدت گزر گئی ہے۔ اور وہ دوسری جگہ شادی بھی کر چکی ہے تو پھر تو کوئی چارہ نہیں۔ اور اگر ہنوز اس نے شادی نہیں کی (یعنی ابھی عدت نہیں گزری)۔ تو پھر وہ سابقہ نکاح پر اس کی بیوی ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

﴿ عدتوں کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل پچپن (۵۵) باب ہیں)

باب ۱

وہ مطلقہ جو مدخولہ نہیں ہے اس پر کوئی عدت نہیں ہے اور نہ ہی اس کا شوہر رجوع کر سکتا ہے۔ بلکہ وہ طلاق کے بعد اسی وقت دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عدت پانی (منی) کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (الفروع)

۲۔ علی بن رئاب بیان کرتے ہیں کہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک باکرہ لڑکی سے شادی کی۔ پھر دخول سے پہلے اسے اس طرح تین طلاقیں دیں کہ ہر مہینہ میں ایک طلاق دی۔ تو؟ فرمایا: وہ تو پہلی طلاق سے ہی بائن ہوگئی تھی۔ باقی دو تو فضول ہیں۔ اگر دونوں چاہیں تو نئے حق مہر سے نیا عقد نکاح کر سکتے ہیں۔ عرض کیا گیا: جب اس صورت میں صرف ایک طلاق دے تو آیا تین ماہ تک رجوع کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ یہ رجوع کا حق تب تھا اگر اس سے دخول کیا ہوتا۔ اور جب دخول نہیں کیا تو پھر رجوع کا کوئی حق نہیں ہے۔ بس طلاق ملتے ہی بائن ہوگئی۔ (ایضاً)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص دخول سے پہلے اپنی زوجہ کو طلاق دے۔ تو اس پر کوئی عدت نہیں ہے، چاہے تو اسی وقت (دوسری جگہ) شادی کر سکتی ہے۔ اور وہ ایک ہی طلاق سے بائن ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کے لئے کچھ حق مہر مقرر کیا تھا تو اس کا نصف اسے ملے گا۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ از عیوب، باب ۵۱ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ از مہور میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ و ۳ و ۵ و ۳ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جب نو (۹) سال سے کم عمر لڑکی کو طلاق دی جائے تو اگرچہ وہ مدخولہ ہو۔ مگر اس کی کوئی عدت نہیں ہے۔ اور نہ شوہر کو رجوع کرنے کا حق ہے۔ چاہے تو اسی وقت عقد وازدواج کر سکتی ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جس لڑکی کو حیض نہیں آتا۔ یا جو (بڑھاپے کی وجہ سے) حیض سے مایوس ہو چکی ہے کی عدت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ان پر کوئی عدت نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے نابالغ بچی جس جیسی بچیوں کو حمل نہیں ہوتا۔ اور اس یائسہ جس کا حیض ختم ہو چکا ہو اور وہ بچہ جننے کے قابل نہ ہو۔ کی طلاق کے بارے میں فرمایا کہ ان پر کوئی عدت نہیں ہے۔ اگرچہ ان کے ساتھ دخول بھی کیا گیا ہو۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ عبدالرحمن بن الحجاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین (مطلقہ) عورتیں ایسی ہیں جو ہر حالت میں شادی کر سکتی ہیں (اور ان پر کوئی عدت نہیں ہے)۔ (۱) وہ جسے ہنوز حیض نہ آتا ہو۔ راوی نے عرض کیا: اس کی حد کیا ہے؟ فرمایا: نو سال سے کم عمر ہو۔ (۲) جو غیر مدخولہ ہو۔ (۳) جو یائسہ ہو اور اس جیسی عورتوں کو حیض نہ آتا ہو۔ عرض کیا: اس کی حد کیا ہے؟ فرمایا: پچاس سال۔ (الفروع)

۴۔ ابوبصیر (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں) فرمایا: جو لڑکی ہنوز حیض کی حد تک نہیں پہنچی اور جو حیض سے مایوس ہوگئی ہے اس کی عدت تین ماہ ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ یہ روایت سابقہ مستند روایات کے منافی ہے۔ اس لئے جمع بین الاخبار کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو (اور اس جیسی حدیثوں کو) مسترابہ پر محمول کیا ہے۔ یعنی وہ عورت جسے (کسی عارضہ کی وجہ سے) حیض نہیں آتا۔ حالانکہ وہ اس سن و سال کی ہے کہ جسے حیض آنا چاہیے۔ اور حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے معاویہ بن حکیم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بھی اس حدیث کو مسترابہ پر محمول کیا ہے۔ اور حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس بات پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ جو حدیثیں صغیرہ و کبیرہ کی عدت پر دلالت کرتی ہیں انہیں تقیہ پر محمول کیا جائے۔ کیونکہ یہ مذہب مخالفین کا ہے۔ نیز ان کو استحباب پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔ (واللہ العالم)

(مخفی نہ رہے کہ تہذیب الاحکام کے حوالہ سے اس باب میں کتاب کے اندر تین حدیثیں اور بھی مذکور ہیں۔ جن سے ان مطلقات پر عدت کا وجوب ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان کو بھی انہی محامل میں سے کسی محمل پر حمل کیا جائے گا۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

جب یائسہ عورت کو طلاق دی جائے تو اگر چہ وہ مدخولہ ہو اس پر کوئی عدت نہیں۔ اور وہ اسی وقت عقد و ازدواج کر سکتی ہے اور اس کی حد قرشیہ و نبطیہ میں ساٹھ سال اور دوسری عام عورتوں میں پچاس ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ اس یائسہ کے بارے میں جسے شوہر طلاق دے فرما رہے تھے کہ اس کی طلاق بائن ہے۔ اور اس پر کوئی عدت نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جب عورت پچاس سال کی ہو جائے تو پھر وہ سرخی (حیض) نہیں دیکھتی۔ مگر یہ کہ وہ قرشیہ ہو۔ (کہ وہ ساٹھ سال کے بعد یائسہ ہوتی ہے)۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تین قسم کی عورتیں ایسی ہیں جو ہر حال میں عقد (ثانی) کر سکتی ہیں ان میں سے ایک یائسہ عورت ہے! راوی نے عرض کیا کہ عورت کے یائسہ ہونے کی حد کیا ہے؟ فرمایا: ساٹھ سال۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ مدت (ساٹھ سال) قرشیہ و نبطیہ سے مخصوص ہے۔ اور حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ کی روایت (جس میں پچاس سال مذکور ہے) ان دو قسم کی عورتوں کے علاوہ دوسری عورتوں سے مخصوص ہے۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۱ از حیض اور یہاں باب ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

مسترابہ اور اس جیسی دوسری عورتوں کی عدت کا بیان۔

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن میں سے دس مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے

روایت کرتے ہیں فرمایا: دو باتوں میں سے جو پہلے ختم ہو جائے اس سے عدت ختم ہو جائے گی۔ (۱) تین ماہ گزر جائیں مگر اسے حیض نہ آئے۔ تب بھی عدت ختم۔ (۲) تین طہر گزر جائیں تب بھی عدت ختم۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسترابہ عورت کی عدت دو طرح ہے (۱) اگر اسے تین ماہ گزر جائیں اور اسے حیض نہ آئے تو عدت ختم (۲) یا اسے اس طرح تین حیض آئیں اور گزر جائیں کہ ہر دو حیض میں کامل تین ماہ کا فاصلہ نہ ہو۔ تو پھر حیض کے اعتبار سے عدت ختم ہو جائے گی۔ ابن ابی عمیر بیان کرتے ہیں کہ جمیل بن درّاج نے اس دوسری قسم کی تفسیر یوں بیان کی ہے کہ ایک دن کم تین ماہ گزر جائیں کہ اسے حیض آئے پھر ایک دن کم تین ماہ گزرے پر دوسری بار پھر حیض آئے پھر تیسری بار جب ایک دن کم تین ماہ گزر جائیں تو پھر اسے حیض آئے۔ تو اس قسم کی عورت اس طرح (تین حیضوں کے ساتھ قریباً نو ماہ کی مدت میں) حیض کے ساتھ عدت گزارے گی، نہ کہ (تین) مہینوں کے ساتھ اور اگر تین ماہ اس طرح گزر جائیں کہ اسے حیض نہ آئے تو بس اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ (کتب اربعہ)

۴۔ ابو العباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بچے کی ولادت اور (نفاس سے) پاک ہونے کے بعد طلاق دی۔ اور وہ ایسی عورت ہے کہ جسے دودھ پلانے کی مدت (دو سال) میں حیض نہیں آتا۔ اس کی عدت کس قدر ہے؟ فرمایا: تین ماہ۔ (الفروع)

۵۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ عورت جسے (کسی وجہ سے) حیض نہیں آتا۔ (حالانکہ وہ اس سن و سال میں ہے کہ اسے آنا چاہئے (یعنی مسترابہ ہے)۔ اس کی عدت اور اس استحاضہ والی عورت کی عدت جو پاک ہوتی ہی نہیں ہے تین ماہ ہے۔ اور جسے صحیح طریقہ پر حیض آتا ہے اس کی عدت تین طہر ہے۔ راوی نے سوال کیا کہ ارشاد خداوندی ﴿إِنِ ارْتَبْتُمْ﴾ (اگر تمہیں حمل کا شک پڑ جائے) کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: اگر مقررہ عادت کے بعد ایک ماہ سے زیادہ عرصہ گزر جائے (اور خون حیض نہ آئے) تو یہ (حمل کا) شک ہے تو ایسی عورت حیض کو چھوڑ کر تین ماہ والی عدت گزارے گی۔ (اور اگر یہ تاخیر ایک ماہ سے کم ہے اور اس کے بعد اسے حیض آجائے تو پھر حمل کا شک نہیں ہے)۔ تو ایسی عورت تین حیض تک عدت گزارے گی۔ (ایضاً)

۶۔ محمد بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی جوان سال بیوی کو طلاق دی ہے۔ جسے حیض نہیں آتا۔ حالانکہ وہ اس سن و سال میں ہے کہ اسے حاملہ ہونا چاہئے تو؟ فرمایا: اس کی عدت تین ماہ ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت ایسی ہے کہ جسے ہر تین یا چار سال میں ایک بار حیض آتا ہے (تو اگر اسے طلاق دی جائے تو اس کی عدت کس قدر ہوگی؟) فرمایا: وہ تین ماہ تک عدت گزارے گی اس کے بعد چاہے تو عقد کرسکتی ہے۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے یہی سابقہ سوال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا۔ تو آپؑ نے جواب میں فرمایا وہ عورت اپنے استقامت کے دنوں پر نگاہ کرے (کہ جب اسے ٹھیک طرح سے حیض آتا تھا تو کتنے دنوں کے بعد پاک ہو جاتی تھی۔ اور پھر کب حیض آتا تھا؟ اس طرح تین طہر تک عدت گزارے۔[1] بعد ازاں چاہے تو شادی کرسکتی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۹۔ محمد بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت کا حیض ختم ہوگیا ہے تو؟ (اس کی عدت کس طرح گزرے گی؟) فرمایا: حیض دو وجہ سے ختم ہوتا ہے۔ (۱) محض نظامِ حیض میں خلل کی وجہ سے، (۲) اور حمل کی وجہ سے۔ بہرصورت اس کی عدت اس طرح ختم ہوگی اور وہ شوہروں کے لئے تب حلال ہوگی کہ اس کا وضع حمل ہو جائے (اگر حاملہ ہے) یا اسے تین ماہ گزر جائیں جن میں حیض نہ آئے۔ (التہذیب)

۱۰۔ مفسر قرآن فاضل طبرسیؒ اپنی تفسیر مجمع البیان میں ارشاد خداوندی ﴿إِنِ ارْتَبْتُمْ﴾ (وہ عورتیں جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں اگر تمہیں شک پڑ جائے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس شک کا مطلب یہ ہے کہ معلوم نہ ہو سکے کہ حیض کا یہ خاتمہ کسی عارضہ کی وجہ سے ہے۔ یا کبر سنی (بڑھاپے کی وجہ سے) ہے تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔ فرماتے ہیں: ان عورتوں سے مراد ایسی عورتیں ہیں جن کی ہم سن عورتوں کو حیض آتا ہے۔ اور اگر وہ اس قدر عمر رسیدہ ہوتیں کہ جن کو حیض آتا ہی نہیں ہے تو پھر شک کے کیا معنی؟ فرماتے ہیں یہی مفہوم ہمارے ائمہ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے۔ (مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۲ و ۱۳ اور ۲۵ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] ان روایتوں میں کوئی تباین و تضاد نہیں ہے۔ بلکہ ان کا صاف و سادہ مطلب یہ ہے کہ ایسی عورت دو قسم کی عدت گزار سکتی ہے یعنی مہینوں کے لحاظ سے تین ماہ اور طہروں کے اعتبار سے تین طہر تک۔ اور بعد ازاں عقد و ازدواج کرسکتی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۵

استحاضہ والی عورت (عدت کے سلسلہ میں) اپنی عادت کی طرف یا پھر تمیز کی طرف رجوع کرے گی اور اگر وہ نہ ہوئی پھر اپنی خاندانی عورتوں کی عادت کی طرف رجوع کرے گی اور اگر ان میں اختلاف ہوا تو پھر تین ماہ عدت گزارے گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: استحاضہ والی عورت خون حیض کے ساتھ عدت گزارے گی (تین حیض تک) بشرطیکہ یہ ایام درست ہوں ورنہ مہینوں کے اعتبار سے (تین ماہ) گزارے گی اگر ایام میں کمی وبیشی ہوئی اور اگر خون حیض واستحاضہ میں اشتباہ ہوگیا تو پھر تمیز پر عمل کرے گی۔ کیونکہ حیض کا خون گاڑھا اور گرم ہوتا ہے۔ جبکہ استحاضہ کا خون زرد اور ٹھنڈا ہوتا ہے۔(التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے استحاضہ والی عورت کی عدت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اپنے طہروں پر نگاہ کرے گی۔ اور ان کی تعداد (تین طہر) کے برابر یا ان سے ایک دن کم وبیش عدت گزارے گی اور اگر اسے حیض نہیں آتا تو اپنی خاندانی عورتوں کے طہروں کے مطابق عدت گزارے گی۔(الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۴ میں) اور باب الطہارہ (باب ۸ از حیض) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۶

جو عورت طہر کے لحاظ سے عدت گزارتی تھی۔ جب اسے ایک بار حیض آئے اور اس کے بعد یائسہ ہو جائے تو وہ مزید دو ماہ گزار کر عدت مکمل کرے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہارون بن حمزہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس سن رسیدہ مطلقہ کے بارے میں جس نے ہنوز صرف ایک حیض (یعنی ایک طہر) کے ساتھ عدت گزاری تھی کہ وہ یائسہ ہوگئی (اس کا حیض آنا ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا)۔ فرمایا: وہ ایک حیض (یعنی اس کے بعد والے طہر) اور اس کے بعد والے دو ماہ کے ساتھ عدت گزارے گی۔ کیونکہ وہ یائسہ ہوگئی ہے۔(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

باب ۷

(حاملہ ہونے کا) شک تب ثابت ہوتا ہے کہ جب طہر کی مدت ایک ماہ سے زائد ہو جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿إِنِ ارْتَبْتُمْ﴾ (اگر تمہیں عورتوں کے حمل کا شک پڑ جائے) کا مطلب پوچھا؟ فرمایا: جب (طہر) ایک ماہ سے تجاوز کر جائے (اور حیض نہ آئے) تو یہ (حمل) کا شک ہے (کہ شاید عورت حاملہ ہوگئی ہے)۔ (الفروع، الاستبصار)

باب ۸

طلاقِ خلع بائن ہے اس میں شوہر کو رجوع کرنے کا حق نہیں۔ مگر جب عورت اپنا مال واپس لے لے اور وہ عدت گزارے گی اور یہی حکم طلاق مبارات کا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خلع اور مبارات دونوں بائن طلاقیں ہیں۔ اور شوہر طلاق کے بعد خواستگاری کرنے والوں میں سے ایک ہے (عورت جس سے چاہے عقد کرے)۔ (الفروع)

۲۔ داؤد بن سرحان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے خلع والی عورت کے بارے میں فرمایا کہ وہ (باوجود بائن ہونے کے) عام مطلقہ عورت کی طرح عدت گزارے گی اور اپنے گھر میں گزارے گی۔ (پھر) فرمایا کہ خلع والی عورت بمنزلہ طلاق مبارات کے ہے (کہ بائن ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد (باب ۵ و ۷ از طلاق خلع میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی نیز یہ بھی بیان کیا جائے گا کہ جب طلاق خلع و مبارات میں عورت اپنا دیا ہوا مال واپس لے لے تو پھر شوہر رجوع کر سکتا ہے۔

باب ۹

جب حاملہ عورت کو طلاق دی جائے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اگرچہ اسی وقت اس کا حمل وضع ہو جائے۔ اور بعض مستثنیٰ صورتوں کے علاوہ اس کے شوہر کو صرف وضع حمل سے پہلے رجوع کا حق ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: حاملہ کی طلاق ایک ہی ہے۔ پس جب اس کا وضع حمل ہو جائے (بچہ پیدا ہو جائے گا) تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ اور وہ علیحدہ ہو جائے گی۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حاملہ عورت کی طلاق ایک ہے۔ اور اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اور یہ اقرب الاجلین (دو عدتوں میں سے زیادہ قریب) ہے۔ (کیونکہ تین طہر گزرنے پر تو بہت وقت لگتا ہے اور یہ وضع حمل تو طلاق کے ایک لحظہ کے بعد بھی ہو سکتا ہے)۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حاملہ عورت کو طلاق دی جائے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اگرچہ اسی وقت ہو جائے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حاملہ عورت کی طلاق ایک ہی ہے۔ اور اگر شوہر چاہے تو وضع حمل سے پہلے رجوع کر سکتا ہے۔ اور اگر اس کے رجوع کرنے سے پہلے وضع حمل ہو جائے تو پھر وہ اس سے علیحدہ ہو جائے گی اور وہ خواستگاری کرنے والوں میں سے ایک ہوگا۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب مقنعہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کو کوڑے مارے تھے جس نے ایام نفاس میں تزویج کی تھی۔ (المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ اس نے ایام نفاس میں مقاربت کی تھی۔ ورنہ صرف عقد و ازدواج کرنے میں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے)۔

۶۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں بروایت ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ﴾ (کہ عورتوں کے لئے اس کا چھپانا جائز نہیں ہے جو کچھ ان کے رحموں میں ہے) کی تفسیر میں فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ جب حاملہ عورت کو طلاق دی جائے مگر شوہر کو اس کے حمل کا علم نہ ہو تو عورت کے لئے اپنے حمل کو اس سے چھپانا جائز نہیں ہے۔ اور جب تک اس کا وضع حمل نہ ہو۔ شوہر رجوع کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۴ و ۲۵ ما یحرم بالمصاھرۃ باب ۷ از نفقات وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ و ۱۱ و ۲۵ و ۲۸ و ۲۹ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

جس مطلقہ کے پیٹ میں دو جڑواں بچے ہوں اگرچہ پہلے بچے کی ولادت کے ساتھ وہ علیحدہ تو ہو جاتی ہے (اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے) مگر جب تک دوسرا بچہ پیدا نہ ہو تب تک عقد جدید نہیں کر سکتی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن بن البصری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایسی حاملہ عورت کو طلاق دی جس کے پیٹ میں دو بچے تھے۔ چنانچہ اس نے ایک کو تو جنم دے دیا مگر ہنوز دوسرا بچہ باقی ہے تو؟ فرمایا: (پہلے شوہر سے) بائن تو پہلے بچہ کی ولادت کے ساتھ ہی ہو جائے گی۔ مگر دوسرے شوہروں کے لئے اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے بچے کو بھی جنم نہیں دے گی۔ (الفروع، التہذیب، کذا فی تفسیر مجمع البیان للطبرسیؒ)

باب ۱۱

جب حاملہ (مطلقہ) عورت کا وضع حمل ہو جائے خواہ تام الخلقہ ہو یا ناقص بلکہ اگرچہ گوشت کا لوتھڑا ہو تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب حاملہ عورت کو طلاق دی جائے اور پھر اس کا وضع حمل ہو جائے خواہ بچہ پورا ہو یا ادھورا یا صرف گوشت کا لوتھڑا تو؟ فرمایا: ان تمام صورتوں میں اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۹ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم و اطلاق سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۲

جب عورت مستقیمۃ الحیض ہو (اسے خون حیض صحیح طریقہ سے آتا ہو) تو اس کی عدت تین طہر ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: مطلقہ (رجعیہ) کو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہئے۔ جب تک اس کی عدت نہ گزر جائے جو کہ تین طہر ہے (اگر حیض ٹھیک طرح سے آتا ہو) یا تین ماہ ہے۔ اگر حیض نہ آتا ہو۔
(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۸ از مقدمات طلاق، باب ۱۱ از اقسام طلاق اور یہاں باب ۲ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۸ و ۲۶ و ۳۰ وغیرہ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

اس (مطلقہ) عورت کی عدت کا بیان جسے ہر دو ماہ یا تین ماہ میں ایک بار حیض آتا ہے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کی جواں سال ایسی بیوی ہے جسے ہر دو ماہ یا ہر تین ماہ میں ایک بار حیض آتا ہے۔ اس کا شوہر اسے کس طرح طلاق دے؟ فرمایا: اس کا معاملہ خاصا سخت ہے۔ اس کا شوہر اسے اس طہر میں جس میں جماع نہ کیا ہو (دو) گواہوں کی موجودگی میں طلاقِ سنت دے گا۔ پھر اسے اس کی حالت پر چھوڑ دے گا۔ پس جب وہ تین بار حائض ہوگی۔ تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ راوی نے عرض کیا: اس طرح اگر ایک سال کا عرصہ گزر جائے اور اس کے تین حیض مکمل نہ ہوں تو؟ فرمایا: اس صورت میں سال کے بعد تین ماہ تک مزید انتظار کرے گی۔ بعد ازاں اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ عرض کیا: اگر اس دوران وہ عورت مر جائے یا اس کا شوہر مر جائے تو؟ فرمایا: اس طرح پندرہ ماہ تک جو بھی مر جائے دوسرا اس کا وارث ہوگا۔
(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ سورہ بن کلیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی اس عورت کو جو حیض کے سن و سال میں تھی اس طہر میں گواہوں کے ساتھ طلاق سنت دی جس میں جماع نہیں کیا تھا۔ بعد ازاں تین ماہ گزر گئے مگر اسے صرف ایک بار حیض آیا پھر اس کا حیض ختم ہوگیا حتیٰ کہ (مزید) تین ماہ گزر گئے مگر اسے حیض نہیں آیا۔ مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کیوں ختم ہوا ہے (کسی عارضہ کی وجہ سے یا کبر سنی کی وجہ سے؟) تو؟ فرمایا: اس طرح نو ماہ انتظار کرے گی۔ اور بعد ازاں مزید تین ماہ عدت گزارے گی اس طرح (کامل ایک سال کے بعد) چاہے تو شادی کر سکتی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس حدیث میں سوال کا موضوع اور ہے؟ (اور سابقہ حدیث میں اور) یہاں صورت حال یہ ہے کہ صرف ایک بار حیض آ کر پھر ختم ہوگیا ہے (جبکہ پہلی صورت میں تین چار ماہ کے بعد حیض آ جاتا تھا)۔ اور حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور علماء کی ایک جماعت نے اس کے مطابق عمل بھی کیا ہے۔ اور پہلی حدیث کے ضمن میں (پندرہ ماہ) کو استحباب پر محمول کیا ہے۔

۳۔ ابو مریم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ سوال کیا گیا کہ وہ شخص اپنی بیوی کو کس طرح طلاق دے جسے ہر تین ماہ میں ایک بار حیض آتا ہو؟ فرمایا: مہینہ کے آغاز میں طلاق دے گا اور جب تین ماہ گزر جائیں گے تو وہ اس سے علیحدہ ہو جائے گی (عدت ختم ہو جائے گی) اور وہ اس کی خواستگاری کرنے والوں میں سے ایک ہوگا۔ (ایضاً)

(یہ حدیث چونکہ بظاہر سابقہ ضابطہ کے منافی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس عورت پر محمول کیا ہے جو پہلے مستقیمۃ الحیض ہو۔ اور پھر مضطربہ بن جائے کہ وہ تین ماہ تک عدت گزارے گی اور مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اقرب یہ ہے کہ اسے اس صورت پر محمول کیا جائے کہ جسے تین ماہ گزر جائیں اور اسے ایک بار بھی حیض نہ آئے (جیسا کہ مسترابہ کا حکم ہے)۔ (واللہ العالم)۔

باب ۱۴

عدت کے سلسلہ میں قرء[1] سے مراد طہر ہوتا ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرء سے مراد وہ ایام ہیں جو دو حیضوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اقراء (قرء کی جمع) سے مراد اطہار (طہر) کی جمع ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مستقیمۃ الحیض عورت کی عدت تین قرء ہے اور قرء سے مراد وہ (پاکیزہ) ایام ہیں جن میں عورت خون کو جمع کرتی ہے (اور پھر ایام حیض میں باہر پھینکتی

---

[1] عربی زبان میں "قرء" کا لفظ اضداد میں سے ہے۔ جو کہ حیض اور اس سے پاکیزگی دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے جس طرح لفظ جون اضداد میں سے ہے کہ جو سفید اور سیاہ دونوں معنوں میں مستعمل ہے۔ تو مؤلف علام یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ عدت کے سلسلہ میں جب لفظ قرء استعمال کیا جائے تو اس سے مراد طہر ہوتا ہے۔ نہ کہ حیض۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ مگر حلبی کی روایت میں جو انہی حضرتؑ سے مروی ہے۔ تین حیض مروی ہیں جو کہ تہذیب الاحکام اور الاستبصار میں مذکور ہے۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے تقیہ پر محمول کیا ہے۔ اور یہ احتمال بھی دیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تیسرے حیض کا خون دیکھے گی۔ تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ نہ یہ کہ تیسرے حیض کے اختتام تک انتظار کرے گی۔ اس طرح عدت وہی تین طہر ہی بنے گی۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

جو مطلقہ عورت طہروں کے اعتبار سے عدت گزار رہی ہے تیسرے حیض میں داخل ہوتے ہی اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے جبکہ پہلا حیض طلاق کے کچھ دیر بعد شروع ہوا ہو۔

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن میں سے گیارہ مکررات کو قلمزد کرکے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اصلحک اللہ! ایک شخص نے اپنی عورت کو دو عادل گواہوں کے روبرو اس طہر میں طلاق دی جس میں مجامعت نہیں کی تھی۔ تو؟ (اس کی عدت کب ختم ہوگی؟)۔ فرمایا: جب تیسرے حیض میں داخل ہوگی تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی اور شوہروں کے لئے حلال ہو جائے گی۔ راوی نے عرض کیا: اصلحک اللہ! اہل عراق حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب تک عورت تیسرے حیض سے غسل نہ کرے تب تک اس کا شوہر رجوع کر سکتا ہے؟ فرمایا: وہ جھوٹ بولتے ہیں۔
(الفروع، التہذیب، الاستبصار، العیاشی)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ربیعۃ الرائے کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جب (مطلقہ) عورت تیسرا حیض دیکھے تو شوہر سے الگ ہو جاتی ہے اور قرء دو حیضوں کے درمیان والی مدت (طہر) ہے۔ اور اس کا خیال ہے کہ اس نے یہ مطلب اپنی رائے سے حاصل کیا ہے؟ فرمایا: وہ جھوٹ بولتا ہے۔ بلکہ اس نے یہ بات حضرت علی علیہ السلام سے حاصل کی ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ حضرت علی علیہ السلام نے اس سلسلہ میں کیا فرمایا ہے؟ فرمایا: آپؑ فرمایا کرتے تھے جب عورت تیسرے حیض کا خون دیکھے تو پس اس کی عدت ختم ہوگئی اور اب شوہر کا اس پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ اور قرء وہ مدت ہے جو دو

حیضوں کے درمیان ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مطلقہ عورت تیسرے خون حیض کا پہلا قطرہ دیکھے تو شوہر سے علیحدہ ہو جاتی ہے (اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے)۔ (الفروع، العیاشی)

۴۔ اسماعیل جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک مطلقہ تیسرے حیض میں داخل نہ ہو جائے تب تک اس کا شوہر رجوع کرنے کا حق رکھتا ہے۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن میمون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دے تو جب تک وہ تیسرے حیض سے غسل نہ کرے تب تک وہ اس (عورت) کا زیادہ حقدار ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ یہ حدیث سابقہ ضابطہ کے منافی ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے تقیہ پر محمول کیا ہے۔

۶۔ ایک اور حدیث جو بروایت محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے اس کا ماحصل بھی یہی ہے کہ اگر کوئی شخص تیسرے حیض کے دوران بھی رجوع کرے تو وہ اس کا مالک ہے۔ (ایضاً)...... اسے بھی حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے تقیہ پر محمول کیا ہے۔

۷۔ علی بن جعفرؑ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیتا ہے۔ پھر اسے اپنے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ کہ رجوع کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تو پھر تو وہ اس وقت تک اس پر حلال نہیں ہوگی جب تک کسی اور شخص (محلل) سے نکاح نہ کرے۔ اور اگر رجوع کرنے کے ارادہ سے اسے اپنے حال پر واگزار کرتا ہے تو اگرچہ ایک سال بھی گزر جائے تب بھی وہ رجوع کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔ (ایضاً)

۸۔ ایسی ہی ایک حدیث بروایت عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرق اس قدر ہے کہ اس میں ایک دو طلاقوں کی جگہ دو عدی طلاقیں اور ایک سال کی جگہ چھ ماہ کے الفاظ موجود ہیں۔ (ایضاً)

(چونکہ یہ دونوں روایتیں مذکورہ بالا تمام روایات مسلمات کے بظاہر منافی ہیں اس لئے ان پر تبصرہ کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں باجماع امت متروک ہیں کیونکہ بالاتفاق عدت کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا۔ علاوہ بریں ان کی چند تاویلیں ممکن ہیں (۱) رجوع سے مراد

عقد جدید لیا جائے۔(۲) یا ایسی مطلقہ کو اس مسترابہ پر محمول کیا جائے جس کا تذکرہ باب ۱۳ میں کیا جا چکا ہے۔ (۳) جہاں رجوع نہ کرنے کے ارادہ کا تذکرہ کیا گیا ہے اس سے مراد تین طلاقیں لی جائیں اور جہاں رجوع کرنے کے ارادہ کا تذکرہ ہے وہاں اس سے کم طلاقیں مراد لی جائیں۔(واللہ اعلم)

۹۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے۔ وہ کب اس سے علیحدہ ہوگی؟ فرمایا: جب تیسرے حیض کا خون ظاہر ہوگا۔(تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ تمام حدیثیں اس صورت پر مبنی ہیں کہ جب (طہر میں) طلاق دینے کے کچھ دیر بعد (پہلا) حیض آئے اور اگر طلاق کے بعد فوراً حیض آ جائے تو پھر تیسرے حیض کا خون دیکھتے ہی عدت ختم نہیں ہوگی۔ کیونکہ عدت تین طہر ہے (اور اس صورت میں تو صرف دو طہر گزرے ہیں) لہٰذا اس طرح جب تیسرے حیض کے بعد والا طہر ختم ہوگا تو تب عدت ختم ہوگی۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ از میراث زوجہ) میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

جو مطلقہ عورت طہروں کے لحاظ سے عدت گزار رہی ہے وہ جب تیسرے حیض کا خون دیکھے تو کراہت کے ساتھ شادی کر سکتی ہے مگر اس کیلئے پاک ہونے تک شوہر کو اپنے اوپر قدرت دینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے۔ تو وہ کب اس سے بائن ہوگی؟ فرمایا: جب تیسرے حیض کا خون ظاہر ہوگا۔ تو وہ اپنی آپ مالک (آزاد) ہو جائے گی۔ عرض کیا: آیا وہ اس حالت میں شادی کر سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر جب تک پاک نہ ہو جائے تب تک شوہر کو (مقاربت کرنے کی) تمکین نہ دے۔(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ایک ایسی ہی روایت جسے زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس کے آخر میں مذکور ہے کہ فرمایا: ”کہ ایسی عورت جب تک تیسرے حیض سے غسل نہ کرے تب تک عقد و ازدواج نہیں کر سکتی۔“ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے کراہت پر محمول کیا ہے اور ممکن ہے کہ اسے اس

معنی پر محمول کیا جائے۔ کہ وہ اس حالت میں شوہر کو تمکین نہیں دے سکتی (کما تقدم)۔

باب ۱۷

اس صورت کا حکم جب عادت سے پہلے حیض آ جائے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب کسی عورت کو اس کا شوہر طلاق دے دے تو وہ کب آزاد ہوتی ہے؟ فرمایا: جب تیسرے حیض کا خون دیکھے تو آزاد ہو جاتی ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر اس کا حیض اپنے دنوں سے پہلے آ جائے تو؟ فرمایا: وہ (پہلے حیض کے بعد) دس دن گزرنے سے پہلے آ جائے تو پھر شوہر (رجوع کر کے) اس کا زیادہ مالک ہے۔ کیونکہ اس طرح یہ خون پہلے حیض کا حصہ شمار ہوگا۔ اور اگر دس دن گزرنے کے بعد آئے وہ اپنی آپ مالک (آزاد) ہے۔ کیونکہ یہ تیسرا حیض ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے حیض کے باب (۱۵) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۸

جس عورت کو رجعی طلاق دی جائے اس کے لئے واجب ہے کہ ایام عدت شوہر کے گھر میں گزارے۔ اور شوہر کی اجازت کے بغیر باہر نہ نکلے۔ اور جب تک کوئی فاحشہ (زنا) نہ کرے تب تک اسے باہر نہ نکالا جائے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مطلقہ کی جب تک عدت نہ گزر جائے جو کہ تین طہر یا اگر حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ ہے تب تک شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنی بیوی کو (رجعی) طلاق دے تو اسے ضرر و زیاں نہ پہنچائے اور اس پر ایسی سختی نہ کرے کہ عدت گزرنے سے پہلے وہ نقل مکانی پر مجبور ہو جائے۔ کیونکہ خداوند عالم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ﴾ (کہ ان عورتوں کو ضرر پہنچاتے ہوئے ان پر تنگی و سختی نہ کرو)۔ (الفروع)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ مطلقہ عورت عدت

کہاں گزارے؟ فرمایا: اپنے شوہر کے گھر۔ (ایضاً)

۴۔ ابو بصیر نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ مطلقہ عورت کہاں عدت گزارے؟ فرمایا: جب طلاق رجعی ہو تو پھر اپنے شوہر کے گھر میں گزارے۔ عدت گزارنے تک نہ شوہر کے لئے اسے گھر سے باہر نکالنا جائز ہے اور نہ ہی عورت کے لئے نکلنا جائز ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ اور باب النفقات نمبر ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۳ و ۵۵ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

رجعی طلاق والی عورت جب کسی (عزیز) سے ملنا چاہے تو اس کے لئے نصف شب کے بعد گھر سے باہر نکلنا جائز ہے۔ اس سے پہلے اور دن میں جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ مطلقہ عورت کہاں عدت گزارے! فرمایا: اپنے (شوہر والے) گھر میں۔ وہاں سے باہر نہ نکلے۔ اور اگر کسی (عزیز) سے ملنا چاہے تو پھر نصف شب کے بعد نکلے اور دن کے وقت نہ نکلے۔ اور جب تک اس کی عدت ختم نہ ہو جائے تب تک (مستحبی) حج نہ کرے۔ راوی نے عرض کیا کہ جس عورت کا خاوند مر جائے آیا اس کا حکم بھی یہی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر وہ اگر حج کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: قبل ازیں (باب ۸ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو فی الجملہ اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۰

طلاق رجعی والی عورت کو نان ونفقہ اور مکان مہیا کرنا واجب ہے۔ طلاق بائن کو نہ!

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن ابی خلف سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے طلاق کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایسی (بائن) طلاق دے جس میں وہ رجوع نہیں کر سکتا۔ تو وہ طلاق ملتے ہی بائن ہو جاتی ہے اور آزاد۔ اس شخص کا اس پر کوئی

کنٹرول نہیں ہوتا۔ جہاں اس کا جی چاہے عدت گزارے۔ اس کا کوئی نان ونفقہ (شوہر پر) نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا: کیا خداوند عالم یہ نہیں فرماتا کہ ﴿لاَ تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلاَ يَخْرُجْنَ﴾ (ان (مطلقہ) عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو۔ اور نہ ہی وہ خود باہر نکلیں)۔ فرمایا: ان سے وہ مطلقہ عورتیں مراد ہیں جن کو یکے بعد دیگرے طلاق (رجعی) دی جاتی ہے۔ یہ وہ ہیں جن کو نہ نکالا جا سکتا ہے۔ اور نہ وہ نکل سکتی ہیں جب تک ان کو تیسری بائن طلاق نہ مل جائے پھر ان کا کوئی نفقہ نہیں ہے۔ اور وہ عورت جسے شوہر ایک طلاق دے کر اس کے حال پر چھوڑ دے تو عدت گزرنے تک اس کا نان ونفقہ اس کو دینا واجب ہے۔ اور وہ اپنے شوہر کے گھر عدت گزارے گی۔ (الفروع، التہذیب، مجمع البیان)

باب ۲۱

طلاقِ رجعی والی عورت کو اپنے خاوند کے لئے زیب وزینت کرنا مستحب ہے اور اس پر سوگواری ظاہر کرنا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مطلقہ (رجعیہ) کے بارے میں فرمایا: کہ وہ اپنے خاوند کے گھر عدت گزارے اور اس کے لئے زیب وزینت ظاہر کرے ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ (شاید خدا اس کے بعد کوئی نیا امر (رجوع) پیدا کرے)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مطلقہ (رجعیہ) آنکھوں میں سرمہ لگائے، خضاب و مہندی لگائے، خوشبو لگائے اور جو چاہے (عمدہ) کپڑے زیب تن کرے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ ہوسکتا ہے کہ اس طرح عورت کی خاوند کے دل میں محبت واقع ہو جائے اور وہ رجوع کر لے۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ مطلقہ پر حِداد (ترکِ زینت) نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ مسمع بن عبد الملک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مطلقہ اس طرح حِداد (سوگواری) کرے جس طرح وہ عورت کرتی ہے جس کا شوہر فوت ہو جائے۔ لہٰذا وہ نہ سرمہ لگائے، نہ خوشبو لگائے، نہ خضاب لگائے اور نہ کنگھی پٹی کرے۔ (اصول کافی، التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ یہ روایت سابقہ روایات کے بظاہر منافی نظر آتی ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے طلاق بائن والی کے ساتھ مختص قرار دیا ہے۔ (اور سابقہ حکم کو مطلقہ رجعیہ کے ساتھ) اور اسے استحباب پر محمول کیا ہے۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۶ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

رجعی طلاق والی عورت کیلئے شوہر کی اجازت کے بغیر مستحبی حج کرنا جائز نہیں ہے ہاں البتہ واجبی حج اجازت کے بغیر بھی کر سکتی ہے۔ اور طلاق بائن میں بھی واجبی اور مستحبی حج کا یہی حکم ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہا: مطلقہ عورت حج کر سکتی ہے اور حقوق کے پاس حاضر ہو سکتی ہے (ادا کر سکتی ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے مطلقہ عورت عدت کے دوران اگر (مستحبی) حج کرنا چاہے تو کر سکتی ہے بشرطیکہ اس کا شوہر راضی ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کتاب الحج (باب ۶۰) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۳

جب طلاق رجعی والی عورت کوئی ''فاحشہ مبینہ'' بجالائے تو اسے گھر سے باہر نکالنا جائز ہے۔ اور اس فاحشہ کی تفسیر؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابراہیم سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ ایک اور شخص سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنجناب سے آیت مبارکہ ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ کی تفسیر پوچھی؟ فرمایا: اس سے مراد عورت کی کج خلقی اور بدزبانی ہے کہ شوہر کے خانوادہ کو ایذارسانی کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ''فاحشہ مبینہ'' کی تفسیر پوچھی گئی۔ فرمایا: اس سے مراد زنا کاری ہے۔ کہ اگر عورت زنا کرے تو اسے گھر سے نکال کر اس پر حد جاری کی جائے گی۔ (الفقیہ)

۳۔ کتاب اکمال الدین کی ایک روایت کی بنا پر جو امام صاحب الزمان علیہ السلام سے مروی ہے۔ فاحشۂ مبینہ کی تفسیر "سحق" (چپٹی) سے کی گئی ہے۔ (اکمال الدین)

ان سب حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب امور فاحشۂ مبینہ کے افراد ہیں جن کی وجہ سے مطلقہ عورت کو عدت کے دوران شوہر کے گھر سے باہر نکالا جا سکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض افراد دوسرے بعض سے زیادہ سخت ہیں۔

باب ۲۴

جب کوئی عورت دعویٰ کرے کہ اس کی عدت ختم ہوگئی ہے اور یہ بات ممکن بھی ہو تو اسے قبول کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عدت اور حیض عورتوں کے سپرد ہے جب بھی وہ ان کا دعویٰ کرینگی تو ان کی تصدیق کی جائے گی۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ ﴿وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ خداوند عالم نے تین چیزیں عورتوں کے سپرد کی ہیں: (۱) حیض، (۲) طہر، (۳) اور حمل۔ (مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الحیض (باب ۴۷) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۵

اس مطلقہ عورت کی عدت جسے حمل کا شک ہو؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دے اور وہ دعویٰ کرے کہ اسے حمل ہے تو نو ماہ تک انتظار کیا جائے گا پس اگر بچے کو جنم دیا تو فبہا ورنہ (مزید) تین ماہ عدت گزارے گی۔ پھر علیحدہ ہو جائے گی۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ محمد بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک جواں سال

عورت جس جیسی عورتوں کو حیض آتا ہے اس کا شوہر اسے طلاق دے دیتا ہے مگر اس کا حیض ختم ہو جاتا ہے اس کی عدت کس قدر ہے؟ فرمایا: تین ماہ۔ عرض کیا کہ تین ماہ گزرنے کے بعد وہ دعویٰ کرتی ہے کہ اسے حمل ہے تو؟ فرمایا: اس کی عدت نو ماہ ہے۔ عرض کیا کہ نو ماہ کے بعد پھر حمل کا دعویٰ کرتی ہے تو؟ فرمایا: حمل کی مدت صرف نو ماہ ہی ہوتی ہے۔ عرض کیا: پھر عقد ثانی کر لے؟ فرمایا: احتیاطاً مزید تین ماہ انتظار کرے۔ عرض کیا: اگر تین ماہ کے بعد حمل کا دعویٰ کرے تو؟ فرمایا: اب شک کی گنجائش نہیں ہے۔ چاہے تو شادی کر سکتی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ محمد بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اس نے دعویٰ کیا کہ وہ حاملہ ہے۔ اور ایک سال تک اسی حالت میں رہی تو؟ فرمایا: اگر ایک سال کے بعد بچے کو جنم دے اگرچہ ایک ساعت ہی کیوں نہ ہو تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں مفہوم شرط (کہ اگر سال تک جنم دے تو اس کی تصدیق کی جائے گی) مراد نہیں ہے۔ یا پھر یہ محمول بر تقیہ ہے۔ (کیونکہ ہمارے ہاں سال تک حمل کے بقاء کا کوئی امکان نہیں ہے)۔

باب ۲۶

مطلقہ عورت اس دن سے عدت گزارے گی جب اسے طلاق دی جائے۔ نہ اس دن سے جب اسے اطلاع دی جائے۔ ہاں البتہ اگر اسے یہ علم نہ ہو کہ اسے کب طلاق ملی ہے تو پھر اس دن سے گزارے گی جس دن اسے علم ہوگا۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: جب کوئی (گھر سے غائب) شخص طلاق دے۔ تو اس پر گواہ مقرر کرے پس جب اس دن سے تین طہر گزر جائیں تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ سوال کیا کہ ایک غیر حاضر شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی وہ کب سے عدت شروع کرے؟ فرمایا: اگر اسے بینہ (دو گواہ) بتائیں کہ اسے فلاں دن (تاریخ) اور فلاں مہینہ میں طلاق دے دی گئی ہے تو پھر تو اسی دن سے شروع کرے گی، اور اگر اسے یاد نہ ہو (معلوم نہ ہو) کہ کس دن اور کس مہینہ میں طلاق دی گئی ہے تو پھر اس دن سے شروع کرے گی جب اسے اس کی اطلاع ملے گی۔ (ایضاً)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر (حمیریؒ) باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ صفوان

سے میری موجودگی میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک غائب شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور کئی ماہ گزر گئے۔ تو؟ فرمایا: جب دو عادل گواہ اس عورت کو بتائیں کہ اس کے خاوند سے اسے فلاں تاریخ کو طلاق دی تھی۔ اور اس طرح اس کی عدت گزر گئی ہو تو وہ شوہروں کے لئے حلال ہو جائے گی۔ راوی نے عرض کیا کہ جس عورت کا شوہر مر گیا ہو اس کا حکم بھی یہی ہے؟ فرمایا: وہ اس طرح نہیں ہے۔ وہ عدت گزارنے کا آغاز اس دن سے کرے گی جس دن اسے خاوند کی وفات کی اطلاع ملے گی۔ کیونکہ اس نے سوگ منانا ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۶ از مقدماتِ طلاق میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۷ و ۲۸ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

جب کسی عورت کو عدت گزر جانے کے بعد طلاق کا علم ہو تو اس پر (نئی) عدت نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی غائب شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور اسے ایک سال یا اس سے کم وبیش عرصہ کے بعد اس کا علم ہو۔ تو وہ (نئی) عدت گزارے بغیر شادی کر سکتی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دی۔ مگر اسے ایک سال کے بعد اس کا علم ہوا تو؟ فرمایا: اگر تو دو عادل گواہ اس کی گواہی دیں تو پھر تو (نئی) عدت نہ گزارے ورنہ اس دن سے عدت گزارنی شروع کرے جب اسے اطلاع ملے گی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۸ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

جس عورت کا شوہر مر جائے وہ اس دن سے عدت گزارنے کا آغاز کرے گی جب اسے اس کی موت کی اطلاع ملے گی اگرچہ اس کی موت کو کئی سال گزر گئے ہوں۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے

روایت کرتے ہیں آپؑ نے اس (بیوہ) عورت کے بارے میں جس کا غائب شوہر وفات پا گیا۔ فرمایا: وہ اس دن سے عدت شروع کرے گی، جس دن اسے اس کی موت کی اطلاع ملے گی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ زرارہ، محمد بن مسلم اور برید بن معاویہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس عورت کا غائب خاوند فوت ہو جائے وہ اس دن سے عدت کا آغاز کرے گی جس دن اسے اس کی موت کی اطلاع ملے گی۔ کیونکہ اس نے سوگ منانا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ رفاعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس عورت کا غائب شوہر فوت ہو جائے، وہ کب عدت گزارے؟ فرمایا: جب اسے اس کی موت کی اطلاع ملے۔ پھر ذکر فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (عورتوں کو خطاب کرکے) فرمایا: تم میں سے کسی کا جب خاوند مر جاتا تھا تو وہ مینگنی کو اپنے پیچھے پھینکتی تھی اور پورے ایک سال تک سوگ مناتی تھی۔ (الفروع)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ سے پوچھا گیا کہ ایک عورت کو اس وقت اس کے شوہر کی وفات کی اطلاع ملتی ہے جب اس کی عدت (چار ماہ اور دس دن) گزر جاتی ہے۔ آیا اس پر سوگ منانا واجب ہے؟ فرمایا: جب اسے عدت کی مدت ختم ہو جانے کے بعد اطلاع ملے تو پھر سب کچھ (سوگ وغیرہ) ختم ہو جائے گا۔ (التہذیب، قرب الاسناد)

(چونکہ یہ حدیث سابقہ ضابطہ کے بظاہر خلاف ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (۱) ایک احتمال تو یہ ہے کہ یہ تقیہ پر محمول ہے۔ (۲) ممکن ہے حدیث میں کچھ سقط واقع ہوا ہو اور یہ آخری حصہ مطلقہ کے بارے میں ہو۔ (۳) ممکن ہے کہ راوی سے غلطی ہوئی ہو یہ بات مطلقہ کے بارے میں سنی ہو اور بیوہ کے بارے میں کہہ دی ہو۔ (واللہ اعلم)

۵۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب عورت کا غائب شوہر وفات پا جائے تو وہ عدت گزارے گی، ابتداء اس دن کرے گی جب اسے اس کی اطلاع ملے گی اگرچہ وہ شخص اس (اطلاع) سے ایک یا دو سال پہلے وفات پا چکا ہو۔ (التہذیب، الاستبصار)

۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک عورت کو ایک سال کے لگ بھگ مدت کے بعد اپنے خاوند کی موت کی اطلاع ملتی ہے تو؟ فرمایا: اگر وہ حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے اور اگر حاملہ نہیں ہے تو پھر اس کی عدت ختم ہو گئی ہے۔ بشرطیکہ دو عادل گواہ گواہی دیں کہ فلاں تاریخ

کو اس کا انتقال ہوا۔ اور اگر گواہ موجود نہ ہوں تو پھر اس دن سے آغاز کرے گی جب اسے اطلاع ملے گی۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں بھی وہی احتمالات جاری ہوں گے جو حدیث نمبر ۴ میں مذکور ہیں۔فتدبر۔

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جس عورت کو طلاق دی جائے تو وہ عدت کا آغاز اس دن سے کرے گی جس دن اسے طلاق دی گئی ہے اور جس کا خاوند مر جائے وہ عدت کا آغاز اس دن سے کرے گی جس دن اسے اس کی اطلاع ملے گی۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۹ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

عدتِ وفات میں عورت پر سوگ منانا یعنی زیب و زینت اور خوشبو وغیرہ ترک کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عورت کا غائب شوہر وفات پا جائے اور اس کی موت پر بینہ (دو عادل گواہ) گواہی دیں۔ تو اس کی عدت اس دن شروع ہوگی جس دن اسے اس کی موت کی اطلاع ملے گی جو پورے چار ماہ دس دن گزارے گی۔ اور اس پر واجب ہے کہ اس مدت میں سوگ منائے۔ یعنی نہ سرمہ لگائے اور نہ خوشبو اور نہ کوئی رنگ استعمال کرے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ ابن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جس عورت کا خاوند مر جائے؟ (وہ کس طرح سوگ منائے؟) فرمایا: زیب و زینت کی خاطر نہ سرمہ لگائے، نہ خوشبو لگائے اور نہ رنگا ہوا کپڑا پہنے۔ اور نہ اپنے گھر سے باہر شب باشی کرے۔ ہاں اپنے حقوق ادا کرے، غسل کے ساتھ کنگھی کرے اور (واجبی) حج کرے اگرچہ عدت کے اندر ہو۔(ایضاً)

۳۔ ابوالعباس کی روایت میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے مذکورہ بالا باتوں کے علاوہ یہ اضافہ بھی ہے کہ جب امام علیہ السلام نے فرمایا کہ نہ دن کو گھر سے باہر نکلے اور نہ شب باشی گھر سے باہر گزارے۔

راوی نے عرض کیا کہ اگر کسی حق کی ادائیگی کے لئے باہر نکلنا پڑے تو؟ فرمایا: نصف شب کے بعد گھر سے باہر نکلے (اور دوسرے دن) عشاء کے وقت واپس لوٹ آئے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حکم استحباب پرمبنی ہے۔

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ کسی کے لئے کسی کا تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں ہے۔ سوائے بیوہ کے جو عدت کے گزرنے تک مناتی ہے۔

(التہذیب، کذا عن الصادق علیہ السلام)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا جس عورت کا خاوند مر جائے تو وہ عدت کے اندر گھر سے باہر نکل سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اور زیب و زینت کے قصد و ارادہ کے بغیر خضاب اور سرمہ بھی لگا سکتی ہے۔ کنگی کر سکتی ہے، رنگ لگا سکتی ہے اور رنگدار کپڑا بھی پہن سکتی ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ بات اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے کہ جب عورت کا قصد زینت کرنا یا ان باتوں کا اظہار کرنا نہ ہو۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۱ و ۲۶ و ۲۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۴۲ و ۴۵ اور ۵۲ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

وفات کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عورتوں سے خطاب فرمایا: افسوس ہے تمہارے لئے کہ میری بعثت سے پہلے تمہاری حالت یہ تھی کہ جب تم میں سے کسی عورت کا خاوند مر جاتا تھا تو ایک مینگنی پکڑ کر اسے اپنے پیچھے پھینکتی تھی۔ اور پھر کہتی تھی کہ میں پورا ایک سال نہ کنگھی پٹی کروں گی، نہ سرمہ لگاؤں گی اور نہ خضاب (مہندی وغیرہ) لگاؤں گی۔ اور میں نے تو تمہیں صرف چار ماہ دس دن (عدت گزارنے) کا حکم دیا ہے مگر تم پھر بھی صبر نہیں کرتیں۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! اس کی کیا وجہ ہے کہ مطلقہ کی عدت تین طہر یا تین ماہ ہے۔ اور عدت وفات چار ماہ اور دس دن

کیوں ہے؟ فرمایا: مطلقہ کی عدت تین طہر اس لئے ہے کہ رحم کا استبرا ہو جائے کہ اس میں کوئی بچہ تو نہیں ہے (اور یہ مقصد تین طہروں سے بخوبی حاصل ہو جاتا ہے) اور جہاں تک عدت وفات کا تعلق ہے تو خدائے حکیم نے ایک حکم عورتوں کے حق میں جاری کیا ہے اور ایک ان کے خلاف۔ پس وہ حکم جو ان کے حق میں جاری فرمایا وہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کرے گا تو خدا اسے چار ماہ کی مہلت دیتا ہے کہ بعد ازاں اس قسم کا کفارہ ادا کر کے یا حقوق زوجیت ادا کرے یا پھر اسے طلاق دے کر فارغ کرے۔ ایسا اس لئے کیا کہ وہ جانتا ہے کہ عورت شوہر کے بغیر چار ماہ تک ہی صبر کر سکتی ہے۔ اور جو حکم ان کے خلاف جاری کیا وہ یہ ہے کہ انہیں حکم دیا کہ جب ان کا شوہر مر جائے تو وہ چار ماہ دس دن تک صبر کریں اور عدت گزاریں۔

(الفروع، التہذیب، علل الشرائع، المحاسن)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ مطلقہ کی عدت تین ماہ اور بیوہ کی چار ماہ اور دس دن ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ مطلقہ کی تپش و سوزش تین ماہ تک ختم ہو جاتی ہے۔ مگر بیوہ کی سوزش چار ماہ اور دس دن کے بعد ختم ہوتی ہے۔ (علل الشرائع)

۴۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ اپنی تفسیر میں مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا: جاہلیت کے دور میں جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا تھا تو وہ پورے ایک سال تک عدت گزارتی تھی۔ جب خداوند عالم نے اپنے (آخری) پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو ابتداء میں ان کو اپنی سابقہ عادت پر برقرار رکھا چنانچہ قرآن میں فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ﴾ لہٰذا اوائل اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال تھی۔ مگر جب اسلام طاقتور ہو گیا۔ تو خدا نے اس حکم کو منسوخ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾۔ (تفسیر قمی۔ کذا فی تفسیر العیاشی عن الباقر علیہ السلام)

۵۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت مبارکہ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ﴾ کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: یہ آیت منسوخ ہو گئی ہے۔ عرض کیا: وہ کس طرح؟ فرمایا: پہلے جب کوئی شخص مر جاتا تھا تو اس کے پورے ایک سال تک اس کی بیوہ پر اس کے ترکہ سے خرچ کیا جاتا تھا۔ بعد ازاں اسے وراثت کے بغیر گھر سے نکال دیا جاتا تھا۔ بعد ازاں وراثت والی آیت نے جس میں بیوہ کا چوتھایا

آٹھواں حصہ مقرر کیا گیا ہے اسے منسوخ کر دیا۔ اب اس مدت (چار ماہ اور دس دن) میں اس کے اپنے حصہ سے اس پر مال صرف کیا جائے گا۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۷ از مہر و باب ۲۲ و ۲۳ از طلاق اور باب ۲۹ یہاں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۵ و ۳۶ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ اور باب ۱۲ از میراث ازواج وغیرہ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

جو بیوہ حاملہ ہو اس کی عدت وضع حمل اور چار ماہ دس دن میں سے جو زیادہ ہوگی وہ ہوگی۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس بیوہ کے بارے میں جو حاملہ ہے فرمایا کہ اس کی عدت اس وقت ختم ہوگی جب دو عدتوں (وضع حمل اور چار ماہ دس دن) میں سے آخری عدت ختم ہوگی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سماعہ انؑ (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس حاملہ عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت دو عدتوں میں سے جو آخر (لمبی) ہوگی وہ متصور ہوگی مثلاً چار ماہ اور دس دن مکمل ہو جائیں مگر ہنوز وضع حمل نہ ہو تو پھر اس کی عدت وضع حمل ہوگی۔ اور اگر وضع حمل ہو جائے مگر ہنوز چار ماہ دس دن ختم نہ ہوں تو پھر چار ماہ اور دس دن مکمل کرے گی۔ یہ ہے دو عدتوں سے زیادہ عدت کا مطلب؟ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جس حاملہ عورت کا خاوند فوت ہو گیا۔ اس کا وضع حمل ہو جاتا ہے۔ مگر ابھی چار ماہ اور دس دن مکمل نہیں ہوئے اور وہ عقد ثانی کر لیتی ہے تو؟ فرمایا: اگر اس شوہر نے اس سے دخول بھی کیا ہے۔ تو ان کے درمیان تفریق کی جائے گی۔ اور بعد ازاں عورت پہلے سابقہ عدت (چار ماہ اور دس دن سے) جس قدر باقی رہتی ہے وہ پوری کرے گی اور پھر دوسرے کی عدت (تین طہر) گزارے گی۔ (اور اس شخص پر حرام مؤبد ہو جائے گی) اور اگر ہنوز اس نے دخول نہیں کیا تھا تو پھر بھی ان کے درمیان تفریق تو کی جائے گی مگر عورت صرف پہلی عدت کی بقایا مدت پوری کرے گی۔ اور بعد ازاں یہ شخص (دوسرا خاوند) خواستگاری کرنے والوں میں سے ایک ہوگا (اگر عورت چاہے گی تو اس سے عقد کرے گی یعنی اس صورت میں حرام مؤبد نہیں ہوگی)۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۰ میں) گزر چکی ہیں (اور کچھ اس کے

بعد باب ۴۳ میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

بیوہ کیلئے عدت کے دوران نان ونفقہ اور سکونتی مکان مہیا کرنا ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس عورت کا خاوند مر جائے وہ کہاں عدت گزارے؟ خاوند کے گھر میں یا جہاں اس کا جی چاہے؟ فرمایا: جہاں اس کا جی چاہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عبداللہ بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو وہ اگر چاہے اپنے گھر سے اپنے ماں باپ کے گھر منتقل ہو کر وہاں عدت گزار سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں (یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے) اگر چاہے تو شوہر کے گھر میں گزارے اور چاہے تو اپنے خانوادہ کے ہاں گزارے۔ مگر نہ سرمہ لگائے اور نہ زیور پہنے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے نفقات (باب ۹) وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۳ و ۴۴ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

بیوہ عورت حج کی ادائیگی، حقوق کی ادائیگی، اپنے شوہر کے جنازہ میں شرکت اور اس کی قبر کی زیارت کرنے اور دیگر ضروری کاموں کی انجام دہی کیلئے جاسکتی ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ جس عورت کا خاوند مر جائے وہ عدت کے دوران اپنے گھر سے باہر نکل سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفقیہ)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود عبداللہ بن بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ بیوہ عورت (عدت کے دوران) حج کر سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں، اور باہر نکل کر ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل بھی ہو سکتی ہے۔ (قرب الاسناد، الفروع)

۳۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جس عورت کا خاوند مر جائے آیا وہ حج کر سکتی ہے یا کسی بیمار کی عیادت و مزاج پرسی کر سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں ہر کارِ خیر کی انجام دہی کے لئے نکل سکتی ہے۔ مگر نہ سرمہ لگائے اور نہ خوشبو لگائے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب طبرسی بیان کرتے ہیں منجملہ ان جوابات کے جو جناب محمد بن عبداللہ بن حمیری کے سوالات کے سلسلہ میں حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی بارگاہ سے صادر ہوئے۔ ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ جس عورت کا خاوند مر جائے آیا وہ اس کے جنازہ میں شامل ہونے کے لئے باہر نکل سکتی ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: ہاں بالکل جا سکتی ہے، ایک سوال یہ تھا کہ آیا وہ عدت کے دوران اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کر سکتی ہے؟ جواب میں فرمایا: ہاں کر سکتی ہے۔ مگر اپنے گھر سے باہر شب باشی نہ کرے، ایک سوال یہ تھا کہ آیا کہ کسی ضروری حق کی ادائیگی کے لئے باہر نکل سکتی ہے؟ جواب میں فرمایا: ہاں۔ ہاں حقوق کی ادائیگی اور ان کی بجا آوری کیلئے باہر نکل سکتی ہے۔ مگر شب باشی اپنے گھر میں کرے۔ (الاحتجاج للطبرسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الحج (باب ۶۱ اور یہاں باب ۲۲ و ۲۹ وغیرہ) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۴ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

وفات کی عدت گزارنے میں ایک مکان کی کوئی شرط نہیں ہے۔ اور اپنے گھر کے علاوہ دوسری جگہ شب باشی کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الحسن الصفار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک عورت کا شوہر فوت ہو گیا ہے اور وہ اس کی عدت گزار رہی ہے مگر وہ غریب و نادار ہے اور نان و نفقہ کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اس لئے وہ لوگوں کے ہاں کام کاج کرتی ہے۔ تو آیا باہر نکل کر کام کاج کر سکتی ہے اور عدت کے دوران گھر سے باہر شب باشی کر سکتی ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت ہے جس کا خاوند فوت ہو گیا ہے۔ وہ ایک مکان میں ایک ماہ یا اس سے کم و بیش مدت تک عدت گزارتی ہے۔ پھر دوسرے مکان میں منتقل ہو جاتی ہے اس میں بھی اتنی ہی مدت تک قیام کرتی ہے۔ پھر پہلے مکان کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اور برابر اس طرح کرتی ہے۔ یہاں

تک کہ اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے تو؟ فرمایا: اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۲ و ۳۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور یہ کہ بیوہ کے لئے اپنے گھر کے باہر شب باشی جائز ہے۔ ہاں البتہ مستحب یہ ہے کہ گھر کے اندر گزارے۔

باب ۳۵

غیر مدخولہ بیوہ پر بھی عدتِ وفات واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس عورت کے بارے میں جو غیر مدخولہ تھی اور اس کا شوہر مر گیا۔ فرمایا: اسے آدھا حق مہر ملے گا۔ اور وراثت پوری ملے گی۔ اور عدت بھی پوری گزارنی پڑے گی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام اس بیوہ عورت کے بارے میں جس سے ہنوز اس کے شوہر نے مباشرت نہیں کی تھی۔ فرمایا: وہ اس وقت تک عقد ثانی نہ کرے جب تک بیوہ عورت والی مکمل عدت چار ماہ اور دس دن نہ گزار لے۔ (کتب اربعہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن عمر ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی۔ اور دخول سے پہلے اسے طلاق دے دی تو؟ فرمایا: اس پر کوئی عدت نہیں ہے۔ پھر سوال کیا کہ ایک شخص نے شادی کی اور دخول سے پہلے مر گیا۔ اس کی بیوہ پر عدت ہے؟ فرمایا: اس پر کوئی عدت نہیں ہے۔ یہ دونوں برابر ہیں۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت (اور اس جیسی ایک اور روایت) تقیہ پر محمول ہیں۔ اور ابواب المہر (باب ۵۱ و ۵۸ و ۵۹) میں اس قسم کی متعدد حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اگر کسی عورت کے ساتھ دخول نہ بھی کیا گیا ہو تو شوہر کے مر جانے پر اس کی عدتِ وفات واجب ہوتی ہے۔

باب ۳۶

جب طلاق رجعی کے دوران شوہر مر جائے تو عورت پر عدتِ وفات واجب ہے۔ اور اس دوران جب کوئی ایک فریق مر جائے تو وراثت بھی ثابت ہوتی ہے اور طلاق بائن والی عورت کا حکم؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس مطلقہ عورت کے بارے میں جو ہنوز (طلاق رجعی) کی عدت گزار رہی تھی کہ اس کا خاوند وفات پا گیا۔ فرمایا: وہ بیوہ عورت کی دو عدتوں میں سے جو زیادہ لمبی عدت ہے وہ گزارے گی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس زن و مرد کے بارے میں جس نے اپنی عورت کو طلاق (رجعی) دی تھی اور پھر عدت کے دوران مر گیا۔ یہ فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ عورت اس کی وراثت حاصل کرے گی۔ اور اگر عدت کے دوران عورت مر جائے تو شوہر اس کی وراثت حاصل کرے گا اور اگر اس اثنا میں ان میں سے کوئی ایک قتل ہو جائے تو دوسرا اس کی دیت کا بھی وارث ہوگا۔ بشرطیکہ وہ خود ایک دوسرے کو قتل نہ کریں (کیونکہ قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوتا)۔ اور راوی محمد بن ابی حمزہ نے یہ اضافہ بھی روایت میں کیا ہے کہ فرمایا وہ عورت عدت وفات بھی گزارے گی۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہر وہ عورت جسے (رجعی) طلاق دی جائے اور عدت گزارنے سے پہلے اس کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ عورت (عدت کے ختم ہو جانے یا طلاق بائن ہونے کی وجہ سے) اس پر حرام نہ ہو تو وہ اس (خاوند) کی وارث ہوگی اور وہ عدت وفات گزارے گی۔ اور اگر عورت عدت (طلاق) کے اندر فوت ہو جائے۔ اور (مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر) خاوند پر حرام نہ ہو تو وہ اس کا وارث بنے گا۔ (ایضاً)

۴۔ بعض اصحاب طلاق بائن والی عورت کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب اس کی عدت کے اندر شوہر فوت ہو جائے تو وہ دو عدتوں میں سے جو زیادہ لمبی عدت ہے وہ گزارے گی۔ (الفروع)

(چونکہ یہ روایت سابقہ ضابطہ کے خلاف معلوم ہوتی ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حکم یا تو استحباب پر محمول ہے اور یا طلاق بائن کا لفظ اس کے لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے اور اس سے مراد طلاق رجعی ہے۔ (واللہ العالم)۔

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے جو روایت نقل کی ہے وہ بھی اس باب کی روایت نمبر ۳ کی مانند ہے۔ مگر اس میں یہ اضافہ ہے کہ اگر شوہر نے تین (بائن) طلاقیں دے دی ہیں تو پھر زن و شوہر ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکیں گے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۲ از اقسام طلاق میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳ از میراث ازواج میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

نیز یہ بات بھی پہلے ذکر ہو چکی ہے کہ طلاق بائن میں یا عدت کے بعد عورت کو جو وراثت نہیں ملتی یہ بیمار کی طلاق کے علاوہ ہے۔ (ورنہ اگر کوئی بیمار شخص طلاق دے اور ایک سال کے اندر اندر مر جائے تو اس کی مطلقہ اس کی وراثت حاصل کرتی ہے)۔

جو کوئی شخص (غلطی سے) کسی شوہر دار عورت سے [illegible] کے مباشرت کرے اس پر حق مہر کی ادائیگی لازم ہوگی اور عورت اس پر حرام مؤبد ہو جائے گی اور دوسرے شخص کی عدت گزار کر اپنے پہلے شوہر کی طرف لوٹ جائے گی اور اگر دو شخص عورت کے ہاں جھوٹی گواہی دیں (کہ اس کا خاوند مر گیا ہے یا اس نے اسے طلاق دے دی ہے) تو وہ حق مہر کے ضامن ہوں گے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی عورت کو بتایا جائے کہ اس کا شوہر مر گیا ہے یا اس نے اسے طلاق دے دی ہے اور وہ عدت گزار کر دوسری جگہ شادی کر لے اور بعد ازاں اس کا پہلا خاوند آ جائے (بنابریں اس کی موت والی اطلاع تو غلط ثابت ہوگئی اور وہ طلاق کا کرے انکار) تو وہ اس عورت کا زیادہ حق دار ہوگا خواہ دوسرے خاوند نے دخول کیا ہو یا نہ؟ ہاں البتہ (دخول کی صورت میں) وہ دوسرے شخص سے حق مہر وصول کرنے کی حقدار ہوگی۔ فرمایا: اور پھر یہ دوسرا شخص (دخول کی صورت میں) اس عورت سے کبھی بھی نکاح نہیں کر سکے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت کے ہاں دو آدمیوں نے گواہی دی کہ اس کے غائب خاوند نے اسے طلاق دے دی ہے۔ چنانچہ عورت نے عدت گزار کر دوسری جگہ شادی کر لی۔ بعد ازاں پہلا شوہر آ گیا۔ اور کہا کہ میں نے کوئی طلاق نہیں دی۔ اور ان دو گواہوں میں سے ایک گواہ نے بھی اپنے آپ کو جھٹلا دیا (کہ اس نے جھوٹی گواہی دی تھی) تو؟ فرمایا: اس صورت میں دوسرے شخص کا کوئی چارہ نہیں ہے گواہوں سے حق مہر وصول کرکے اس (دوسرے شوہر) کو دیا جائے گا۔ اور پہلا شوہر اس کا زیادہ حقدار ہوگا۔ اور عورت دوسرے شخص سے عدت گزارے گی اور جب تک یہ عدت ختم نہیں ہو جائے گی تب تک پہلا خاوند اس کے نزدیک نہیں جائے گا۔ (الفروع)

۳۔ ابوبصیر وغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان دو جھوٹے گواہوں کے بارے میں جنہوں نے ایک عورت کے ہاں گواہی دی تھی کہ اس کے شوہر نے اسے طلاق دے دی ہے۔ یا وفات

پا گیا ہے اور (عدت گزار کر) عورت نے عقد ثانی کر لیا تھا۔ پھر شوہر آ گیا؟ فرمایا: ان دونوں پر (جھوٹی گواہی والی) حد جاری کی جائے گی۔ اور وہ دوسرے خاوند کے ادا کردہ حق مہر کے ضامن ہوں گے۔ اور عورت (دوسرے خاوند سے) عدت گزار کر پہلے کی طرف لوٹ جائے گی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مصاہرہ (باب ۱۶ میں اور حق مہر کے حکم والی باب ۱۴ از مہر) میں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (آئندہ) ابواب میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۸

جب کسی عورت کو یہ اطلاع ملے کہ اس کا شوہر مر گیا ہے یا اس نے طلاق دے دی ہے۔ اور وہ عقد ثانی کرے اور بعد ازاں وہ آ جائے اور کہے کہ اس نے کوئی طلاق نہیں دی پھر اسے دونوں خاوند چھوڑ دیں تو اس کے لئے ایک ہی عدت کافی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت کو اطلاع دی گئی کہ اس کا شوہر مر گیا ہے تو اس نے عدت (وفات) گزار کر دوسری جگہ شادی کر لی۔ پس اس کے بعد اس کا وہ پہلا شوہر آ گیا۔ اور اس نے آ کر اسے طلاق دے دی۔ اور دوسرے نے بھی طلاق دے دی۔ تو وہ کس قدر عدت گزارے (ایک یا دو؟)۔ فرمایا: تین طہر۔ یعنی تین طہروں تک اپنے رحم کا استبراء کرے گی اور پھر سب لوگوں کے لئے (بذریعہ نکاح) حلال ہو جائے گی۔ کچھ لوگوں نے کہا تھا کہ وہ دو عدتیں گزارے گی۔ مگر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس کا انکار کیا۔ اور فرمایا کہ صرف ایک عدت گزارے گی۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مصاہرہ کے باب (نمبر ۱۶ و ۱۷) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۹

جب کوئی خصی خاوند (کسی طرح) عورت سے دخول کرے اور پھر اسے طلاق دے تو عورت پر عدت واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عبیدہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک خصی شخص نے ایک عورت سے شادی کی۔ اور اس کیلئے حق مہر مقرر کیا۔ حالانکہ

عورت بھی جانتی تھی کہ وہ خصّی ہے تو؟ فرمایا: جائز ہے۔ پھر عرض کیا گیا کہ پھر وہ کچھ عرصہ تک اکٹھے رہے پھر اس نے عورت کو طلاق دے دی۔ آیا اس پر عدت ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کیا وہ دونوں ایک دوسرے سے لذت اندوز نہیں ہوئے؟ (الفروع، التہذیب وغیرہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا و ۴۴ از حق مہر میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۰

کنیز کی عدت دو طہر ہے اگرچہ اس کا خاوند آزاد ہو۔ اور اگر اسے حیض نہ آتا ہو جبکہ وہ اس سن و سال میں ہے کہ اسے حیض آنا چاہئے تو پھر اس کی عدت پینتالیس دن ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آزاد آدمی کی بیوی کنیز ہے۔ یا ایک غلام کی بیوی آزاد ہے۔ ان کی عدت کس قدر ہوگی؟ فرمایا: طلاق کے معاملہ میں دستور یہ ہے کہ عورت کی حالت کو دیکھا جاتا ہے۔ پس اگر وہ آزاد ہے تو اس کی طلاقیں تین ہیں اور عدت تین طہر ہے اور اگر کنیز ہے تو اسکی طلاقیں دو ہیں اور عدت دو طہر ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ محمد بن قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی غلام (اپنی بیوی) کنیز کو طلاق دینا چاہے تو دو طلاقیں دے گا۔ اور اس کی عدت دو حیض ہے اگر اسے حیض آتا ہو اور اگر نہ آتا ہو تو پھر ڈیڑھ ماہ (پینتالیس دن) ہے۔ (الفروع، کذا فی التہذیب عن الکاظم علیہ السلام)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کنیز کی عدت (طلاق) دو حیض ہے اور اگر اسے حیض نہ آتا ہو تو پھر آزاد عورت کی عدت کا نصف ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دو حیضوں سے مراد یہ ہے کہ دوسرا حیض شروع ہونا ضروری ہے تاکہ دو طہر مکمل ہو سکیں اگرچہ دوسرا حیض مکمل نہ ہو۔ کما تقدم۔ یا پھر استحباب پر محمول ہے۔ یا پھر اس کا یہ مفہوم ہے کہ (اگر دوسرے حیض میں عقد ثانی کر لے تو) شوہر کو ان ایام میں تمکین دینا حرام ہے۔

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود لیث بن البختری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: غلام کی مطلقہ کنیز کس قدر عدت گزارے؟ فرمایا: ایک حیض۔ (التہذیب، الاستبصار)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی وضاحت یوں کی ہے کہ دراصل عدت تو دو طہر ہے۔ اور وہ تب ہی مکمل ہو سکتے ہیں کہ درمیان میں ایک مکمل حیض آئے۔ لہٰذا جب دوسرا شروع ہوگا تو عدت ختم ہو جائے گی۔ کما تقدم۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے اقسام طلاق (باب ۲۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۲، ۴۳، ۴۵، ۴۷ اور ۵۲ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۱

آزاد عورت کی عدت تین طہر یا تین ماہ ہے اگرچہ اس کا شوہر غلام ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب کوئی آزاد عورت کسی غلام کی زوجیت میں ہو تو طلاق اور عدت عورتوں کے لحاظ سے ہوگی۔ یعنی طلاقیں تین اور عدت تین حیض ہوگی۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی حدیثیں جو اپنے عموم و اطلاق سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں اس سے پہلے (باب ۲۴ و ۲۵ از اقسام طلاق میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۳ و ۴۶ و ۵۰ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

کنیز کی عدت وفات آزاد عورت کی طرح چار ماہ اور دس دن ہے ہاں فرق صرف اس قدر ہے کہ کنیز پر سوگ لازم نہیں ہے اور اسی طرح اپنے آقا کی وفات پر بھی سوگ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب کنیز کو طلاق دی جائے تو اس کی عدت کس قدر ہے؟ فرمایا: دو حیض یا دو ماہ۔ عرض کیا: اگر اس کا شوہر مر جائے تو؟ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام امہات الاولاد کنیزوں کے بارے میں فرماتے تھے کہ جب تک چار ماہ اور دس دن عدت (وفات) نہ گزار لیں۔ تب تک عقد و ازدواج نہ کریں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کنیز اور آزاد عورت کا شوہر مر جائے تو عدت کے سلسلہ میں دونوں برابر ہیں فرق صرف اس قدر ہے کہ آزاد سوگ منائے گی اور کنیز سوگ نہیں منائے

گی۔(ایضاً)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس کنیز کا مالک مر جائے؟ (وہ کس قدر عدت گزارے؟) فرمایا: اس عورت کے برابر جس کا خاوند فوت ہو جائے (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کنیز کی طلاق کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: دو طلاقیں۔ پھر فرمایا: اور جس کنیز کا شوہر مر جائے اس کی عدت دو ماہ اور پانچ دن ہے اور جس کنیز کو حیض نہ آئے اس کی عدت (طلاق) پینتالیس دن ہے۔(التہذیب، الاستبصار)

(نوٹ) اس مضمون کی پانچ حدیثیں متن میں مذکور ہیں۔

۵۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جس کنیز کا شوہر فوت ہو جائے تو اس کی عدت کس قدر ہے؟ فرمایا: ڈیڑھ ماہ۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ راوی سے نقل حدیث میں اشتباہ ہوا ہے اس لئے مطلقہ کی عدت کو بیوہ کی عدت قرار دے دیا۔ نیز حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان حدیثوں کو جو کنیز کی عدت وفات چار ماہ اور دس دن قرار دیتی ہیں ذات الولد پر محمول کیا ہے۔ اور جو دو ماہ اور پانچ دن قرار دیتی ہیں ان کو غیر ذات الولد پر حمل کیا ہے۔ مگر مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اقرب اور احوط یہ ہے کہ دو ماہ اور پانچ دن والی حدیثوں کو تقیہ پر محمول کیا جائے۔ کیونکہ وہ عامہ کی ایک جماعت کے نظریہ کے موافق ہیں۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۴ از اقسام طلاق اور یہاں باب ۳۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۳ و ۴۵ و ۵۱ و ۵۲ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

جب کسی کنیز کا مالک اس سے مباشرت کرے اور پھر اسے آزاد کر دے اور وہ کسی اور شخص سے عقد و ازدواج کرنا چاہے تو اس پر آزاد عورت والی عدت کا گزارنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کی زوجیت میں کنیز ہے جسے وہ آزاد کر دیتا ہے تو؟ فرمایا: وہ دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی جب تک اس کی عدت تین ماہ نہ گزر جائے۔ اور اگر اس کا مالک مر جائے تو پھر

اس کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کسی شخص کے پاس کنیز تھی اور اس نے اس سے مقاربت کی پھر اسے آزاد کر دیا۔ اور مقاربت کے بعد اس کے پاس اسے ایک بار حیض آیا۔ تو؟ فرمایا: دو حیض کے ساتھ عدت گزارے گی۔ (الفروع)

۳۔ ابن ابی عمیر بیان کرتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ تین حیض عدت گزارے گی۔ (ایضاً)

۴۔ داؤد رقی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ وہ مدبرہ کنیز جس کا مالک مر جائے وہ کس قدر عدت گزارے گی؟ فرمایا: یوم وفات سے لے کر چار ماہ اور دس دن تک جب کہ اس کا مالک اس سے مباشرت کرتا تھا۔ عرض کیا گیا: اگر کوئی مالک اپنی موت سے ایک دن یا ایک گھنٹہ پہلے اپنی کنیز کو آزاد کر دے تو؟ فرمایا: جس دن مالک اسے آزاد کرے گا اس دن سے تین حیض یا تین طہر عدت گزارے گی۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ جمیل بن درّاج بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنی ام ولد کنیز کو آزاد کرے اور اس کی عدت کے دوران مر جائے تو وہ چار ماہ اور دس دن عدت گزارے گی۔ اور اگر حاملہ ہوئی تو پھر (وضع حمل اور چار ماہ و دس دن میں سے) جو مدت زیادہ لمبی ہوگی وہ وہ گزارے گی۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آخری حدیث استحباب پر محمول ہے۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳ از نکاح عبید میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۴

زانیہ عورت (زنا کے بعد) جب زانی یا کسی اور سے نکاح کرنا چاہے تو اس پر عدت گزارنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن جریر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک شخص کسی عورت سے بدکاری کرتا ہے۔ اور بعد ازاں اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو آیا اس کے لئے جائز ہے؟ فرمایا: ہاں بشرطیکہ اس قدر مدت تک اجتناب کرے کہ اس کی عدت گزر جائے تاکہ عورت کے رحم کا حرام کے پانی سے استبراء ہو جائے۔ پھر کر سکتا ہے۔ اور وہ بھی اس صورت میں کہ جب اسے علم ہو کہ عورت نے (بدکاری سے) توبہ کر لی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب حسن بن علی بن شعبہؒ اپنی کتاب تحف العقول میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام۔

پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا۔ آیا اس کے بعد اس سے نکاح کر سکتا ہے؟ فرمایا: پہلے اسے اپنے حال پر چھوڑ دے تا کہ اس کے اور دوسروں کے (حرام) نطفوں سے اس کا استبراء ہو جائے کیونکہ جس طرح اس نے اس شخص کے ساتھ بدکاری کی ہے کیا پتہ کہ اسی طرح دوسروں کے ساتھ بھی کی ہو۔ بعد ازاں اس سے ازدواج کر سکتا ہے۔ اور اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے پہلے کھجور کا پھل بطور حرام کھایا پھر کھجور خرید لی اور پھر حلال کے طور پر اس کا پھل کھایا۔ (تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں جو اپنے عموم و اطلاق سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اس سے پہلے ابواب الجنابہ (باب ۲) میں اور ابواب حق مہر (نمبر ۵۴) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۵

طلاق اور (شوہر کی) موت کے سلسلہ میں ذمیہ عورت کی عدت کنیز جیسی ہے اور اگر عدت کے دوران مسلمان ہو جائے تو پھر آزاد عورت والی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک نصرانی عورت نصرانی شخص کی زوجیت میں تھی جسے اس نے طلاق دے دی آیا اس پر مسلمان عورت کی طرح عدت ہے؟ فرمایا: نہ۔ کیونکہ اہل کتاب امامؑ کے مملوک (غلام) ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ جس طرح غلام اپنے مالک کو قیمت ادا کرتا ہے اسی طرح اہل کتاب بھی جزیہ ادا کرتے ہیں۔ فرمایا: اور ان میں سے جو اسلام لائے گا وہ آزاد متصور ہوگا اور اس کا جزیہ ساقط ہو جائے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر کوئی مسلمان اس سے عقد کرنا چاہے تو وہ کس قدر عدت گزارے؟ فرمایا: اگر اسلام نہ لائے تو پھر کنیز والی عدت یعنی دو حیض یا پینتالیس دن!...... راوی نے عرض کیا اور اگر طلاق کے بعد اسلام لے آئے تو؟ فرمایا: اس صورت میں اس کی عدت مسلمان (آزاد) عورت والی ہوگی۔ عرض کیا کہ اگر اس کا نصرانی شوہر مر جائے جبکہ وہ نصرانیہ ہے۔ اور کوئی مسلمان اس سے نکاح کرنا چاہے تو؟ فرمایا: اس وقت تک کوئی مسلمان اس سے نکاح نہ کرے جب تک وہ مسلمان عورت کی طرح چار ماہ اور دس دن عدت وفات نہ گزار لے۔ راوی نے عرض کیا: اس کا کیا مطلب ہے کہ جب اسے طلاق دی جائے تو اس کی عدت کنیز والی ہے اور جب اس کا شوہر مر جائے تو پھر اس کی عدت مسلمان آزاد عورت والی ہے؟ جبکہ آپ نے فرمایا ہے کہ اہل کتاب امام کے غلام ہیں؟ فرمایا: طلاق کی عدت وفات کی عدت کی مانند نہیں ہے۔ پھر فرمایا: آزاد اور کنیز دونوں کے جب شوہر مر جائیں تو ان کی عدت یکساں

ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ آزاد عورت "حداد" (سوگ) منائے گی جب کہ کنیز پر سوگ نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب)

باب ۴۶

جب کوئی شوہر دار مشرکہ عورت اسلام لائے تو اس پر آزاد عورت کی طرح عدت گزارنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک نصرانی شخص کی ام ولد کنیز اسلام لائی آیا ایک مسلمان اس سے نکاح کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر عدت کے بعد۔ جو کہ اسلام کے بعد ایک آزاد مطلقہ عورت کے برابر ہے۔ یعنی تین ماہ یا تین طہر۔ پس جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو پھر اگر عورت چاہے تو کوئی مسلمان اس سے شادی کر سکتا ہے۔

(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۹ مما یحرم بالکفر میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۷

جس شخص کی زوجیت میں چار عورتیں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کو رجعی طلاق دے دے تو جب تک اس مطلقہ کی عدت ختم نہ ہو جائے تب تک کسی اور عورت سے شادی نہیں کر سکتا اور اگر غائب ہے تو نو ماہ تک صبر کرے گا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب ایک شخص کے پاس چار عورتیں موجود ہوں اور وہ ان میں سے ایک کو طلاق دے دے جب کہ وہ غائب ہو۔ تو اس کے لئے کب (ایک اور عورت سے) شادی کرنا جائز ہے؟ فرمایا: نو مہینوں کے بعد۔ جس کا سبب خون کی خرابی بھی ہو سکتی ہے۔ اور حمل بھی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مصدق بن صدقہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی زوجیت میں چار بیویاں موجود ہیں وہ ان میں سے ایک کو طلاق دے دیتا ہے۔ تو آیا وہ اس کی جگہ ایک اور عورت سے عقد کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب تک اس مطلقہ کی عدت نہ گزر جائے تب تک جائز نہیں ہے اور اگر وہ مطلقہ کنیز ہے تو اس کی عدت آزاد عورت کی عدت کا نصف ہے۔ جو کہ

پینتالیس دن ہیں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے استیفاء العدد (باب ۴۸) میں گزر چکی ہیں اور کچھ
بعد ازیں (ابواب عدت میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۸

جو شخص اپنی بیوی کو رجعی طلاق دے تو جب تک اس کی عدت ختم نہ ہو جائے تب تک اس کی بہن سے شادی نہیں کر سکتا اور یہی حکم متعہ کا ہے۔ ہاں البتہ طلاق بائن اور وفات کی عدت کے دوران جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے طلاق خلع حاصل کی۔ آیا وہ اس کی عدت ختم ہونے سے پہلے اس کی بہن سے شادی کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کیونکہ وہ اس سے علیحدہ ہو چکی ہے اور اسے رجوع کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ علی بن ابی حمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ آیا اس کی بہن سے شادی کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب تک مطلقہ کی عدت نہ گزر جائے تب تک نہیں کر سکتا۔ پھر عرض کیا: ایک شخص کی بیوی فوت ہوگئی۔ آیا وہ اس کی بہن سے شادی کر سکتا ہے؟ فرمایا: چاہے تو اسی وقت کر سکتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں باب المصاہرہ (نمبر ۲۹) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۹

جب حاملہ عورت کا وضع حمل ہو جائے تو وہ نکاح کر سکتی ہے مگر جب تک اس کا نفاس ختم نہ ہو جائے تب تک شوہر کو تمکین دینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک (مطلقہ) حاملہ عورت کا وضع حمل ہو جاتا ہے۔ آیا وہ پاک ہونے سے پہلے عقد ازدواج کر سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر جب تک پاک نہ ہو جائے تب تک شوہر کے لئے اس سے

مباشرت کرنا جائز نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹) اور نفاس (باب ۷) اور مصاہرہ (باب ۴۱) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۵۰

اگر کوئی (مطلقہ) کنیز عدت رجعی کے اندر آزاد ہو جائے تو از سر نو آزاد عورت والی عدت گزارے گی۔ اور اگر طلاق بائن میں آزاد ہو تو پھر کنیز والی عدت پوری کرے گی۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے اس مطلقہ کنیز کے بارے میں جو عدت کے اندر آزاد ہوگئی فرمایا: وہ تین حیض عدت گزارے گی۔ اور اگر اس کا شوہر فوت ہو جائے اور عدت کے اندر آزاد ہو جائے تو پھر چار ماہ اور دس دن عدت گزارے گی۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مرازم (مہزم) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس کنیز کے بارے میں جو آزاد آدمی کی زوجیت میں تھی جسے اس نے اس طہر میں ایک طلاق دی جس میں مباشرت نہیں کی تھی اور طلاق کے بعد تیس دن کے اندر وہ آزاد ہوگئی۔ جبکہ ہنوز اس کی عدت ختم نہیں ہوئی تھی۔ فرمایا: جب عدت گزرنے سے پہلے آزاد ہو جائے تو پھر طلاق والے دن سے شروع کرکے آزاد عورت والی عدت گزارے گی۔ اور عدت گزرنے تک شوہر کو رجوع کا حق ہوگا۔ اور اگر اسے یکے بعد دیگر دو طلاقیں دی تھیں اور پھر وہ دوسری طلاق کے بعد آزاد ہوگئی۔ تو پھر شوہر رجوع نہیں کر سکے گا۔ اور وہ کنیز والی عدت گزارے گی۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی آزاد شوہر اپنی کنیز زوجہ کو طلاق دے اور جب وہ کچھ عدت گزار چکے تو آزاد ہو جائے تو وہ کنیز والی عدت گزارے گی۔ (ایضاً، الفقیہ)

(چونکہ یہ حدیث سابقہ ضابطہ کے خلاف ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ طلاق بائن کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ وغیرہ نے ذکر فرمایا ہے۔

باب ۵۱

جب مدخولہ مدبرہ کنیز کا مالک فوت ہو جائے تو وہ چار ماہ اور دس دن تک عدت گزارے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داود رقی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس مدبرہ کنیز کی عدت کے بارے میں جس کا مالک فوت ہو جائے۔ فرمایا: وہ چار ماہ اور دس دن گزارے گی۔ بشرطیکہ اس کے مالک نے اس سے مقاربت کی ہو۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں وہ اس سے پہلے (باب ۳۰ و ۴۲ و ۴۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۲

جب متعہ والی بیوی کا شوہر فوت ہو جائے تو اس کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے خواہ عورت آزاد ہو یا کنیز ہاں البتہ سوگ صرف آزاد عورت پر ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک عورت سے عقد متعہ کرتا ہے اور پھر اس کی وفات ہو جاتی ہے تو اس پر عدت ہے؟ فرمایا: ہاں چار ماہ اور دس دن تک عدت گزارے گی۔ اور اگر شوہر زندہ ہو اور وہ طلاق دے تو پھر اس کی عدت ڈیڑھ ماہ ہے جبکہ کنیز ہو۔ راوی نے عرض کیا: کیا وہ سوگ بھی منائے گی؟ فرمایا: جب اسکے پاس کچھ دن رہی ہو تو عدت بھی گزارے گی اور سوگ بھی منائے گی۔ اور اگر صرف ایک دو دن یا دن کا ایک (آدھا) گھنٹہ رہی ہو تو پھر عدت تو گزارے گی مگر سوگ نہیں منائے گی۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر متعہ کرنے والا شخص مر جائے تو اس عورت کی عدت کیا ہے؟ فرمایا: چار ماہ اور دس دن۔ پھر فرمایا: اے زرارہ! ہر قسم کا نکاح خواہ دائمی ہو یا متعہ یا ملک یمین اور عورت خواہ آزاد ہو اور خواہ کنیز۔ بہر حال عدت وفات چار ماہ اور دس دن ہے۔ اور آزاد مطلقہ کی عدت تین ماہ ہے اور کنیز کی اس کا نصف اور متعہ والی عورت کی عدت بھی کنیز والی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن عبیداللہ بن علی بن ابی شعبہ حلبی ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے متعہ کیا اور پھر فوت ہو گیا۔ اس کی عدت کس

قدر ہے؟ فرمایا: پینسٹھ (۶۵) دن۔ (التہذیب، الاستبصار)
(چونکہ یہ روایت سابقہ ضابطہ کے خلاف ہے اس لئے اس کی تاویل کے سلسلہ میں) مؤلف علام فرماتے ہیں:
حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اپنے نظریہ کے مطابق کہ کنیز اگر ذات الولد ہو تو اس کی عدت آزاد عورت کی مانند ہے اور اگر ذات الولد نہ ہو تو آزاد کی نصف ہوتی ہے۔ اسے کنیز پر محمول کیا ہے۔ مگر اقرب یہ ہے کہ اسے تقیہ پر محمول کیا جائے۔ (واللہ العالم)
نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں جو اپنے عموم یا خصوص سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اس سے پہلے (باب ۳۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۳

جب متعہ کی مدت ختم ہو جائے تو دو طہر اور اگر اسے حیض نہ آتا ہو جبکہ حیض آنے کے سن و سال میں ہو تو پھر پینتالیس دن ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابی نصر حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ متعہ والی عورت کی عدت پینتالیس (۴۵) دن ہے اور احوط یہ ہے کہ پینتالیس راتوں کا لحاظ رکھا جائے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے متعہ (باب ۴ اور یہاں باب ۵۲) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۵۴

جو کنیز خریدی جائے یا قیدی بنائی جائے یا فروخت کی جائے تو ایک حیض کے ساتھ اس کا استبراء کرنا واجب ہے اور استبراء کے احکام اور کنیزوں کی تعداد کا بیان۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اس حالت میں کنیز خریدی کہ وہ حائض تھی۔ آیا استبراء کے لئے یہی حیض کافی ہے یا ایک اور حیض ضروری ہے؟ فرمایا: نہیں۔ یہی کافی ہے۔ ہاں البتہ اگر ایک اور حیض کے ساتھ استبراء کرے تو افضل ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے نکاح العبید والاماء اور بیع الحیوان (باب ۱۰) میں

گزر چکی ہیں۔

باب ۵۵

عدت طلاق والی عورت کے لئے کسی ضروری کام کے لئے گھر سے باہر نکلنا جائز ہے اور عدت کے اندر اشارةً یا صراحةً نفقہ طلب کرنے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حسن صفار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے۔ اور عدت گزارنے کے لئے کوئی نان و نفقہ نہیں دیا۔ جبکہ وہ ضرورتمند ہے۔ آیا وہ کام کاج یا کسی حاجت کے لئے اپنے گھر سے باہر جا سکتی ہے؟ امام علیہ السلام نے اپنے دستخط سے لکھا: جب خدا کو اس کی (نیت کی) صحت کا علم ہے تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب المصاہرہ (باب ۳۷) میں گزر چکی ہیں۔

﴿ طلاق خلع اور مبارات کا بیان ﴾

(اس سلسلہ میں کل چودہ (۱۴) باب ہیں)

باب ۱

اس وقت تک طلاق خلع اور شوہر کے لئے معاوضہ لینا جائز نہیں ہے جب تک عورت کی ناپسندیدگی ظاہر نہ ہو۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی عورت (ناپسندگی کی وجہ سے) شوہر سے یہ جملہ کہہ دے کہ میں تیرے کسی مجمل یا مفصل حکم کی تعمیل نہیں کروں گی، تو پھر شوہر کے لئے (طلاق دینے کیلئے) عورت سے معاوضہ لینا جائز ہو جاتا ہے اور اسے رجوع کرنے کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت کے ساتھ خلع کرنا اس وقت تک صحیح نہیں ہے جب تک وہ شوہر سے یہ نہ کہے" میں تیری قسم پوری نہیں کروں گی، تیرے کسی حکم کی اطاعت نہیں کروں گی، تجھ سے غسل جنابت نہیں کروں گی، تیرے رخت خواب کو غیر مرد سے روندوں گی۔ اور تیری اجازت کے بغیر (غیروں کو) اندر لاؤں گی۔ حالانکہ لوگ اس سے بھی کمتر باتوں پر اس کو رخصت دے دیتے تھے بہرحال جب عورت یہ باتیں شوہر سے کہہ دے تو اس کے لئے عورت سے معاوضہ لینا جائز ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ ابو الصباح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق خلع دے تو وہ ایک طلاق سے ہی بائن ہو جائے گی (اور وہ رجوع نہیں کر سکے گا) اور وہ خواستگاری کرنے والوں میں سے ایک ہوگا۔ اور یہ خلع اس وقت تک جائز نہیں جب تک عورت شوہر سے ازخود اس کا مطالبہ نہ کرے اور یہاں تک کہ خود کہے: میں تیری کسی قسم کو پورا نہیں کروں گی، تجھ سے غسل جنابت نہیں کروں گی، تیرے گھر میں اس شخص کو لاؤں گی جسے تو ناپسند کرتا ہوگا۔ اور تیرے بستر کو (غیر مرد سے) روندوں گی۔ اور خدا کی

حدود کو قائم نہیں کروں گی۔ پس جب وہ اس قسم کی باتیں کرے تو مرد کے لئے (اس سے) معاوضہ لینا (اور طلاق دینا) جائز ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۴۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ طلاق خلع والی عورت کا خلع کس طرح ہوتا ہے؟ فرمایا: اس وقت تک خلع جائز نہیں ہے جب تک وہ شوہر سے یہ نہ کہے کہ "میں تیری کوئی قسم پوری نہیں کروں گی، تیرے کسی حکم کی تعمیل نہیں کروں گی، تیرے بستر کو روندوں گی، تیری اجازت کے بغیر گھر میں (لوگوں کو) داخل کروں گی۔" پس جب یہ کہے تو اس سے خلع کرنا جائز ہو جائے گا۔ اور مرد کے لئے حق مہر اور اس سے زیادہ (معاوضہ) لینا حلال ہو جائے گا۔ اور یہ ہے خدا کا ارشاد ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ (عورت جو فدیہ پیش کرے اس کے لینے دینے میں دونوں کے لئے کوئی مضائقہ نہیں ہے)۔ پس جب شوہر ایسا کرے گا تو وہ (ایک ہی طلاق سے) اس سے علیحدہ ہو جائے گی اور وہ اپنے آپ کی مالک و مختار بن جائے گی۔ چاہے تو اس سے نکاح کرے اور چاہے تو نہ کرے۔ اور اگر کرے تو وہ دو (طلاقوں پر) اس کے پاس رہے گی۔ (شوہر کو مزید دو طلاقیں دینے کا حق حاصل رہے گا)۔ (تفسیر عیاشیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۴ و ۶ و ۷ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

عورت کو ضرر و زیاں پہنچانا تاکہ وہ فدیہ دے کر طلاق لینے پر مجبور ہو جائے جائز نہیں ہے۔ اور بحالت اختیاری عورت کے لئے خلع اور طلاق کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص عورت کو ضرر پہنچائے یہاں تک کہ وہ فدیہ دے کر طلاق حاصل کرنے پر آمادہ ہو جائے تو خدا اس کے لئے جہنم کے سوا کسی اور سزا پر راضی نہیں ہوگا۔ کیونکہ خداوند عالم عورت کی وجہ سے اسی طرح غضبناک ہوتا ہے جس طرح یتیم کی وجہ سے ہوتا ہے اور جو شخص اپنے خادم، مملوک یا کسی متعلقہ شخص سے کہے ﴿لا لبیك ولا سعدیك﴾ (میں تیری کوئی بات سننے اور ماننے کیلئے تیار نہیں ہوں)۔ تو خداوند عالم بھی قیامت کے دن اس سے فرمائے گا ﴿لا لبیك ولا سعدیك﴾ دوزخ میں ہلاک ہو۔ اور فرمایا: جو کسی مسلمان کو نقصان پہنچائے (یا فرمایا: مسلمان سے خیانت کرے)۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور نہ دنیا و آخرت میں ہم اس سے ہیں۔ اور جو

عورت (بلاوجہ) شوہر سے طلاق خلع حاصل کرے۔ تو وہ برابر خدا، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت میں گرفتار رہتی ہے۔ یہاں تک کہ جب ملک الموت اس کے پاس آتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ تجھے دوزخ کی بشارت ہو۔ اور جب قیامت کا دن ہوگا تو اس سے کہا جائے گا کہ جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ اس میں داخل ہو جا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ خدا اس کا رسولؐ بلاوجہ طلاق خلع حاصل کرنے والی عورتوں سے بری و بیزار ہیں اور آگاہ ہو جاؤ کہ خدا اور اس کا رسولؐ اس شخص سے بھی بیزار ہیں جو اپنی عورت کو ضرر و زیاں پہنچاتا ہے تاکہ مجبور ہو کر وہ خلع حاصل کرے۔ (عقاب الاعمال)

۲۔ جناب فتال نیشاپوریؒ اپنی کتاب میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو عورت بلاوجہ اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ (روضۃ الواعظین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب امیں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳

خلع والی عورت اس وقت تک بائن نہیں ہوتی جب تک اس کے پیچھے طلاق نہ دی جائے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن بکر سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خلع کرنے والی عورت کے پیچھے طلاق آ سکتی ہے۔ جب تک عدت کے اندر ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں لفظ عدت سے مراد طہر ہے یعنی اگر خلع کرنے کے بعد اور طلاق دینے سے پہلے اگر اسے حیض آ جائے تو پھر جائز نہ ہوگی بلکہ دوسرے طہر کا انتظار کیا جائے گا۔

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب عورت شوہر سے وہ کلمات کہے (جو باب اول میں مذکور ہیں) تو اس کے لئے عورت سے معاوضہ لینا جائز ہو جائے گا۔ اور وہ اس کے پاس دو طلاقوں پر باقی رہے گی۔ اور خلع ایک طلاق متصور ہوگی۔ فرمایا: یہ کلام خود عورت کی اپنی طرف سے ہونا چاہئے (کسی اور کی طرف سے اسے پٹی نہ پڑھائی جائے)۔ اور اگر معاملات کی باگ ڈور ہمارے ہاتھ میں ہوتی تو ہم طلاق عدی کے سوا کسی اور طلاق کو نافذ نہ کرتے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب عورت خود یہ کلمات کہے بغیر اس کے کہ کوئی اور اسے سکھائے پڑھائے تو شوہر کے لئے معاوضہ حلال

ہو جائے گا اور یہ خلع طلاق متصور ہوگی بغیر اس کے کہ اس کے اس کے پیچھے بعد طلاق دی جائے۔ اور عورت اس سے بائن (جدا) ہو جائے گی۔ اور وہ خواستگاری کرنے والوں میں سے ایک خواستگار شمار ہوگا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ حدیث تقیہ پر محمول ہے۔

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر معاملات کی باگ دوڑ ہمارے ہاتھ میں ہوتی تو ہم طلاق سنت کے سوا کوئی طلاق نافذ نہ کرتے۔ (التہذیب)

۵۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اگر کوئی ایسی بات مجھ سے سنو جو (عام) لوگوں (مخالفین) کے قول کے مطابق ہو تو اسے تقیہ سمجھو۔ اور جو ایسی بات مجھ سے سنو جو لوگوں کے قول کے مطابق نہ ہو۔ تو اس میں کوئی تقیہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن حدیثوں میں یہ وارد ہے کہ خلع طلاق ہے وہ تقیہ پر مبنی ہیں۔

۶۔ محمد بن اسماعیل بن بزیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت ایسے طہر میں جس میں شوہر نے اس سے مجامعت نہیں کی۔ دو عادل گواہوں کے روبرو خلع یا مبارات کرتی ہے۔ آیا اس سے وہ علیٰحدہ ہو جائے گی۔ یا اس کے اور طلاق کی ضرورت ہے؟ فرمایا: علیٰحدہ ہو جائے گی۔ اور اگر ادا کردہ معاوضہ واپس لے لے اور پھر اس کی بیوی بن جائے تو ایسا کر سکتی ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ ہمارے لئے روایت کی گئی ہے کہ خلع والی عورت اس وقت تک علیٰحدہ نہیں ہوتی جب تک اس کے پیچھے طلاق نہ دی جائے۔ فرمایا: جب خلع ہو جائے تو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ عرض کیا: آیا اس سے علیٰحدہ ہو جائے گی؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے تو اسے تقیہ پر محمول کیا ہے اور ممکن ہے کہ اسے اس خلع پر محمول کیا جائے جو صیغۂ طلاق پر مشتمل ہو۔ مطلب یہ ہوگا کہ اس صورت میں علیٰحدہ صیغۂ طلاق جاری کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

باب ۴

خلع میں شوہر کے لئے زرِ مہر سے زیادہ معاوضہ لینا جائز ہے مگر مبارات میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

مبارات میں حق مہر سے کمتر معاوضہ لیا جائے گا۔ اور خلع میں جس قدر چاہے یا جس مقدار پر دونوں راضی ہو جائیں خواہ صرف حق مہر ہو یا اس سے زیادہ اور خلع و مبارات میں یہ فرق صرف اس لئے ہے کہ خلع والی عورت کلام میں حد سے زیادہ تجاوز کرتی ہے اور وہ باتیں کرتی ہے جو اس کیلئے جائز نہیں ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث مبارات میں فرمایا کہ اس کے شوہر کے لئے جائز نہیں ہے مگر یہ کہ (عورت سے) حق مہر یا اس سے بھی کم تر معاوضہ لے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس وقت تک خلع نہیں ہوتا جب تک عورت شوہر سے یہ نہ کہے کہ میں تیری اطاعت نہیں کروں گی، تیری قسم پوری نہیں کروں گی۔ اور تیرے بارے میں کسی (شرعی) حد کا لحاظ نہیں کروں گی۔ پس تو معاوضہ لے اور مجھے طلاق دے۔ پس جب عورت یہ کلام کرے تو پھر مرد کے لئے روا ہے کہ اس سے خلع کرے۔ جس معاوضہ پر دونوں رضامند ہو جائیں۔ خواہ قلیل ہو اور خواہ کثیر۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

طلاق خلع بائن ہے جس میں رجوع نہیں ہے۔ مگر اس وقت جب عورت ادا کردہ معاوضہ واپس لے لے۔ اور ان میں سے ایک عدت کے اندر مر جائے تو باہمی وراثت بھی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عورت شوہر سے کہے کہ میں تیرا کوئی مجمل یا مفصل حکم نہیں مانوں گی۔ تو شوہر کے لئے معاوضہ حلال ہو جاتا ہے اور پھر اسے رجوع کا کوئی حق نہیں رہتا۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن محمد بن قاسم ہاشمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: خلع، مبارات اور زبردستی شوہر سے طلاق لینے والی عورت شوہر کی وراثت کی مستحق نہیں ہوتی۔ جبکہ شوہر کی بیماری (وغیرہ) میں طلاق حاصل کرے۔ اگرچہ شوہر اس بیماری میں مر بھی جائے۔ کیونکہ ان میاں بیوی کے درمیان جو باہمی تعلق تھا وہ قطع ہو چکا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں اور باب ۴۸ از عدد میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ و ۷ و۱۲ اور باب ۱۳ ۱۱ از میراثِ ازواج میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

خلع و مبارات میں دو گواہوں کے علاوہ عورت کا ایسے طہر میں ہونا ضروری ہے جس میں شوہر نے مقاربت نہ کی ہو یا پھر حاملہ ہو۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا خلع و مبارات طہر ہی میں واقع ہوتی ہیں؟ فرمایا: ہاں صرف طہر میں ہی واقع ہو سکتی ہیں۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طلاق، تخییر، (خلع) اور مبارات واقع نہیں ہوتی مگر اس طہر میں جس میں خاوند نے مجامعت نہ کی ہو۔ اور وہ بھی (دو عادل) گواہوں کے ساتھ۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم اور ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خلع واقع نہیں ہوتی مگر اس طہر میں جس میں مباشرت نہ کی گئی ہو۔ (التہذیب)

۴۔ زرارہ اور محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خلع طلاق بائن ہے جس میں رجوع نہیں ہے۔ جناب زرارہ نے فرمایا: خلع وہیں واقع ہوتی ہے جہاں طلاق واقع ہوتی ہے عورت طاہر ہو یا پھر حاملہ ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۷ و ۱۴ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

جب خلع والی عورت اپنا ادا کردہ معاوضہ واپس لے لے تو پھر طلاق رجعی بن جاتی ہے اور شوہر کے لئے رجوع کرنا جائز ہو جاتا ہے اور یہی حکم مبارات کا ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے خلع والی عورت کے بارے میں فرمایا: وہ شوہر پر اس وقت تک حلال

نہیں ہوتی جب تک اس بات سے توبہ نہ کرے جو خلع کے وقت کہی تھی۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن عباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر خلع والی عورت صلح (خلع) میں ادا کردہ مال میں سے کچھ واپس لے لے تو پھر مرد بھی رجوع کرسکتا ہے۔ (التہذیب)

۳۔ مفسر قمی علیہ الرحمہ نے بروایت عبداللہ بن سنان از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میں خلع کی وہ پوری تفصیل درج کی ہے جس کی بنا پر مرد پر معاوضہ لے کر خلع کرنا جائز ہوتا ہے (جو اس سے پہلے باب ۱ میں گزر چکی ہے) آخر میں فرماتے ہیں کہ خلع اور مبارات میں شوہر کے لئے رجوع نہیں ہے۔ مگر یہ کہ عورت کی رائے بدل جائے اور شوہر وہ مال اسے واپس کر دے جو اس سے خلع و مبارات کے عوض لیا تھا (تو پھر کرسکتا ہے)۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۸ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

مبارات اس وقت واقع ہوتی ہے جب میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو ناپسند کرتے ہوں۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مبارات یہ ہے کہ عورت مرد سے کہے جو کچھ (حق مہر وغیرہ) تیرے ذمہ ہے وہ تمہارے لئے حلال ہے۔ بس تو مجھے چھوڑ دے۔ اور وہ اسے چھوڑ دے۔ اور ساتھ یہ بھی کہے کہ اگر تو نے کچھ واپس لے لیا تو پھر میں بھی تیرا مالک ہوں گا۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ (مبارات میں) شوہر عورت کے حق مہر سے زیادہ معاوضہ نہ لے بلکہ اس سے بھی کمتر لے۔ اور مبارات میں شوہر کیلئے رجوع نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ مبارات کس طرح ہوتی ہے؟ فرمایا: عورت کا کچھ مال و متاع از قسم حق مہر وغیرہ مرد کے ذمہ واجب الاداء ہو جبکہ کچھ ادا کر چکا ہو۔ اور میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو ناپسند کرتے ہوں۔ اور عورت خاوند سے کہے۔ جو مال میں تم سے لے چکی ہوں وہ میرا اور جو تمہارے ذمہ ہے وہ تمہارا۔ اور میں تم سے مبارات کرتی ہوں۔ اور مرد کہے کہ (آج) تو نے جو کچھ مال چھوڑا ہے اگر تو اس میں رجوع کرے گی (اس کا مطالبہ کرے گی) تو پھر میں بھی تیرا زیادہ حقدار ہوں گا۔

(الفروع، التہذیب)

باب ۹

طلاقِ مبارات بائن ہے جس میں اس وقت تک رجوع نہیں ہو سکتا جب تک عورت معاوضہ واپس نہ لے اور اس میں میراث بھی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الصباح کنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے مبارات کرے تو وہ ایک بار ہی ہوتی ہے (اور میاں بیوی ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور) شوہر خواستگاری کرنے والوں میں سے ایک ہوتا ہے۔ (عورت چاہے تو اس سے عقد کرے اور نہ چاہے تو نہ کرے)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل جعفی سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مبارات ایسی طلاق بائن ہے جس میں رجوع نہیں ہے۔ (التہذیب)

۳۔ حمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مبارات والی عورت اسی وقت (مبارات کرتے ہی) طلاق اور میراث کے بغیر علیحدہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اسی وقت ان کا باہمی رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ جمیل بن دراج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مبارات صیغۂ طلاق پیچھے لائے بغیر واقع ہو جاتی ہے۔ (ایضاً)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مبارات کے سلسلہ میں میرا نظریہ اور عمل یہ ہے کہ جب تک اس کے پیچھے طلاق نہ آئے تب تک علیحدگی واقع نہیں ہوتی۔ اور یہی ہمارے تمام محصّل اصحاب کا نظریہ ہے اور اگر سابقہ روایت اس کے صریحاً خلاف ہے تو ہم اسے تقیہ پر محمول کریں گے۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہو کہ جب مبارات کا صیغہ لفظ طلاق پر مشتمل ہو تو پھر علیحدہ صیغۂ طلاق جاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ابواب ۵ و ۷ و ۸ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ و ۱۳ از میراث ازواج میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

خلع و مبارات والی عورت پر مطلقہ عورت کی طرح عدت گزارنی واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: خلع والی عورت کی عدت مطلقہ عورت کی مانند ہے اور اس کی خلع اس کی طلاق ہے۔ راوی نے عرض کیا: آیا اسے بطور تمتع کچھ مال بھی دیا جائے گا؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع)

۲۔ داؤد بن سرحان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے خلع والی عورت کے بارے میں فرمایا: اس کی عدت مطلقہ عورت کی مانند ہے اور وہ اپنے گھر (شوہر کے مکان میں) عدت گزارے گی اور خلع والی عورت بمنزلہ مبارات والی کے (بائن) ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خلع والی عورت کی عدت پینتالیس دن ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ حسب ظاہر یہ روایت سابقہ روایتوں کے منافی ہے۔ اس لئے اس کی تاویل) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے یوں کی ہے کہ یہ کنیز پر محمول ہے۔ یا اس آزاد عورت پر جسے اتنے دنوں میں تین حیض آ جائیں۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۳ و ۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

خلع میں بطور تمتع کچھ مال دینا ثابت نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خلع والی عورت کو بطور تمتع کچھ نہیں دیا جائے گا۔ (الفروع)

۲۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر مطلقہ کو بطور تمتع کچھ مال و متاع دیا جاتا ہے۔ سوائے خلع والی عورت کے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو (فدیہ دے کر) خریدا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (یہاں باب ۱۰ اور پہلے حق مہر باب ۵۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

خلع والی عورت کا شوہر عدت گزرنے سے پہلے اس کی بہن سے شادی کر سکتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے خلع کیا۔ آیا وہ شخص اس کی عدت گذرنے سے پہلے اس کی بہن سے شادی کرسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کیونکہ اس کا تعلق اپنے شوہر سے اس طرح ختم ہو چکا ہے کہ وہ رجوع بھی نہیں کرسکتا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مصاہرہ وغیرہ (باب ۴۸) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

خلع والی عورت کیلئے نہ نان ونفقہ ہے اور نہ سکونت کی سہولت۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا خلع والی عورت کیلئے نان ونفقہ اور سکونت ہے؟ فرمایا: اس کے لئے نہ سکونت ہے اور نہ نان ونفقہ۔ (الفقیہ، کذا فی الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب العدد (باب ۲۰) اور نفقات (باب ۸) میں (اور یہاں باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

مبارات میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ حاکم وقت کے پاس واقع ہو۔

(اس باب میں ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت نے اپنے خاوند سے مبارات کی پھر اسے اطلاع ملی کہ اگر حاکم کے پاس مقدمہ پیش کیا جائے تو وہ معاوضہ واپس کرا دیتا ہے۔ اب وہ کیا کرے؟ فرمایا: خاوند کو چاہئے کہ وہ مبارات پر گواہ مقرر کرے۔ اور یہ کہ اس نے عورت کا معاوضہ ادا کر دیا ہے۔ اور اب اس کا کوئی حق اس کے ذمہ واجب الاداء نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

﴿ ظہار کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل اکیس (۲۱) باب ہیں)

باب ۱

جو شخص مقررہ شرائط کے ساتھ اپنی بیوی سے کہے کہ "انت علی کظھر امی" (تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مانند ہے) تو اس سے مباشرت کرنا حرام ہو جاتی ہے اور جب تک کفارہ ادا نہ کرے تب تک حلال نہیں ہوتی۔ اور ظہار کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابان وغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اوس بن صامت ایک شخص تھا جس کی خولہ بنت منذر نامی بیوی تھی اس نے ایک دن اپنی بیوی سے کہہ دیا: "انت علیّ کظھر امی" (تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے) اور پھر پشیمان ہوا۔ اور پھر بیوی سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تو مجھ پر حرام ہوگئی ہے۔ چنانچہ اس کی بیوی سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور تمام ماجرا بیان کیا۔ اور ساتھ یہ بھی کہا کہ سابقہ زمانہ میں تو یہ بات زوجہ کو شوہر پر حرام قرار دے دیتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرا بھی یہی خیال ہے کہ تو اپنے شوہر پر حرام ہوگئی ہے۔ یہ سن کر عورت نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیا۔ اور کہا: میں خدا کی بارگاہ میں اپنے شوہر کی جدائی کا شکوہ کرتی ہوں۔ اس وقت خداوند عالم نے سورۂ مجادلہ کی یہ دو آیتیں نازل فرمائیں: ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا﴾ (خدا نے اس عورت کی گفتگو سنی ہے جو اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے جھگڑ رہی تھی)۔ پھر خدا نے کفارہ نازل فرمایا: ﴿اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ ...... الآیۃ﴾۔ (الفقیہ، کذا فی المحکم والمتشابہ للسید المرتضیٰ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حمران سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ فلاں شخص جو میرا شوہر ہے میں نے اس کی اولاد کو جنم دیا، دنیا و آخرت کے کاموں میں

اس کی اعانت کی۔ اور اس نے کبھی مجھ میں کوئی ناپسندیدہ بات بھی نہیں دیکھی۔ مگر میں خدا و رسولؐ کی بارگاہ میں اس کی شکایت کرتی ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: تجھے کس بات کی شکایت ہے؟ عرض کیا: اس نے آج مجھ سے کہا ہے: "انت علیّ کظهر امی" (تو مجھ پر اس طرح حرام ہے جس طرح میری ماں کی پشت)۔ اور پھر مجھے اپنے گھر سے نکال دیا ہے۔ لہٰذا آپ میرے معاملہ پر غور فرمائیں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس بارے میں خدا نے ہنوز مجھ پر کچھ نازل نہیں فرمایا۔ تاکہ اس کی روشنی میں کوئی فیصلہ کروں۔ اور میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ اپنی طرف سے کوئی ایسی بات کہوں جو تکلف کا باعث ہو۔ اس پر وہ عورت گریہ و بکا کرتی اور خدا و رسولؐ کی بارگاہ میں شکوہ و شکایت کرتی ہوئی واپس چلی گئی۔ پس خدا نے اس عورت کی آنحضرت کے ساتھ (دردمندانہ) گفتگو سنی۔ تو خدا نے یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ﴾ (یقیناً خدا نے اس عورت کی گفتگو سنی جو اپنے شوہر کے معاملہ میں آپ سے گفتگو کر رہی تھی۔ اور خدا کی بارگاہ مین شکوہ و شکایت کر رہی تھی۔ اور خدا تمہاری باہمی گفتگو کو سن رہا تھا۔ کیونکہ وہ سننے اور دیکھنے والا ہے اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں۔ اس سے وہ ان کی مائیں بن نہیں جاتیں۔ ان کی مائیں صرف وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے اور یہ لوگ غلط اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور خدا معاف کرنے والا اور گناہ بخشنے والا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا آدمی بھیج کر اس عورت کو طلب فرمایا۔ جب آئی تو اس سے فرمایا: اپنے شوہر کو لا۔ چنانچہ وہ اسے لائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوہر سے فرمایا: کیا تو نے اپنی بیوی سے کہا ہے کہ "انت علیّ کظهر امی"؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: خدا نے تمہارے بارے میں قرآن نازل کیا ہے۔ پھر اسے وہ آیات پڑھ کر سنائیں ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ ......﴾ پھر فرمایا: پس اپنی عورت کو اپنے پاس لے جا کہ اگرچہ تو نے غلط اور جھوٹی بات کہی ہے! مگر خدا نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ ہاں آئندہ اس کا اعادہ نہ کرنا۔ پس وہ شخص اس حالت میں اپنی عورت کو اپنے ہمراہ لے گیا کہ وہ اپنے کئے پر نادم و پشیمان تھا۔ اور اس کے بعد خدا نے اہل ایمان کے لئے اس کام کو ناپسند قرار دے دیا۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا ......﴾ یعنی جو لوگ وہی بات کہتے ہیں جو پہلے شخص نے کہی تھی۔ اور خدا نے اسے معاف کر دی تھی۔ تو مباشرت سے پہلے ان پر کفارہ ادا کرنا واجب ہے جو کہ ایک غلام کا آزاد کرنا ہے

اور یہ نہ کر سکے تو دو ماہ کے روزے رکھے۔ اور اگر یہ بھی نہ رکھ سکے تو پھر ساٹھ آدمیوں کو کھانا کھلائے۔ یہ اس فعل حرام کی سزا ہے۔ ﴿ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ......﴾ پس یہ ہے خدا کی مقرر کردہ ظہار کی حد۔ (الفروع، القمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳ و ۴ و ۹ و ۱۳ اور ۱۶ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

ظہار واقع نہیں ہوتا مگر اس طہر میں جس میں مقاربت نہ کی ہو اور وہ بھی دو عادل گواہوں کی موجودگی میں جبکہ شوہر عاقل، بالغ اور بااختیار ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حمران سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: قسم کھانے سے، ضرر وزیاں پہنچانے سے اور غیظ وغضب کی حالت میں ظہار واقع نہیں ہوتی ہے۔ اور نہیں ہوتی مگر اس طہر میں جس میں مباشرت نہ کی گئی ہو۔ اور وہ بھی دو مسلمان گواہوں کی موجودگی میں۔ (الفروع، القمی)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ظہار کس طرح واقع ہوتی ہے؟ فرمایا: کوئی شخص اپنی عورت سے کہے جبکہ وہ پاک ہو اور اس طہر میں جماع نہ کیا ہو۔ تو مجھ پر اس طرح حرام ہے جس طرح میری ماں کی پشت۔ اور اس سے اس کی مراد ظہار کرنا ہو۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب اول میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳

قصد اور ارادہ کے بغیر ظہار واقع نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طلاق نہیں ہوتی مگر اس وقت جب اس کا ارادہ کیا جائے اور ظہار واقع نہیں ہوتی مگر تب جب ظہار کا ارادہ کیا جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت سے کہے وہ اس پر اس کی ماں

کی پشت کی طرح ہے۔ مگر اس سے اس کا ارادہ حرام قرار دینے کا نہ ہو تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔ (المقنع)
مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب اول میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

اگر کوئی شخص ظہار کے قصد سے اپنی بیوی کو محارم میں سے کسی ایک کے ساتھ تشبیہ دے دے تو بیوی اس پر حرام ہو جائے گی اور کفارہ کے بغیر حلال نہ ہوگی۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ظہار کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: یہ ہر محرم عورت جیسے ماں، بہن یا پھوپھی یا خالہ (وغیرہ) سے تشبیہ دینے سے واقع ہوتی ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ یونس بعض اصحاب سے اور وہ حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ظہار والی حدیث میں فرمایا: اسی طرح (ماں کی طرح) اگر بعض محارم کے ساتھ بھی تشبیہ دے دے تو کفارہ لازم ہو جائے گا۔ (الفروع)

باب ۵

شادی سے پہلے ظہار واقع نہیں ہوتی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی ماں سے کہا کہ ہر وہ عورت جس سے میں شادی کروں گا وہ تیری طرح مجھ پر حرام ہوگی؟ فرمایا: یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

قسم کے ارادہ یا کسی غیر کو خوش کرنے کے ارادہ سے ظہار واقع نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: قسم کی غرض سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (الفروع)

۲۔ عبداللہ بن مغیرہ وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ حمزہ بن حمران نے بکیر کی بیٹی سے شادی کی۔ اور جس رات دلہن کو اس کے پاس لایا گیا۔ تو (قبیلہ کی) عورتوں نے اس (حمزہ) سے کہا کہ تو طلاق کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اور تیرے نزدیک یہ کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس (دلہن) کو اس وقت تک نہیں لائینگی جب تک تم اپنی ام ولد کنیزوں (اور عام کنیزوں) سے ظہار نہ کرو۔ (اور دوسری روایت کے مطابق کہا: جب تک ان سے ظہار کرنے کی قسم نہ کھاؤ)۔ چنانچہ اس نے (ان کو خوش کرنے کی خاطر) ایسا کیا۔ پھر جب یہ معاملہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے پیش کیا۔ تو آپؑ نے اسے حکم دیا کہ بے شک ان (کنیزوں) کے پاس جا۔ (ایضاً)

۳۔ صفوان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے یا وضو کرتا ہے اور بعد میں اسے شک پڑ جاتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ اگر میں نماز یا وضو کا اعادہ کروں تو اس کی بیوی اس پر اس کی ماں کی پشت کی مانند ہے۔ اور اس پر طلاق کی قسم کھاتا ہے تو؟ فرمایا: یہ شیطان کے نشانہائے قدم میں سے ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی ظہار کی قسم کھائے اور پھر اس کی خلاف ورزی کرے تو مباشرت سے پہلے اس پر کفارہ واجب ہے۔ اور اگر قسم کے علاوہ ظہار کرے تو پھر مباشرت کے بعد کفارہ واجب ہوگا۔ معاویہ بن حکیم نے کہا کہ یہ روایت درایۃً صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے اصحاب نے روایت کی ہے کہ قسم صرف خدا کے نام کی ہوتی ہے (نہ ظہار وغیرہ کی)۔ اور اسی طرح قرآن نازل ہوا ہے۔ (ایضاً)

(چونکہ یہ روایت سابقہ قاعدہ کے برعکس ہے اس لئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ تقیہ پر محمول ہے۔

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حمزہ بن حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے اپنی کنیز سے کہتا ہے کہ "تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مانند ہے" تو؟ فرمایا: بے شک اس کے پاس جائے اس پر کچھ نہیں ہے۔

(التہذیب، الفقیہ)

۶۔ عطیہ بن رستم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی بیوی سے ظہار کرتا ہے تو؟ فرمایا: اگر قسم کی وجہ سے کیا ہے تو پھر اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد

(باب ۳۵ از قسم میں) آئینگی جو بظاہر اس کے منافی ہیں مگر وہ اس بات پر محمول ہیں کہ وہاں ظہار کو کسی شرط پر معلّق کیا گیا ہے۔

باب ۷

غصہ کی حالت میں اور دوسرے کو نقصان پہنچانے کی صورت میں ظہار واقع نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی نصر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غصہ کی حالت میں ظہار واقع نہیں ہوتی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قسم، ضرر رسانی اور غیظ وغضب کی حالت میں ظہار واقع نہیں ہوتی۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸

دخول سے پہلے ظہار واقع نہیں ہوسکتی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک غلام نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تو؟ فرمایا: جب تک بیوی سے دخول نہ کیا جائے تب تک نہ ظہار واقع ہوتی ہے اور نہ ایلا۔ (مقاربت نہ کرنے کی قسم)۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

باب ۹

جو شخص بیوی سے کہے تو میری ماں کی پشت کی مانند ہے۔ یا ظہار کے ارادہ سے اس کے کسی اور عضو سے تشبیہ دے جیسے تو اس کے ہاتھ کی طرح یا پاؤں وغیرہ کی مانند ہے۔ اس سے ظہار واقع ہو جائیگی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ بعض آدمیوں سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ تو میرے لئے بمنزلۂ میری

ماں کی پشت یا اس کے ہاتھ یا اس کے شکم یا اس کی جان یا اس کے ٹخنے کی مانند ہے۔ تو آیا اس طرح ظہار واقع ہو جائے گی اور اس شخص پر وہ سب کچھ لاگو ہوگا جو ظہار کرنے والے پر لاگو ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب تحریم (حرام کرنے) کے ارادہ سے اپنی بیوی کو اپنی ماں کے کسی ایک عضو یا زیادہ اعضاء سے تشبیہ دے تو اس سے کفارہ لازم ہو جائے گا۔ (الفروع)

باب ۱۰

جب ظہار کرنے والا شخص مباشرت کرنا چاہے تو کفارہ واجب ہوگا۔ مگر وہ مستقر نہیں ہوگا۔ لہٰذا اگر شوہر نے بیوی کو طلاق دے دی تو ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر رجوع کر کے مباشرت کرنا چاہی تو پھر واجب ہو جائے گا اور اگر عدت ختم ہوگئی اور بعد ازاں از سر نو نکاح کرنا چاہا تو پھر واجب نہیں ہوگا۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا پھر مقاربت سے پہلے طلاق دے دی (اور پھر رجوع نہیں کیا) آیا اس پر کفارہ واجب ہوگا؟ فرمایا: نہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ یزید کناسی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا۔ پھر (مباشرت سے پہلے) اسے طلاق دے دی تو؟ فرمایا: ظہار باطل ہو گیا اور طلاق نے ظہار کو (اس کے اثر کو) ختم کر دیا۔ راوی نے عرض کیا: آیا اسے رجوع کا حق حاصل ہے؟ فرمایا: ہاں وہ ہنوز اس کی بیوی ہے۔ پس اگر رجوع کر لے تو مباشرت سے پہلے کفارۂ ظہار ادا کرنا لازم ہوگا۔ عرض کیا: اگر طلاق کے بعد اسے اپنے حال پر چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کی عدت ختم ہو جائے اور عورت اپنے آپ کی مالک ہو جائے۔ اور بعد ازاں از سر نو اس سے نکاح کرنا چاہے تو مقاربت سے پہلے کفارہ لازم ہوگا؟ فرمایا: نہ اس طرح تو وہ اس سے علیحدہ ہوگئی اور اپنے آپ کی مالک بھی ہوگئی۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ اور حسن بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ظہار کرنے والا کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور پھر رجوع کر لے تو (مباشرت سے پہلے) اس پر کفارہ ادا کرنا واجب ہوگا۔ (التہذیب)

۴۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا۔ اور پھر ایک دو ماہ بعد اسے طلاق دے دی اور اس نے (عدت گزار کر) عقد ثانی کر

لیا۔ پھر دوسرے خاوند نے اسے طلاق دے دی۔ اور بعد ازاں پہلے خاوند نے رجوع کر لیا۔ (از سر نو عقد کر لیا) آیا اس پر پہلے ظہار والا کفارہ لازم ہوگا؟ فرمایا: ہاں ایک غلام آزاد کرے گا۔ یا (دو ماہ) روزہ رکھے گا۔ یا (ساٹھ مسکینوں کو) کھانا کھلائے گا۔ (ایضاً)

(چونکہ یہ روایت سابقہ روایات کے منافی ہے اس لئے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے تقیہ پر محمول کیا ہے کیونکہ مخالفین میں سے ایک گروہ کا یہی مذہب ہے۔ نیز اسے استحباب پر محمول کرنے کا احتمال بھی ہے۔

۵۔ جناب شیخ فضل بن حسن طبرسی اپنی تفسیر مجمع البیان میں فرماتے ہیں کہ ائمہ اہل بیتؑ کا نظریہ یہ ہے کہ (ظہار میں) عود کرنے سے مراد مباشرت کا ارادہ کرنا یا سابقہ قول (جو ظہار کرتے وقت کہا تھا) کو باطل قرار دینا ہے کیونکہ کفارہ ادا کئے بغیر نہ مباشرت جائز ہوتی ہے اور نہ پہلے قول کا اثر زائل ہوتا ہے۔ (تفسیر مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا و ۴ و ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ اور ۱۹ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

عورت آزاد ہو یا کنیز نیز زوجہ ہو یا مملوکہ بہر حال اس سے ظہار واقع ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص اپنی کنیز سے ظہار کر سکتا ہے؟ فرمایا: آزاد اور کنیز اس سلسلہ میں برابر ہیں۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حفص بن البختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی دس کنیزیں ہیں۔ اس نے ایک ہی کلام سے سب کے ساتھ ظہار کیا۔ تو؟ فرمایا: اس پر دس کفارے واجب ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کے ساتھ ظہار کیا ہے تو؟ فرمایا: وہ آزاد عورت کے ظہار کی مانند ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حمزہ بن حمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کے ساتھ ظہار کرتے ہوئے اسے اپنی ماں کی پشت کی طرح قرار دیا ہے تو؟ فرمایا: بے شک اس کے پاس

جائے۔ اس پر کچھ نہیں ہے۔ (ایضاً)

(چونکہ یہ روایت سابقہ و لاحقہ روایات کے بظاہر منافی ہے۔ اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب ظہار کے شرائط از قسم شاہدین اور طہر وغیرہ میں سے کسی شرط کی کمی رہ گئی ہو......) مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اس سے پہلے (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۲ و ۱۴ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

ظہار آزاد بھی کرسکتا ہے اور غلام بھی ہاں فرق اس قدر ہے کہ غلام پر روزوں کے کفارہ کا نصف (صرف ایک ماہ) ہے۔ باقی غلام آزاد کرنا یا کھانا کھلانا نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا غلام بھی ظہار کرسکتا ہے؟ فرمایا (ہاں مگر) اس پر آزاد کے کفارۂ صوم کا نصف (ایک ماہ) واجب ہے۔ اور اس پر غلام آزاد کرنا اور (مسکینوں کو) کھانا کھلانا نہیں ہے۔
(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ جمیل بن دراج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث ظہار میں فرمایا کہ اس سلسلہ میں آزاد اور غلام برابر ہیں۔ ہاں البتہ (فرق صرف اس قدر ہے) کہ غلام پر کفارہ کا نصف ہے اور اس پر غلام آزاد کرنا اور صدقہ دینا نہیں ہے۔ ہاں اس پر صرف ایک ماہ کے روزے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی عمومی حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

جو شخص ایک عورت سے کئی بار ظہار کرے اس پر ہر ہر ظہار کی وجہ سے علیحدہ کفارہ واجب ہوگا۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے پانچ مرتبہ ظہار کیا ہے تو؟ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ہر ہر ظہار پر ایک ایک کفارہ واجب ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے پندرہ بار اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا۔ فرمایا: اس پر پندرہ کفارے واجب ہیں۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ ابوالورد زیاد بن منذر بیان کرتے ہیں کہ میری موجودگی میں ابوالورد نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو سو بار مجھ پر میری ماں کی پشت کی مانند ہے تو؟ فرمایا: آیا وہ ہر بار کے عوض ایک غلام (کل سو غلام) آزاد کر سکتا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: آیا ساٹھ مسکینوں کو سو بار کھانا کھلا سکتا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: آیا سو بار دو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: پھر ان کے درمیان علیٰحدگی کرا دی جائے۔ (ایضاً)

۴۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے چار بار ظہار کیا ہے تو؟ فرمایا: اس پر صرف ایک کفارہ واجب ہے۔ (ایضاً)

(چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ روایات کے منافی ہے۔ اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے ایک ہی قسم کے (چار) کفارہ پر محمول کیا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے اس صورت پر محمول کیا جائے کہ اس شخص نے ایک ہی ظہار کی تاکید کے لئے لفظ کی تکرار کی ہو۔ نہ کہ دوسرے ظہار کیلئے۔ کیونکہ ظہار کے تحقق میں قصد و ارادہ کو بھی بڑا دخل ہے۔ کما تقدم۔

باب ۱۴

جو شخص کئی بیویوں سے ظہار کرے تو ہر ہر بیوی کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ کفارہ ادا کرنا پڑے گا اگرچہ ایک ہی جملہ کے ساتھ کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس کی دس کنیزیں تھیں اور ایک ہی کلام کے ذریعہ سب سے ظہار کیا۔ فرمایا: اس پر دس کفارے واجب ہیں۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب و جد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے

بارے میں جس نے اپنی چار بیویوں سے ظہار کیا تھا۔ فرمایا: اس پر ایک کفارہ واجب ہے۔
(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

(چونکہ بظاہر یہ روایت دوسری روایتوں کے منافی ہے۔ اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس بات پر محمول کیا ہے کہ اس سے مراد ایک قسم کا کفارہ ہے۔ وہ خواہ غلام آزاد کرنا ہو یا روزہ رکھنا یا کھانا کھلانا۔

باب ۱۵

جو شخص ظہار کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے جانتے ہوئے مجامعت کرے تو اس پر ایک اور کفارہ واجب ہے اور اس کے ادا کئے بغیر مباشرت جائز نہ ہوگی۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (ظہار کرنے والا شخص) کفارہ ادا کرنے سے پہلے مباشرت کرے تو اس پر ایک اور کفارہ واجب ہو جائے گا۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حسن صیقل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی بیوی سے ظہار کرتا ہے؟ فرمایا: کفارہ ادا کرے! عرض کیا کہ اس نے کفارہ ادا کرنے سے پہلے مباشرت کی ہے تو؟ فرمایا: اس نے حدودِ خداوندی میں سے ایک حد کو توڑا ہے لہٰذا استغفار کرے اور (مباشرت سے) باز رہے یہاں تک کہ کفارہ ادا کرے۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دو کفارے ادا کرے۔ **قالہ الشیخ۔**

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ظہار کرنے والے پر کب کفارہ واجب ہوتا ہے؟ فرمایا: جب مقاربت کا ارادہ کرے! عرض کیا: اور اگر کفارہ ادا کرنے سے پہلے مقاربت کرے تو؟ فرمایا: اس پر ایک اور کفارہ واجب ہوگا۔ (التہذیب)

۴۔ علی بن جعفر اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار بنی نجار سے تعلق رکھنے والا ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا۔ اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے مقاربت کی تو؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: تمہیں کس چیز نے اس پر آمادہ کیا؟ عرض کیا: چاندنی رات میں اس کی خلخال کی چمک اور اس کی پنڈلی کی سفیدی نے! فرمایا: جب تک کفارہ ادا نہ کرے تب تک اس کے قریب مت جا۔ اور اسے حکم دیا کہ ظہار کا کفارہ ادا کرے اور خدا سے طلب مغفرت طلب کرے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

(چونکہ حسب ظاہر یہ روایت سابقہ روایات کے خلاف نظر آتی ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ ومؤلف علام) فرماتے ہیں کہ اس سے مراد دو کفارے ہیں۔ اور اگر ایک کفارہ مراد لیا جائے تو یہ اس صورت میں ہوگا کہ جب اس شخص نے لاعلمی میں یا بھول کر ایسا کیا ہو۔ (کما سیاتی)۔ یا دوسرا کفارہ ادا کرنے سے قاصر ہو۔ اس لئے استغفار کو اس کا قائمقام قرار دیا گیا۔

۵۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ظہار واقع نہیں ہوتی مگر (شرط کی) مخالفت پر پس جب اس کی خلاف ورزی کرے تو جب تک کفارہ ادا نہ کرے تب تک مقاربت نہیں کر سکتا۔ اور اگر جہالت و لاعلمی کی وجہ سے مقاربت کر بیٹھے تو پھر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔ (التہذیب، الاستبصار)

باب ۱۶

ظہار کو کسی شرط پر معلق کرنا جائز ہے اور وہ شرط مقاربت بھی ہو سکتی ہے اور اس صورت میں جب تک وہ شرط حاصل نہ ہوگی تب تک ظہار واقع نہ ہوگی۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ظہار کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم میں مباشرت سے پہلے کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور دوسری قسم میں مباشرت کے بعد۔ پہلی قسم وہ ہے جس میں آدمی کوئی شرط مقرر کئے بغیر بیوی سے یہ کہے: "انت علیّ کظھر امّی" (تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مانند ہے)۔ اور دوسری قسم وہ ہے جس میں شرط مقرر کرکے ظہار کرے مثلاً کہے اگر میں تجھ سے مباشرت کروں تو تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مانند ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اپنی ام ولد کنیز سے ظہار کیا۔ پھر اس سے مقاربت کی۔ بعد ازاں کفارہ ادا کیا تو؟ فرمایا: ایک مرد فقیہ ایسا ہی کرتا ہے کہ جب مباشرت کرتا ہے تو تب کفارہ ادا کرتا ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے ظہار کی دوسری قسم مراد ہے (جو سابقہ حدیث میں مذکور ہے)۔

۳۔ ابن بکیر ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں حجرہ کے دروازہ سے نکلوں تو تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مانند ہے۔ پھر میں اس دروازہ سے نکلا تو؟ فرمایا: تجھ پر کچھ نہیں ہے۔ عرض کیا: میں کفارہ ادا کر سکتا ہوں؟ فرمایا: تجھ پر کچھ نہیں ہے۔ عرض کیا کہ میں کفارہ میں ایک یا دو غلام آزاد کر سکتا ہوں؟ فرمایا: تجھ پر کچھ نہیں ہے۔ ادا کر سکتا ہے یا نہیں کر سکتا۔ (کتب اربعہ)

(چونکہ حسب ظاہر یہ روایت دوسری روایات کے منافی ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ "اگر حجرہ کے دروازہ سے نکلوں" شرط نہیں۔ بلکہ قسم ہے۔ (کہ شرط کی صورت میں) اس کا یہ مطلب ہوگا کہ مباشرت کے ارادہ سے پہلے کفارہ واجب نہیں ہے۔

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ظہار کی دو قسمیں ہیں: ایک یوں ہے کہ آدمی (اپنی بیوی یا کنیز سے) کہے کہ "تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مانند ہے" اور پھر خاموش ہو جائے (کوئی شرط وغیرہ عائد نہ کرے) اور دوسری یوں ہے کہ "تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مانند ہے اگر میں فلاں فلاں کام کروں" اور پھر وہ شرط کی مخالفت کر کے وہ کام کرے تو شرط کی مخالفت پر کفارہ واجب ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ سعید اعرج حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی شرط کے ساتھ ظہار کیا تھا۔ اور پھر شرط کو پورا کیا۔ فرمایا: اس پر کچھ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حسن صیقل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے شرط عائد کر کے اپنی بیوی سے ظہار کیا۔ اور پھر شرط کی خلاف ورزی کی تو؟ فرمایا: مباشرت سے پہلے کفارہ ادا کرنا واجب ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

جب (ظہار والی) عورت اپنا معاملہ حاکم کے پاس لے جائے تو وہ شوہر کو اگر وہ طلاق نہ دے دے تو اس کو کفارہ ادا کر کے مقاربت کرنے پر مجبور کرے گا۔ بشرطیکہ وہ ادائیگی کی طاقت رکھتا ہو۔ اور طاقت نہ رکھنے کی صورت میں مجبور نہیں کر سکتا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یزید کناسی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آدمی ظہار کر کے عورت کو اپنے حال پر چھوڑ دے اور اس سے مباشرت نہ کرے ہاں البتہ لباس کے بغیر اسکے جسم پر نگاہ ڈالتا ہے۔ آیا اس پر کچھ (کفارہ وغیرہ) ہے؟ فرمایا: وہ (بدستور) اس کی بیوی ہے۔ ہاں البتہ اس کے ساتھ مجامعت کرنے سے پہلے اس پر ظہار والا کفارہ ادا کرنا واجب ہے وبس۔ عرض کیا کہ اگر عورت اپنا معاملہ حاکم کے پاس لے جائے اور کہے کہ یہ میرا شوہر ہے جس نے مجھ سے ظہار کر کے مجھے اپنے حال پر وا گزار کر رکھا ہے۔ اور میرے نزدیک نہیں آتا مبادا اس پر وہ کچھ (کفارہ) واجب ہو جائے جو ظہار کرنے پر ہوتا ہے تو؟ فرمایا: اگر وہ شخص غلام آزاد کرنے، روزہ رکھنے اور کھانا کھلانے پر قادر نہیں ہے تو اسے اس بات پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں البتہ اگر وہ اس (کفارہ کی ادائیگی) کی طاقت رکھتا ہے تو پھر حاکم اسے مباشرت سے پہلے یا اس کے بعد ادائیگی پر مجبور کرے گا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۸ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

ظہار کرنے والے شخص کو کفارہ ادا کرنے اور مباشرت کرنے یا طلاق دینے پر مجبور نہیں جا سکتا۔ مگر مرافعہ کے تین ماہ کے بعد اور کفارہ کی اقسام و احکام کا بیان؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا ہے تو؟ فرمایا: اگر اس سے مقاربت کرنا چاہے تو اس پر ایک غلام آزاد کرنا، یا دو مہینہ کے مسلسل روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا واجب ہے۔ ورنہ تین ماہ تک اسے اپنے حال پر چھوڑا جائے گا۔ پس اگر رجوع کر لیا (کفارہ ادا کر دیا) تو فبہا ورنہ اسے کھڑا کر کے اس سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں اس عورت کی ضرورت ہے؟ ورنہ اسے طلاق دے دے؟ پس اگر رجوع

کر لے (کفارہ ادا کر کے مقاربت کرے) تو وہ بدستور اس کی بیوی ہے۔ اور اگر ایک طلاق دے دے تو وہ رجوع کرنے کا حقدار ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب الکفارات میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

ایلاء اور ظہار کے اکٹھا جمع ہو جانے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک ہی کلمہ میں اپنی بیوی سے ایلا بھی کیا تھا اور ظہار بھی۔ فرمایا: اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہے۔ (الفقیہ)

باب ۲۰

طلاق پر ظہار اور ظہار پر طلاق واقع نہیں ہو سکتی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ طلاق پر ظہار اور ظہار پر طلاق واقع نہیں ہو سکتی۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض فقہاء نے اس حدیث کی یوں تشریح کی ہے کہ ان میں ایک واقع نہیں ہو سکتی جبکہ ارادہ دوسری کا ہو۔ بنابریں یہاں ''علی'' بمعنی ''مع'' ہوگا۔ جیسا کہ آیت کریمہ ﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ﴾ اور آیہ مبارکہ ﴿وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ﴾ میں ''علی'' بمعنی ''مع'' استعمال ہوا ہے۔

باب ۲۱

اگر عورت مرد سے ظہار کرے تو وہ واقع نہیں ہوتی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی عورت کہے کہ میرا شوہر مجھ پر میری ماں کی پشت کی مانند ہے تو دونوں (میاں بیوی) پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع)

﴿ ایلاء اور کفارات کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل تیرہ (۱۳) باب ہیں)

باب ۱

ایلاء قسم کے بغیر واقع نہیں ہوتی۔ اگرچہ ایک سال یا اس سے زائد عرصہ تک عورت سے بائیکاٹ کرے اور (ایلاء کرنے کے بعد) چار ماہ گزرنے کے بعد اگر عورت صبر نہ کرے تو شوہر کو مقاربت کرنے یا طلاق دینے پر مجبور کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص قسم اور طلاق کے بغیر ایک سال تک اپنی بیوی سے قطع تعلق کرتا ہے۔ اور اس سے نزدیکی نہیں کرتا تو؟ فرمایا: اسے اس کے پاس جانا چاہئے۔ پھر فرمایا: جو کوئی اپنی بیوی سے ایلاء کرے اور ایلاء یہ ہے کہ خدا کی قسم میں تجھ سے جماع نہیں کروں گا۔ بخدا میں تمہیں غصہ دلاؤں گا۔ پھر ایسا کرے بھی۔ تو اسے چار ماہ تک مہلت دی جائے گی۔ الخ......۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنی بیوی کو غصہ دلائے اور قسم کھائے بغیر چار ماہ تک اس کے نزدیک نہ جائے تو عورت اس کے خلاف دعویٰ کر سکتی ہے۔ پس (اسے دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا جائے گا) یا اپنے کئے سے باز آ جائے یا پھر اسے طلاق دے دے۔ اور اگر نہ اسے غصہ دلائے۔ اور نہ قسم کھائے تو پھر یہ ایلاء نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۱۷ از مقدمات نکاح میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو چار ماہ تک جماع نہ کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ و ۸ و ۹ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

چار ماہ یا اس کے بعد بھی جب بیوی خاموش رہے اور مرافعہ نہ کرے تو ایلاء کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود بکیر بن اعین اور برید بن معاویہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ اپنی بیوی سے مقاربت نہیں کرے گا تو چار ماہ تک تو عورت کو کوئی بات (شکوہ و شکایت) کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور نہ شوہر پر چار ماہ تک اس سے باز رہنے پر کوئی گناہ ہے پس اگر چار ماہ گزر جائیں اور وہ اس سے نزدیکی نہ کرے۔ پس اگر عورت اس پر خاموش رہے اور راضی۔ تو پھر تو مرد کے لئے حلال ہے۔ لیکن اگر عورت اپنا مقدمہ (حاکم شرع کی) عدالت میں لے جائے تو پھر (دوٹوک لفظوں میں) مرد سے کہا جائے گا کہ یا تو اپنی قسم سے باز آ اور مباشرت کر یا پھر اسے طلاق دے کر فارغ کر اور طلاق دینے کا عزم یہ ہے کہ اسے اپنے حال پر چھوڑ دے۔ پس جب اسے حیض آئے اور اس سے پاک ہو جائے تو اسے طلاق دے دے۔ اور جب تک تین طہر نہ گزر جائیں اسے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔ پس یہ ہے وہ ایلاء جس کا تذکرہ کتاب و سنت میں موجود ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

ایلاء لفظ اللہ یا اس کے خصوصی اسماء کے بغیر واقع نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں ارشادِ خداوندی ﴿وَ الَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا﴾ (مجھے قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے)۔ ﴿وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى﴾ (مجھے قسم ہے تارے کی جب وہ گرے) وغیرہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: خالق کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی جس مخلوق کی چاہے قسم کھائے۔ مگر مخلوق کو خالق کے سوا کسی اور کی قسم کھانے کا حق نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں کسی آدمی کے لئے یہ جائز نہیں جانتا کہ

وہ خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب اول میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ و ۹ و ۳۰ از ایمان میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

اصلاح کی نیت سے ایلاء واقع نہیں ہوتی۔ بلکہ ضرر پہنچانے کی قصد سے واقع ہوتی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک بار ایک شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: میری بیوی نے ایک بچہ کو دودھ پلایا ہے۔ اور میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک تو اسے دودھ نہیں چھڑائے گی میں تجھ سے مقاربت نہیں کروں گا۔ تو؟ فرمایا: اصلاح احوال میں قسم نافذ نہیں ہوتی۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثوں کا حکم اس کے بعد (باب ۳۰ از ایمان میں) آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

ایلاء اس وقت واقع ہوتی ہے کہ جب چار ماہ سے زائد عرصہ کے لئے یا علی الاطلاق مباشرت نہ کرنے کی قسم کھائی جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینیؒ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو کوئی شخص اپنی عورت سے ایلا کرے تو چار ماہ تک انتظار کیا جائیگا۔ بعد ازاں اسکا مؤاخذہ کیا جائیگا۔ پس اگر باز نہ آیا تو پھر اسے طلاق دینے پر مجبور کیا جائے گا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی ہے کہ تین ماہ تک اپنی بیوی کے نزدیک نہیں جائیگا تو؟ فرمایا: جب تک چار ماہ سے زائد عرصہ تک نزدیک نہ جانے کی قسم نہ کھائے تب تک ایلا نہیں ہوتی۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ و ۹ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶
ایلاء نہیں ہوتی مگر دخول کے بعد۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس وقت تک کوئی ایلا نہیں کر سکتا۔ جب تک دخول نہ کرے۔ (الفروع)

۲۔ ابو الصباح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس وقت تک ایلاء واقع نہیں ہوتی جب تک اس عورت کے ساتھ نہ کیا جائے جس سے شوہر دخول کر چکا ہو۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے ظہار (باب ۸) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد لعان (باب ۲) میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷
کنیز سے ایلاء واقع نہیں ہوتی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفرؒ باسناد خود احمد بن محمد بن ابو نصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی کنیز سے ایلاء کرتا ہے تو؟ فرمایا: کنیز سے کس طرح ایلاء کر سکتا ہے جبکہ اسے طلاق نہیں ہوتی؟ (قرب الاسناد)

باب ۸
ایلاء کرنے والے کو چار ماہ کے بعد نہ کہ پہلے اور وہ بھی تب کہ جب بیوی مرافعہ کرے کھڑا کیا جائے گا اور عورت چار ماہ کے بعد جس قدر بھی تاخیر کرے اسے مرافعہ کرنے کا بہر حال حق حاصل ہے اور مرد کو کھڑا کرنا لازم ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص اپنی بیوی سے ایلا کرے اور ایلا یہ ہے کہ خدا کی قسم کھا کر کہے کہ میں تجھ سے ہمبستری نہیں کروں گا اور بخدا میں تمہیں غصہ دلاؤں گا۔ چنانچہ بعد ازاں ایسا کرے بھی۔ تو اسے چار ماہ کی مہلت دی جائے گی۔ پس چار ماہ کے بعد اسے کھڑا کیا جائے گا اور اس سے سوال اور جواب کیا

جائے گا۔ پس اگر باز آ گیا یعنی اپنی بیوی سے مصالحت کر لی تو خدا غفور و رحیم ہے۔ اور اگر باز نہ آیا تو اسے طلاق دینے پر مجبور کیا جائے گا۔ مگر یہ طلاق کھڑا کرنے (اور سوال و جواب کرنے) کے بعد ہوگی۔ وقوف کے بعد اسے مجبور کیا جائے گا کہ باز آئے یا طلاق دے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالجارود سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ شوہر کو ایک سال کے بعد کھڑا کیا جائے گا۔ راوی نے عرض کیا: سال کے بعد؟ فرمایا: ہاں سال کے بعد کھڑا کیا جائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ سابقہ روایات کے منافی نہیں ہے (جن میں مذکور ہے کہ چار ماہ کے بعد کھڑا کیا جائے گا)۔ کیونکہ اس میں سال سے پہلے کھڑا کرنے کی نفی تو نہیں کی گئی ہے۔ بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ سال کے بعد بھی کھڑا کیا جا سکتا ہے!

۳۔ ابومریم بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ایلا کیا تو؟ فرمایا: چار ماہ سے پہلے اور اس کے بعد اسے کھڑا کیا جا سکتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس بات پر محمول کیا ہے کہ چار ماہ سے پہلے اسے صرف اس لئے کھڑا کیا جائے گا کہ اس نے ایلاء میں مدت کیوں مقرر کی ہے۔ نہ کہ باز رہنے یا طلاق دینے کیلئے۔ (کیونکہ یہ سب کچھ تو چار ماہ کے بعد ہوتا ہے)۔

۴۔ عثمان بن عیسیٰ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ایلاء کی ہے۔ کب ان کے درمیان جدائی ڈالی جائے گی؟ فرمایا: جب چار ماہ گزر جائیں گے۔ اور اسے کھڑا کیا جائے گا۔ عرض کیا: اسے کون کھڑا کرے گا؟ فرمایا: امامؑ۔ عرض کیا: اگر وہ اسے دس سال تک کھڑا نہ کرے تو؟ فرمایا: وہ اس کی بیوی رہے گی۔ (التہذیب)

۵۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ اپنی تفسیر میں باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایلاء یہ ہے کہ آدمی قسم کھائے کہ وہ اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کرے گا۔ پس اگر بیوی اس پر صبر کرے (اور مرافعہ نہ کرے) تو اس کے لئے جائز ہے۔ اور اگر امام (دوسری روایت کے مطابق حاکم شرع) کی خدمت میں مرافعہ کرے تو وہ اسے چار ماہ کی مہلت دے گا۔ اس کے بعد (اسے کھڑا کر کے) فرمائے گا کہ یا تو رجوع کر (حق زوجیت ادا کر) یا پھر اسے طلاق دے۔ اور اگر وہ دونوں باتوں سے انکار کرے تو اسے حبس دوام میں رکھے گا۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱و۲ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو کہ اس مقصد پر کچھ دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹و۱۰و۱۲ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

ایلاء کرنے والے کو (چار ماہ کی) مدت کے بعد مجبور کیا جائے گا کہ یا اپنی قسم سے باز آئے یا طلاق دے۔ اور جبراً طلاق واقع نہیں ہوتی مگر مرافعہ کے بعد۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایلاء کیا ہے؟ فرمایا: وہ یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی سے کہے خدا کی قسم میں تم سے اتنی اتنی مدت تک مجامعت نہیں کروں گا۔ اور خدا کی قسم میں تمہیں غصہ دلاؤں گا۔ پس ایسے شخص کو چار ماہ تک مہلت دی جائے گی۔ (باز آ گیا تو فبہا ورنہ) پھر اس کا اس طرح مواخذہ کیا جائے گا کہ چار ماہ کے بعد اسے کھڑا کر کے اپنی قسم سے باز آنے یا طلاق دینے پر مجبور کیا جائے گا۔ اور اگرچہ چار ماہ گزر بھی جائیں مگر پھر بھی خود بخود طلاق واقع نہیں ہوتی جب تک عورت امام (حاکم شرع) کی عدالت میں اپنا مقدمہ پیش نہ کرے۔
(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی بیوی سے ایلاء کرتا ہے تو؟ فرمایا: ایلاء یہ ہے کہ آدمی اپنی عورت سے کہے بخدا میں تم سے اتنی مدت (چار ماہ سے زائد) تک مجامعت نہیں کروں گا۔ پس اس صورت میں چار ماہ تک انتظار کیا جائے گا۔ (جن میں ایک بار بلا عذر مجامعت کرنا واجب ہے)۔ پس اگر اس سے باز آ جائے اور وہ یوں کہ اپنی بیوی سے مصالحت کر لے تو خدا غفور و رحیم ہے۔ اگر چار ماہ کے بعد بھی باز نہ آئے یعنی نہ صلح کرے اور نہ طلاق دے۔ تو اسے (ان دو باتوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے پر) مجبور کیا جائے گا اور جب تک اسے کھڑا نہ کیا جائے تب تک خود بخود طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اگرچہ چار ماہ بھی گزر جائیں۔ پس اگر وہ کوئی بھی بات ماننے سے انکار کر دے تو پھر امامؑ (خود صیغۂ طلاق جاری کر کے) ان کے درمیان علیحدگی کر دیں گے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱و۲و۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰و۱۱ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

ایلاء کرنے والے شخص کو طلاقِ رجعی یا بائن دینے کا حق حاصل ہے لیکن بہر صورت طلاق کے شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود برید بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایلاء کے بارے میں فرما رہے تھے کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ اپنی بیوی کے نزدیک نہیں جائے گا اور اس سے مباشرت نہیں کرے گا۔ اور اپنے سر کو اس کے سر کے ساتھ اکٹھا نہیں کرے گا تو چار ماہ تک اس کے لئے گنجائش ہے۔ اس کے بعد اسے (عدالت کے کٹھہرے میں) کھڑا کیا جائے گا کہ یا تو اپنی قسم سے باز آئے اور مباشرت کرے یا پھر طلاق دے کر اسے فارغ کرے۔ اور وہ اس طرح کہ جب حیض سے پاک ہو تو جماع کئے بغیر دو عادل گواہوں کی موجودگی میں طلاق دے۔ پھر جب تک تین طہر نہ گزر جائیں وہ رجوع کرنے کا حقدار ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، تفسیر عیاشی)

۲۔ ابو مریم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایلاء کرنے والے کو چار ماہ کے بعد کھڑا کر کے دو باتوں میں سے ایک کے اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ یا تو نیکی کے ساتھ اسے روک لے۔ یا احسان کے ساتھ اسے فارغ کر دے۔ پس اگر طلاق دینے کا عزم ظاہر کرے تو یہ ایک طلاق (رجعی) متصور ہوگی اور وہ رجوع کرنے کا حقدار ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (چار ماہ کے بعد) ایلاء کرنے والے کو کھڑا کیا جائے اور وہ باز نہ آئے تو پھر طلاق بائن دے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ منصور بن حازم کہتے ہیں کہ طلاق بائن دے گا۔ دوسرے بعض اصحاب نے کہا: رجعی دے گا۔ اور بعض نے یہ تفصیل بیان کی ہے کہ اگر عورت شکایت کرے کہ شوہر اس پر جبر کرتا ہے اور اسے ضرر و زیاں پہنچاتا ہے تو پھر تو بائن دے گا۔ اور اگر عورت خاموش رہے اور کوئی شکوہ و شکایت نہ کرے تو پھر رجعی دے گا۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ و ۸ و ۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ و ۱۲ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

ایلاء کرنے والا جب مقررہ مدت (چار ماہ) کے بعد طلاق دینے سے انکار کردے اور قسم سے باز بھی نہ آئے تو امام اسے قید کرے گا اور خورد و نوش میں اس پر سختی کرے گا اور اگر پھر بھی انکار کرے تو امام اسے قتل کر سکتے ہیں۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جب ایلاء کرنے والا شخص طلاق دینے سے انکار کردے تو حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسے سرکنڈے کے باڑے میں قید کیا جائے گا اور اس کی روٹی پانی بند کی جائے یہاں تک کہ طلاق دے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ غیاث بن ابراہیم کی روایت صادقی از حضرت امیر علیہ السلام میں یوں وارد ہے کہ قید میں اس پر خورد و نوش میں سختی کی جائے گی۔ یعنی اس کی مطلوبہ غذا کا چوتھا حصہ اسے دیا جائے گا تا کہ (تنگ آ کر) طلاق دے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جب ایلاء کرنے والے شخص کو امام المسلمین طلاق دینے کا حکم دیں اور وہ یہ حکم ماننے سے انکار کردے تو اس اباو انکار کی وجہ سے اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔
(الفقیہ، کذا فی الفروع عن خلف بن حماد مرفوعاً عن الصادق علیہ السلام)

۴۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے ایلاء کرنے والے ایک شخص کو چار ماہ گزر جانے کے بعد سرکنڈے کے ایک باڑے میں قید کر دیا تھا۔ اور اس سے فرمایا تھا کہ یا تو اپنی قسم سے باز آ اور اپنی بیوی سے مباشرت کر یا پھر اسے طلاق دے دے ورنہ میں اس باڑے کو آگ لگا دوں گا (جس میں تو جل کر بھسم ہو جائے گا)۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ و ۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

ایلاء کرنے والا شخص اگر طلاق دے دے تو عورت پر عدت گزارنا واجب ہے۔ اور اگر باز آ جائے تو اس پر قسم کا کفارہ ادا کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے مقاربت کرنے کی قسم کھائی ہے اور اسے چار

ماہ گزر گئے ہیں؟ فرمایا: اسے کھڑا کیا جائے گا۔ (اور باز آنے یا طلاق دینے کا اختیار دیا جائے گا) پس اگر طلاق دینے کا عزم ظاہر کرے تو اس کی بیوی مطلقہ عورت کی طرح عدت گزارے گی۔ اور اگر باز آ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، تفسیر عیاشی)

۲۔ منصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا ہے اور اسے چار ماہ گزر گئے ہیں تو؟ فرمایا: اسے (عدالت کے کٹھرے میں) کھڑا کیا جائے گا پس اگر طلاق دے تو عورت عدت طلاق گزارے گی اور اگر باز آ جائے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرکے اسے اپنے پاس رکھے گا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، تفسیر عیاشی)

۳۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جب کوئی عورت (ایلاء کی وجہ سے) مرد سے علیحدہ ہو جائے تو آیا وہ دوسرے خواستگاری کرنے والوں کے ہمراہ اس کا شوہر بھی خواستگاری کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں مگر دو طلاقوں کے بعد اور جب تک اپنی قسم کا کفارہ ادا نہیں کرے گا تب تک اس کے نزدیک نہیں جائے گا۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ و ۱۰ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عدت گزارنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔ اور اس کے بعد (باب ۱۲ از کفارات میں) ایسی حدیثیں آئینگی جو قسم کے کفارہ ادا کرنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۳

اس صورت کا حکم کہ جب عورت دعویٰ کرے کہ اس کا شوہر اس سے مباشرت نہیں کرتا اور مرد کہے کہ وہ کرتا ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجدادؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک عورت دعویٰ کرتی ہے کہ اس کا شوہر اس سے مقاربت نہیں کرتا جبکہ مرد کا دعویٰ ہے کہ وہ مقاربت کرتا ہے تو؟ فرمایا: مرد اپنے دعویٰ پر قسم کھائے گا اور پھر اسے اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے گا۔ (دوسرے نسخہ میں یوں ہے کہ عورت اپنے دعویٰ پر قسم کھائے گی اور پھر اسے اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے گا)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب العیوب (نمبر ۱۵) میں گزر چکی ہیں۔

﴿ کفاروں کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل سینتیس (۳۷) باب ہیں)

باب ۱

ظہار میں کفارۂ مرتبہ واجب ہے۔ یعنی پہلے تو ایک غلام آزاد کرے گا اور اگر اس سے عاجز ہو تو پھر دو ماہ مسلسل روزے رکھے گا۔ اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے گا۔ عام اس سے کہ ظہار آزاد عورت سے کرے یا کنیز سے؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حمران سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث ظہار کے ضمن میں فرمایا: جب آدمی بیوی سے کہی ہوئی بات پر نادم ہو جائے جبکہ خدا بھی اہل ایمان کے لئے اس بات کو ناپسند کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا......﴾ چنانچہ مقاربت سے پہلے اس پر ایک غلام آزاد کرنا واجب ہے۔ اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو پھر مسلسل دو ماہ روزے رکھے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ شرعی ممانعت کے بعد ظہار کرنے کی منجانب اللہ سزا ہے۔ (الفروع وغیرہ)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا ہے تو؟ فرمایا: جا اور ایک غلام آزاد کر۔ عرض کیا: گنجائش نہیں ہے۔ فرمایا: جا اور دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ۔ عرض کیا: طاقت نہیں ہے۔ فرمایا: جا اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ الخ..... (کتب اربعہ)

۳۔ معاویہ بن وھب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ وہ اس پر اس کی ماں کی پشت کی مانند ہے تو؟ فرمایا: ایک غلام آزاد کرے، یا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے یا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اور غلام کی جگہ ایک مسلمان غلام بچہ کا آزاد کرنا کافی ہے۔ (الفروع، التہذیب، نوادر ابن عیسیٰ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشادِ خداوندی ﴿فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا﴾ (کہ جو روزہ رکھنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے) کی تفسیر میں فرمایا کہ جو بیماری یا شدت پیاس کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو (وہ کھانا کھلائے)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الظہار (نمبر ۱۳، ۱۴ و ۱۵)، باب الصوم (باب او ۳ و ۴ و ۱۰) وغیرہ (باب الاعتکاف نمبر ۱) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ و ۸ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور قبل ازیں کچھ ایسی حدیثیں بھی گزر چکی ہیں جو بظاہر اس کے منافی تھیں اور ہم نے ان کی توجیہہ بیان کر دی ہے۔

باب ۲

جس شخص پر ظہار یا ماہِ رمضان کے روزوں کا کفارہ واجب ہو اور وہ ادا نہ کر سکے تو کوئی دوسرا شخص ادا کر دے تو کافی ہے اور وہ شخص اور اس کے اہل و عیال مستحق ہوں تو اس دوسرے شخص کے ادا کردہ کفارہ سے کھا سکتے ہیں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک بار ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا ہے تو؟ فرمایا: جا اور ایک غلام آزاد کر۔ عرض کیا: گنجائش نہیں ہے۔ فرمایا: جا اور مسلسل دو ماہ روزے رکھ۔ عرض کیا: طاقت نہیں ہے، فرمایا: جا اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ عرض کیا: قدرت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو پھر تیری طرف سے میں کچھ انتظام کرتا ہوں۔ یہ فرما کر اسے کچھ کھجوریں عطا فرمائیں اور فرمایا: جا اور ساٹھ مسکینوں کو کھلا۔ عرض کیا: مجھے اس ذاتِ ذوالجلال کی قسم جس نے آپ کو مبعوث برسالت کیا ہے۔ زمین و آسمان کے درمیان میرے اور میرے اہل و عیال سے بڑھ کر کوئی محتاج نہیں ہے۔ فرمایا: جا اور خود کھا اور اپنے اہل و عیال کو کھلا۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۸ از کتاب الصوم میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ماہ رمضان کے روزہ کے کفارہ کا بھی یہی حکم ہے۔

باب ۳

مسلسل دو ماہ کے روزوں میں ایک ماہ اور ایک دن کا روزہ مسلسل رکھنا اور باقی دنوں کا متفرق طور پر رکھنا کافی ہے اور اس سے کمتر رکھنا کافی نہیں ہے۔ اور کفارہ کا روزہ سفر اور مرض میں رکھنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ظہار کرنے والے شخص پر کفارہ کب واجب ہوتا ہے.......... (یہاں تک کہ کہا) عرض کیا کہ اگر کچھ روزے رکھنے کے بعد بیمار ہو جائے۔ تو (صحت کے بعد) از سر نو رکھے یا باقیماندہ رکھے؟ فرمایا: اگر صرف ایک ماہ رکھے اور پھر بیمار ہو جائے تو پھر تو از سر نو رکھے گا۔ اور اگر ایک ماہ پر ایک یا دو روزے زیادہ رکھ چکنے کے بعد یہ صورت حال پیش آئے تو پھر باقیماندہ رکھے گا۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ ابن عینیہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ظہار کرنے والا (اور پھر کفارہ کا روزہ رکھنے والا) ایک ماہ اور ایک دن مسلسل روزہ رکھے تو اس نے گویا تسلسل قائم کر دیا۔ اب چاہے تو (باقیماندہ روزے) الگ الگ رکھے۔ اور چاہے تو (عجز کی صورت میں) ہر روزہ کے عوض ایک مد طعام ادا کرے۔ (الفقیہ)

باب ۴

جس شخص پر مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا واجب ہوں وہ ماہِ شعبان سے ان کے رکھنے کا آغاز نہیں کر سکتا۔ مگر یہ کہ اس سے پہلے (رجب کے بھی) کچھ رکھے اگرچہ ایک دن ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص ماہ شعبان میں ظہار کرے اور (کفارہ میں) غلام آزاد نہ کر سکے (اور کفارہ کے روزے رکھنے ہوں) تو پھر شعبان میں نہ رکھے بلکہ صبر کرے اور ماہ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد مسلسل دو ماہ روزہ رکھے اور اگر سفر میں ظہار کرے تو گھر واپس پہنچنے تک انتظار کرے (تب روزے رکھے)۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا میں) اور باب الصوم میں گزر چکی ہیں۔

باب ۵

جوشخص (کفارہ) کے روزے رکھنا شروع کردے اور اس اثنا میں غلام آزاد کرنے پر قادر ہو جائے تو اس کے لئے روزوں کا مکمل کرنا جائز ہے اور (اگر روزے چھوڑ کر) غلام آزاد کرے تو یہ مستحب ہے۔ اور غلام پر ظہار کا کفارہ صرف ایک ماہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث ظہار میں فرمایا: اگر روزے رکھنا شروع کرے۔ اور پھر اسے کچھ مال مل جائے (جس سے غلام آزاد کر سکے) تو جسے شروع کیا ہے اسی کو جاری رکھے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ظہار کے کفارہ کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص کفارۂ ظہار میں ایک مہینہ روزے رکھ چکے اور پھر اسے غلام دستیاب ہو جائے تو اسے آزاد کرے اور روزوں کی پروا نہ کرے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے کہ ایسا کرنا مستحب ہے۔

باب ۶

ہر وہ شخص جو کوئی کفارہ ادا کرنے سے عاجز ہو اس کے لئے استغفار کرنا کافی ہے۔ اور اس سلسلہ میں ظہار کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ شخص جس پر کوئی کفارہ واجب ہو خواہ وہ روزہ رکھنا ہو یا غلام آزاد کرنا یا قسم کھانے یا منت ماننے یا قتل کی وجہ سے صدقہ دینا واجب ہو۔ اور آدمی اس کی ادائیگی سے عاجز ہو تو استغفار کرنا (خدا سے مغفرت طلب کرنا) اس کا کفارہ ہے۔ ماسوا ظہار کے کفارہ کے کیونکہ اگر آدمی کفارہ ادا نہ کر سکے تو اس پر مباشرت کرنا حرام ہے۔ اور میاں بیوی میں علیحدگی کی جائے گی۔ مگر یہ کہ عورت اس بات پر راضی ہو کہ شوہر اس کے پاس رہے مگر اس سے مباشرت نہ کرے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ داؤد بن فرقد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: استغفار توبہ ہے اور ہر اس شخص کا کفارہ جو کوئی کفارہ ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص ظہار کا کفارہ ادا کرنے سے قاصر ہو تو خدا سے مغفرت طلب کرے اور مباشرت کرنے سے پہلے ارادہ کرے کہ پھر کبھی ایسا نہیں کرے گا۔ پھر مباشرت کرے۔ اور یہ استغفار و ارادہ کفارہ سے کفایت کریں گے۔ ہاں البتہ جب بھی کفارہ ادا کرنے کی قدرت ہو تو پھر ادا کرے۔ اور اگر خود محتاج ہو اور کچھ صدقہ کر کے خود کھائے اور اپنے اہل و عیال کو کھلائے تو بھی کافی ہے۔ اور اگر اس کی بھی توفیق نہ ہو۔ تو پھر خدا سے مغفرت طلب کرے اور ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی ایسا نہیں کرے گا تو کافی ہے۔ اور بخدا یہ کفارہ ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بنابریں ممکن ہے کہ پہلی حدیث کو استحباب پر محمول کیا جائے۔ نیز ممکن ہے کہ وہ اس بات پر محمول ہو کہ ظہار کا کفارہ بالکل ختم نہیں ہوتا بلکہ جب بھی استطاعت حاصل ہو تو ادا کرنا پڑتا ہے (جیسا کہ حدیث نمبر ۳ میں بھی اس کا تذکرہ ہے)۔

باب ۷

ظہار کے کفارہ میں ایک مسلمان غلام بچہ کا آزاد کرنا کافی ہے۔ اور یہی حکم قسم کے کفارہ کا ہے۔ مگر قتل کے کفارہ میں بچہ کا آزاد کرنا کافی نہیں ہے اور مومن غلام سے مراد وہ غلام ہے جو امامت (ائمہ اہل بیتؑ) کا قائل ہو۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث ظہار میں فرمایا: غلام آزاد کرنے میں اس بچہ کا آزاد کرنا کافی ہے جس کی ولادت اسلام پر ہوئی ہو۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن مبارک سے اور وہ اپنے باپ (مبارک) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! ایک شخص پر کسی وجہ سے ایک مومن غلام کا آزاد کرنا واجب ہے۔ مگر وہ اسے ملتا نہیں ہے تو کیا کرے؟ فرمایا: چھوٹے غلام بچوں کو آزاد کرو۔ اگر بڑے ہو کر مومن نکلے تو فبہا اور اگر مومن نہ نکلے تو تم پر کچھ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ محمد حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (کفارۂ) قتل میں تو مرد ہی آزاد کرنا ہے

مگر ظہار اور قسم کے کفارہ میں بچہ بھی کافی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿فَتَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ مومن غلام سے مراد وہ غلام ہے جو امامت کا قائل ہو۔ (التہذیب، الفروع، تفسیر عیاشی، کذافی نوادر ابن عیسیٰ)

۵۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں کردویہ ہمدانی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ مومن غلام کو کس طرح پہچانا جائے؟ فرمایا: دین فطرت سے ﴿فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيۡهَا﴾۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴ اور باب ۱۶ از عتق میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

جو شخص ظہار کا کفارہ ادا کرنے سے عاجز ہو اس کے لئے اٹھارہ روزے رکھنا کافی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا ہے مگر اس کے پاس نہ مال ہے کہ جس سے غلام آزاد کرے یا صدقہ کرے۔ اور نہ ہی (دو ماہ کے) روزوں پر قدرت رکھتا ہے تو؟ فرمایا: وہ کل اٹھارہ روزے رکھے ہر دس مسکین (کے کھانے) کے عوض تین روزے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹ از باب بقیۃ الصوم الواجب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹

جو شخص اپنے غلام کو مدبّر بنائے (اس سے یہ طے کرے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہوگا) پھر مر جائے اور غلام خود بخود آزاد ہو جائے وہ اس کے کفارہ سے کفایت نہ کرے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم کرخی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہشام بن ادیم نے میرے ذمہ لگایا تھا کہ آپ سے یہ مسئلہ

پوچھوں کہ ایک شخص کے ذمہ (ظہار یا قسم وغیرہ کی وجہ سے) کفارہ میں ایک غلام آزاد کرنا تھا۔ اور اس نے اپنے غلام کو مدبّر بنایا۔ کہ اگر وہ (مالک) مرگیا تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ تو آیا اس غلام کا آزاد ہو جانا اس کے واجبی کفارہ سے کفایت کرے گا؟ فرمایا: نہیں۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مدبر غلام بھی غلام ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا مالک اس کو زندگی میں تو اپنے واجبی کفارہ میں آزاد کر سکتا ہے۔ اس طرح اس کا مدبر ہونا ختم ہو جائے گا۔ اور حدیث میں جسے ناکافی قرار دیا گیا ہے۔ اس سے مراد وہ آزادی ہے جو مدبر ہونے کی وجہ سے اسے قہراً مالک کی موت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۱۰

قتل خطاء میں کفارۂ مرتبہ واجب ہے۔ خواہ اس کی دیت لی جائے یا معاف کیا جائے اور خواہ مقتول آزاد ہو اور خواہ غلام۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے تو اس کا کفارہ.......... اور جب خطاً قتل کرے تو پہلے تو اس کے وارثوں کو اس کی دیت ادا کرے گا۔ پھر ایک غلام آزاد کرے گا اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پھر مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے گا۔ اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے گا۔ ہر مسکین کو ایک مد طعام۔ اسی طرح اگر اسے مقتول کی دیت معاف کر دی جائے تب بھی بینہٗ و بین اللہ اس پر یہ کفارہ واجب ہوگا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الصوم (نمبر ۸ از بقیہ الصوم الواجب) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد قصاص وغیرہ (باب ۱۰) میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

جب کوئی حاملہ عورت ایسی دوا پئے جس سے حمل سقط ہو جائے تو اس پر کفارہ واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی حاملہ عورت ایسی دوا استعمال کرے جس سے اس کا

حمل سقط ہو جائے تو وہ کفارہ ادا کرے گی۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۶ و ۱۰ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ آئندہ ابواب میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

قسم کی خلاف ورزی کرنے پر کفارۂ مخیرہ مرتبہ واجب ہوتا ہے جو یہ ہے (پہلے) دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنائے یا ایک غلام آزاد کرے۔ اور جو اس طرح نہ کر سکے وہ مسلسل تین روزے رکھے اور جو یہ بھی نہ کر سکے وہ استغفار کرے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے قسم کے کفارہ کے بارے میں فرمایا: دس مسکینوں کو کھانا کھلائے ہر مسکین کو گندم یا آٹے کا ایک مد۔ یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنائے، ہر مسکین کو دو کپڑے یا پھر ایک غلام آزاد کرے۔ اسے اختیار ہے کہ ان میں سے جس کام کو چاہے انجام دے اور اگر ان میں سے کوئی کام بھی انجام نہ دے سکے تو پھر تین روزے رکھے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابو جمیلہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے قسم (کی خلاف ورزی کرنے) کے کفارہ کے متعلق فرمایا: ایک غلام آزاد کرے۔ یا دس مسکینوں کو اوسط قسم کا کھانا کھلائے۔ یا ان (دس مسکینوں) کو کپڑا پہنائے اور جو ان باتوں کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ مسلسل تین روزے رکھے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو خالد قماط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کھانا کھلا سکتا ہے وہ روزہ نہ رکھے۔ بلکہ دس مسکینوں کو کھانا ایک ایک مد طعام کھلائے اور جس کے پاس اس کی گنجائش نہ ہو وہ تین روزے رکھے۔ (الفروع)

۴۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قسم کے کفارہ کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: تین روزے رکھے۔ عرض کیا: اگر روزہ نہ رکھ سکے تو؟ فرمایا: دس مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ عرض کیا: اگر اس سے بھی عاجز ہو تو؟ فرمایا: استغفار کرے اور پھر ایسا نہ کرے۔ یہ افضل اور انتہائی کفارہ ہے۔ پس خدا سے مغفرت طلب کرے اور توبہ اور ندامت کا اظہار کرے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ روایات کے منافی معلوم ہوتی ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام

فرماتے ہیں: روزہ سے یہاں وہ روزہ مراد ہے جو غلام آزاد کرنے، دس مسکینوں کو کھانا کھلانے یا ان کو کپڑا پہنانے سے عاجز ہونے کے بعد واجب ہوتا ہے اور یہاں جو کھانے کا حکم روزہ کے بعد دیا گیا ہے تو اس سے مراد ایک مد سے کم کھلانا ہے۔ کیونکہ آدمی جب سب باتوں سے عاجز ہو تو پھر حسب توفیق کچھ صدقہ دے۔ (اور اگر کچھ نہ دے سکے تو پھر استغفار کرے)۔

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے قسم کے کفارہ میں معاملہ لوگوں کے سپرد کر دیا ہے (کہ وہ کفارہ کے تین اقسام میں سے جس کو چاہیں اختیار کریں) جس طرح کافر حربی کے بارے میں عوام کے سپرد کیا ہے کہ وہ اس سے جو چاہیں سلوک کریں۔ (التہذیب)

۶۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا (کفارہ کے) تین روزے مسلسل رکھنے ہیں یا متفرق طور پر رکھے جا سکتے ہیں؟ فرمایا: مسلسل رکھے جائیں۔ (بحار الانوار)

۷۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ اوسط قسم کے کھانے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: جو کچھ اپنے اہل و عیال کو کھلاتا ہے اور وہ ان دنوں ایک مد ہے اور کپڑا سے مراد ایک کپڑا ہے (یعنی کم از کم)۔ (تفسیر عیاشی)

۸۔ ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قسم کا کفارہ ہر آدمی کے لئے دو کپڑے ہیں اور جہاں غلام آزاد کرنا ہے وہاں کوئی بھی کمزور غلام آزاد کیا جا سکتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو بعض مقصود پر دلالت کرتی ہیں (باب ۱۰ از بقیہ صوم میں) اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

کفارہ میں غلام آزاد کرنے، مسکینوں کو کھانا کھلانے اور ان کو کپڑا پہنانے سے عاجز ہونے کی حد کیا ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ارشاد خداوندی ﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ﴾ (جو قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ تین روزے رکھے) اس قدرت نہ رکھنے کی حد کیا ہے؟ فرمایا: جس کے پاس اپنے اہل و عیال کی

قوت (لایموت) سے زیادہ کچھ نہ ہو تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جو وسعت نہیں رکھتے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۴

(مسکینوں کو) کھانا کھلانے میں ہر مسکین کے لئے ایک مد کافی ہے اور مستحب یہ ہے کہ دو مد ہوں اور اس کے ساتھ کھانے کی کسی چیز کا بھی اہتمام کیا جائے جو کمترین نمک ہے اور اعلیٰ ترین گوشت ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے اپنے رسولؐ سے فرمایا: ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ﴾ (ترجمہ: اے نبی! جو چیز اللہ نے آپ کیلئے حلال قرار دی ہے آپ اسے اپنی بیویوں کی خوشنودی کیلئے (اپنے اوپر) کیوں حرام ٹھہراتے ہیں اور اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔ بے شک اللہ نے تمہاری قسموں (کی گرہ) کھولنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قسم قرار دیا اور اس کا کفارہ ادا کیا۔ راوی نے عرض کیا: کیا کفارہ ادا کیا؟ فرمایا: دس مسکینوں کو کھانا کھلایا اور ہر مسکین کو ایک مد۔ عرض کیا: اور اگر آدمی کپڑا پہنانے کی قدرت رکھتا ہو تو؟ فرمایا: تو ایک کپڑا دے جس سے (مسکین) اپنی ستر پوشی کر سکے۔[1] (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ﴾ (اوسط قسم کا کھانا جو تم اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جس طرح گھر کے افراد کم و بیش کھاتے ہیں! کوئی ایک مد کھاتا ہے، کوئی ایک سے زیادہ اور کوئی اس سے کم۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہی سوال کیا کہ اوسط طعام سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: جو کچھ اپنے

---

[1] اس آیت کے شان نزول میں مشہور روایت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہد کا شربت بہت پسند تھا۔ جناب زینب بنت جحش کو آپ کی اس پسند کا علم تھا چنانچہ وہ بڑے اہتمام سے یہ شربت بناتیں اور آپ کو پلاتیں اس لئے آپ معمول سے قدرے زیادہ وہاں توقف فرماتے۔ مگر آپ کی یہ ادا بعض دوسری بیویوں کو پسند نہ آئی اور یہ منصوبہ بنایا کہ جب آپ تشریف لائیں تو آپ سے کہا جائے کہ آپؐ کے منہ سے مغافیر (ایک بدبودار گوند) کی بو آتی ہے۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے دو بیویوں نے یہی بات کہی اس پر آپؐ نے فرمایا کہ میں نے صرف شہد کا شربت پیا ہے اور اگر یہ ناپسند ہے تو بخدا میں نہیں پیوں گا۔ بنابریں خداوند عالم از راہِ شفقت فرما رہا ہے کہ اے میرا نبی جو چیز آپ کو پسند ہے اور حلال ہے آپ اسے اپنی بیویوں کی رضاجوئی کی خاطر اپنے اوپر حرام کرتے ہیں اور کیوں اپنے آپ کو اس سے محروم کرتے ہیں۔ اور اگر قسم کھائی ہے تو اس کا کفارہ ادا کریں۔ خدا جو کہ غفور و رحیم ہے وہ تو گناہ بھی معاف کر دیتا ہے اور یہ تو صرف ترک اولیٰ ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اہل و عیال کو کھلاتے ہو اس کا اوسط! عرض کیا: اس کا اوسط کیا ہے؟ فرمایا: سرکہ، تیل، کھجور اور روٹی ایک بار پیٹ بھر کر کھلا دے۔ عرض کیا: اور کپڑا؟ فرمایا: ایک کپڑا کافی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب محمد بن مسعود عیاشیؒ اپنی تفسیر میں باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے قسم کے کفارہ کے سلسلہ میں فرمایا: ایک غلام آزاد کرنا، یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا اور خورش اور میانی خورش۔ سرکہ اور تیل ہے اور اعلیٰ گوشت روٹی ہے۔ اور صدقہ ہر مسکین کو ایک مد دینا ہے۔ اور کپڑے دو۔ اور جو اس کی قدرت نہ رکھتا ہو وہ مسلسل تین روزے رکھے۔ نیز فرمایا: قسم (اور ظہار وغیرہ) کے کفارہ میں نو بچہ کا آزاد کرنا بھی کافی ہے۔ مگر قتل کے کفارہ میں توحید کا اقرار کرنے والے (بالغ مسلمان غلام) کا آزاد کرنا ضروری ہے۔ (تفسیر عیاشی)

۵۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰ اپنے نوادر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ قسم کے کفارہ کے بارے میں فرمایا: صاف ستھرے دس مد طعام کا بایں طور ادا کرنا ضروری ہے کہ ہر ایک مسکین کو ایک مد دے۔ (نوادر ابن عیسیٰ مندرجہ بحار الانوار)

۶۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: قسم کے کفارہ میں ہر مسکین کو ایک مد طعام کھلاؤ۔ (ایضاً)

۷۔ عبید اللہ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قسم کا کفارہ ایک مد طعام (قریباً چودہ چھٹانک) ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۲ میں) متعدد حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایک مد طعام کھلانا کافی ہے۔ اور جن حدیثوں میں دو مد کا تذکرہ ہے۔ ان کو ہمارے بعض علماء نے استحباب پر محمول کیا ہے اور حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے دو مد کو قادر پر اور ایک مد کو عاجز پر محمول کیا ہے۔ (واللہ العالم)

باب ۱۵

کفارہ میں ہر مسکین کو ایک کپڑا دینا واجب ہے اور دو کپڑے مستحب ہیں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے قسم کے کفارہ کے بارے میں راوی کے اس سوال کہ مسکین کو کس قدر کپڑا دینا ہے؟ فرمایا: ایک کپڑا جس سے وہ ستر پوشی کر سکے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن سعید بعض رجال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ظہار کے کفارہ میں اس (غلام) بچہ کا آزاد کرنا کافی ہے جو اسلام کے اندر (مسلمان ماں باپ کے گھر) پیدا ہوا ہے اور قسم کے کفارہ میں ایک کپڑا جو اس کی ستر پوشی کر سکے۔ اور فرمایا: دو کپڑے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں جو دو کپڑوں پر دلالت کرتی ہیں اور وہ استحباب پر محمول ہیں۔

باب ۱۶

جس شخص کو مقررہ تعداد سے کم مسکین دستیاب ہوں تو وہ ایک مسکین کو کئی مسکینوں کا حصہ دے دے یہاں تک کہ تعداد مکمل ہو جائے اور اگر پوری تعداد میسر ہو تو پھر ایسا کرنا کافی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر کفارہ میں اسے صرف ایک دو مرد مل سکیں تو ان کو بار بار دے۔ یہاں تک کہ دس کی تعداد پوری ہو جائے آج دے پھر کل دے (وھکذا......)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر دس یا ساٹھ مسکینوں کو (کفارہ میں) کھانا کھلانا ہو تو آیا ایک ہی انسان (مستحق) کو دے سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ بلکہ ایک ایک انسان کو الگ الگ دے جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے۔ عرض کیا کہ اگر آدمی کے رشتہ دار محتاج ہوں تو ان کو دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب جماعت (پوری تعداد) مل سکتی ہو۔

باب ۱۷

کھانا کھلانے کے سلسلہ میں چھوٹے بچوں کو کھلانا کافی نہیں ہے بلکہ ایک بڑے کی جگہ دو بچوں کو کھلایا جائے گا اور اگر راشن دینا ہو تو پھر چھوٹا اور بڑا، مرد اور عورت برابر ہیں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قسم کے کفارہ میں چھوٹے بچے کو کھانا کھلانا کافی نہیں ہے۔ بلکہ ایک آدمی کے عوض دو بچوں کو

کھلایا جائے۔(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص قسم کے کفارہ میں بچوں اور بڑوں کو کھانا کھلائے تو بچے کو بھی اتنا ہی دے جتنا بڑا کھائے۔(التہذیب، الاستبصار)

۳۔ یونس بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے ذمہ کفارہ ہے جس میں دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ آیا سب بچوں، بڑوں اور مردوں وعورتوں کو برابر برابر دے یا بڑوں کو بچوں پر اور مردوں کو عورتوں پر ترجیح دے؟ فرمایا: بلکہ سب برابر ہیں۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان دو حدیثوں میں کوئی منافات نہیں ہے۔ پہلی میں بچوں اور بڑوں کو الگ الگ کھلانے کا بیان ہے اور یہاں مشترکہ کھلانے کا۔ نیز پہلی حدیث میں کھلانے کا بیان ہے اور یہاں کچا راشن دینے کا۔ کما لا یخفی۔

باب ۱۸

اگر مومن غلام نہ مل سکے تو پھر مستضعف کو کفارہ میں سے دینا جائز ہے مگر ناصبی کو دینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود عبدالرحمٰن سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے حدیث کفارہ کے ضمن میں فرمایا: جب مسلمانوں اور ان کے اہل وعیال کفارہ کے لئے ناکافی ہوں۔ تو پھر بطور تتمہ مستضعفین میں سے دے بشرطیکہ وہ ناصبی نہ ہوں۔(التہذیب، الاستبصار)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جس آدمی نے کفارہ کے سلسلہ میں دس یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے...... آیا وہ ان مستضعفین کو دے سکتا ہے جو ولایت کے قائل نہیں ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ مگر ولایت کے قائل مجھے زیادہ پسند ہیں۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۹

قسم کا کفارہ واجب نہیں مگر اس کے توڑنے کے بعد۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوحمزہ ثمالی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص (کسی کام کے لئے) خدا کے نام کی قسم کھائے اور پھر اسے پورا نہ کرے تو؟ فرمایا: اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود وھب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی قسم کھا کر توڑ دے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اور توڑنے سے پہلے بھی کھلا سکتا ہے۔ (التھذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے تقیہ پر محمول کیا ہے۔

۳۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر قسم کے کفارہ میں قسم توڑنے سے پہلے مسکینوں کو کھانا کھلانا ناپسند فرماتے تھے۔ (ایضاً)

باب ۲۰

اس شخص کا کفارہ جو خدا اور رسولؐ سے بیزاری کی قسم کھائے اور پھر اسے توڑ دے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ محمد بن حسن نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ جو شخص خدا و رسولؐ سے برأت و بیزاری کی قسم کھائے اور پھر اسے توڑ دے تو اس کا کفارہ کیا ہے۔ اور اس کی توبہ کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: دس مسکینوں کو کھانا کھلائے ہر مسکین کے لئے ایک مد اور خدا سے مغفرت طلب کرے۔ (الفروع، التھذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن حریث سے روایت کرتے ہیں: ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر اس نے فلاں رشتہ دار سے کلام کیا۔ تو وہ چل کر خانۂ کعبہ جائے گا۔ اور اس کا تمام مملوکہ مال فی سبیل اللہ ہو جائے گا۔ اور وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین (اسلام) سے بری و بیزار ہو جائے گا۔ تو؟ فرمایا: تین دن روزہ رکھے اور دس مسکیوں پر صدقہ کرے۔ (التھذیب)

باب ۲۱

قسم کے کفارہ میں قربانی کا گوشت کھلانا کافی نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا قسم کے کفارہ میں قربانی کا گوشت کھلایا جا سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ کیونکہ وہ تو خدا کے لئے قربانی ہے۔ (الفروع، علل الشرائع)

باب ۲۲

حیض میں مقاربت کرنے اور عدت کے اندر شادی کرنے کا کفارہ؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن فرقد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حیض میں مباشرت کرنے کے کفارہ میں فرمایا جب اوائل میں کیا جائے تو ایک دینار، وسط میں نصف دینار اور آخر میں ربع دینار ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے مقاربت کی ہے تو؟ فرمایا: اگر اوائل میں کی ہے تو خدا سے مغفرت طلب کرے اور سات مکینوں کو ایک ایک دن کا خرچہ دے اور پھر ایسا نہ کرے۔ اور اگر اواخر میں کی ہے (یعنی خاتمہ کے بعد) مگر غسل سے پہلے۔ تو پھر اس میں کچھ نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الحیض (نمبر ۲۸) میں گزر چکی ہیں اور عدت کے اندر شادی کرنے کا کفارہ باب المصاہرہ (نمبر ۱۷) میں گزر چکا ہے۔

باب ۲۳

منت کی خلاف ورزی کرنے کا کفارہ؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم یہ کہو کہ خدا کے لئے مجھ پر یہ کام ہے۔ تو (اس کی خلاف ورزی کرنے پر) قسم والا کفارہ واجب ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں! میں نے اپنے اوپر پیدل چل کر بیت اللہ جانا لازم قرار دیا۔ (اور گیا نہیں تو؟) فرمایا: اگر قسم کھائی تھی۔ تو اس کا کفارہ ادا کر اور اگر خدا کے لئے نذر کی تھی تو اسے پورا کر۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ جمیل بن صالح حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ شخص جو منت کی ادائیگی سے عاجز ہو اس کا کفارہ قسم والا کفارہ ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن خالد سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نذر دو قسم کی ہوتی ہے۔ پس جو اللہ کے لئے ہے اسے تو بہر حال ادا کرنا پڑے گا۔ اور جو غیر اللہ کے لئے ہے تو اس کا کفارہ قسم والا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ یہ حدیث خاصی مجمل ہے اس لئے) مؤلف علام فرماتے ہیں: ممکن ہے نذر لغیر اللہ سے مراد وہ نذر ہو جس کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ یا جو کسی شرط جیسے شفاء مریض وغیرہ پر معلق ہو۔ بہر حال کفارہ نذر کی خلاف ورزی کرنے پر واجب ہوتا ہے وبس۔

۵۔ ابراہیم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ میں نے یہ منت مانی ہے کہ جس شب میری نماز شب فوت ہوگئی۔ اس دن روزہ رکھوں گا۔ مگر نہیں رکھ سکا۔ اب کیا کروں؟ اور اس سے گلوخلاصی کرانے کا کوئی راستہ ہے؟ اور اگر کفارہ ادا کرنا چاہوں تو کس قدر ادا کروں؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: ہر روز کے عوض ایک مد طعام بطور کفارہ دے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت نے ان اخبار و آثار میں (کہ نذر کی خلاف ورزی کرنے سے (کہیں ماہ رمضان والا کفارہ، کہیں قسم والا اور کہیں اس سے کم وارد ہے) یوں جمع کی ہے۔ کہ اگر منت روزہ رکھنے کے بارے میں ہو۔ تو اس کی خلاف ورزی پر ماہ رمضان والا کفارہ لاگو ہوگا۔ اور اگر کسی اور چیز کی ہو تو پھر قسم والا کفارہ اور جہاں کم وارد ہے اس سے مراد وہ صورت ہے کہ جب آدمی اس سے زیادہ ادا کرنے سے قاصر ہو۔

باب ۲۴

جب عہد کی خلاف ورزی کی جائے تو (ماہِ رمضان والا) کفارۂ مخیرہ واجب ہوتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی جائز کام کے کرنے کا خدا سے عہد و پیمان کیا تھا۔ اگر اسے پورا نہ کرے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا: ایک غلام آزاد کرے یا (ساٹھ مسکینوں پر) صدقہ کرے یا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص

خدا سے عہد کرے کہ وہ فلاں نیکی کا کام کرے گا مگر اس کی خلاف ورزی کرے تو اس پر ایک غلام آزاد کرنا، دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا واجب ہے۔ (ایضاً)

باب ۲۵

جب کسی شخص پر مسلسل دو ماہ کے روزے واجب ہوں مگر بیماری یا حیض کی وجہ سے یہ تسلسل ٹوٹ جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور از سر نو رکھنا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے مسلسل دو ماہ کے روزہ رکھنا اپنے اوپر لازم قرار دیا۔ مگر ایک ماہ کے روزے رکھ کر بیمار ہو گیا تو؟ (صحت کے بعد رکھے ہوئے روزوں کو) شمار کرے؟ فرمایا: ہاں۔ خدا نے اسے روکا۔ (پھر اس میں اس کا کیا قصور؟)۔ عرض کیا کہ ایک عورت نے مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنے کی منت مانی۔ تو؟ فرمایا: وہ روزے رکھے گی۔ ایام حیض کو چھوڑ کر جتنے رکھ چکی ہے۔ ان سے شروع کرے گی۔ یہاں تک کہ مکمل دو ماہ رکھے۔ راوی نے عرض کیا کہ جب یائسہ ہو جائے تو پھر ان کی قضا کرے؟ فرمایا: نہ۔ وہی پہلے رکھے ہوئے روزے کافی ہیں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ از بقیہ الصوم الواجب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ ایسی حدیثیں بھی گزر چکی ہیں جو بظاہر اس کے منافی ہیں اور ہم نے وہاں اُن کی توجیہ بیان کر دی ہے۔

باب ۲۶

کفارہ میں ام الولد کنیز کا آزاد کرنا کافی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ظہار کے کفارہ میں ام الولد (کا آزاد کرنا) کافی ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵۸ و ۶۷ از نکاح عبید میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں اور آئندہ بھی (باب ۱ از استیلاد میں) آئیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ام الولد بھی کنیز ہے اور اپنے مالک کی ملکیت سے خارج نہیں۔ لہٰذا وہ سابقہ اور لاحقہ حدیثوں کے عموم (کہ غلام یا کنیز کو آزاد کیا جائے) میں داخل

متصور ہوگی۔

باب ۲۷

کفارہ میں اندھے، زمین گیر، جذامی اور احمق غلام کا آزاد کرنا کافی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے: غلام آزاد کرنے میں (جہاں آزاد کرنا واجب ہو)۔ اندھا، اور زمین گیر کافی نہیں ہے ہاں البتہ شل اور لنگڑا کافی ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غلام آزاد کرنے میں اندھا اور زمین گیر کافی نہیں ہے ہاں البتہ ہاتھ کٹا، شل، لنگڑا اور کانا کافی ہے۔ (التہذیب)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اندھا، جذامی اور احمق کا کفاروں میں آزاد کرنا کافی نہیں ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ویسے ان کو آزاد کیا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی حدیثیں اس کے بعد باب العتق (نمبر ۲۳) میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

جب کسی مومن کو عمداً ظلم و جور سے قتل کیا جائے تو پھر کفارۂ جمع (ماہِ رمضان کے تینوں کفارے) واجب ہیں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان اور ابن بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی مومن کسی مومن کو عمداً قتل کر دے تو؟ اگر وہ اسے (قصاص میں) قتل نہ کریں بلکہ معاف کر دیں تو پھر اس کی دیت ادا کرے۔ اور ایک غلام آزاد کرے، دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ اس کی توبہ ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، تفسیر عیاشی)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کسی مومن کو عمداً قتل کر دے تو خون کا کفارہ یہ ہے کہ وہ (قاتل) مقتول کے

اولیاء کے پاس جا کر (اپنے جرم کا اقرار کر کے) اپنے آپ کو پیش کرے (کہ وہ خواہ اسے قتل کریں، یا معاف کریں)۔ پس اگر وہ اسے قتل کر دیں تو پھر اس نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ بشرطیکہ اپنے کئے پر نادم و پشیمان بھی ہو۔ اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم بالجزم بھی رکھتا ہو۔ اور اگر وہ اسے معاف کر دیں (قتل نہ کریں) تو پھر ایک غلام آزاد کرے، مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اور اپنے کئے پر ندامت ظاہر کرے۔ اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم کرے اور جب تک زندہ رہے برابر مغفرت طلب کرتا رہے۔ (التہذیب)

۳۔ ابوبکر حضرمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک شخص (مومن) کو جان بوجھ کر قتل کر دیا ہے تو؟ فرمایا: اس کی سزا جہنم ہے۔ عرض کیا: آیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں مسلسل دو ماہ روزہ رکھے، ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، ایک غلام آزاد کرے اور اس کی دیت ادا کرے۔ راوی نے عرض کیا: اس کے وارث اس سے دیت قبول نہیں کرتے تو؟ فرمایا: صلہ (رحمی یا اصلاح احوال کی خاطر) ان میں شادی کرے۔ عرض کیا: وہ لوگ نہ دیت قبول کرتے ہیں اور نہ اسے رشتہ دیتے ہیں تو؟ فرمایا: وہ (دیت والی رقم) کو تھیلیوں میں بند کر کے ان کے گھر میں پھینک دے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب القصاص (باب ۹) میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ

باب ۲۹

جو شخص اپنے غلام یا کسی اور کے غلام کو عمداً قتل کرے تو اس پر کفارۂ جمع لازم ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنے غلام کو قتل کیا تھا۔ فرمایا: مجھے یہ بات پسند ہے کہ وہ ایک غلام آزاد کرے، مسلسل دو ماہ روزے رکھے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اسکے بعد اس کی توبہ قبول ہوگی۔ (التہذیب)

۲۔ معلی اور ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص جان بوجھ کر اپنے غلام کو قتل کرے اس پر لازم ہے کہ ایک غلام آزاد کرے، دو ماہ مسلسل روزہ رکھے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۸ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۰

جو شخص اپنے غلام کو مارے پیٹے اگرچہ وہ حق بجانب بھی ہو تاہم اس کے لئے اس کا آزاد کر دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب حسین بن سعید اپنی کتاب الزھد میں باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار میرے والد بزرگوار علیہ السلام نے اپنے غلام کو کسی کام کے لئے بھیجا اور اس نے بہت دیر لگا دی۔ جب آیا تو والد ماجدؑ نے اسے ایک کوڑا مارا اور وہ رو پڑا۔ اور کہا: خدا سے ڈریں۔ مجھے کام کے لئے بھیجتے ہیں اور پھر مارتے بھی ہیں؟ اس پر میرے والدؑ رو پڑے اور مجھے حکم دیا کہ بیٹا قبر رسولؐ کے پاس جا کر دو رکعت پڑھ اور کہہ یا اللہ علی بن الحسینؑ کو معاف کر دے۔ پھر غلام سے فرمایا: جا تو راہِ خدا میں آزاد ہے۔ راوی نے عرض کیا: کیا یہ فعل کسی گناہ کا کفارہ تھا؟ اس پر امام علیہ السلام خاموش رہے۔ (کتاب الزھد)

۲۔ عبداللہ بن طلحہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بنی فہد کا ایک شخص اپنے غلام کو مارتا تھا۔ اور غلام کہتا تھا: میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں مگر وہ مارنے سے باز نہیں آتا تھا۔ پھر وہ کہتا تھا میں محمد (رسول اللہؐ) کی پناہ مانگتا ہوں۔ تو وہ اسے چھوڑ دیتا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (جب اُن کو اس بات کا پتہ چلا تو) فرمایا: جب وہ (غلام) خدا کی پناہ مانگتا ہے تو تُو اسے پناہ نہیں دیتا اور جب وہ میری پناہ مانگتا ہے تو تُو اسے پناہ دے دیتا ہے۔ حالانکہ خدا اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کے نام کی پناہ مانگنے والے کو پناہ دی جائے۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا: وہ (غلام) خدا کی خوشنودی کیلئے آزاد ہے۔ (یہ ماجرا دیکھ کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبیؐ مبعوث کیا ہے اگر تو ایسا نہ کرتا تو تیرے چہرہ کو آتش دوزخ کی گرمی پہنچتی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الوصایا (باب ۸۴) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۱

مرنے والے کے غم میں کپڑا اپھاڑنے اور عورت کے اپنے چہرہ پر خراش لگانے، بال اکھیڑنے اور نصف شب تک نماز عشا نہ پڑھنے کا کفارہ؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود خالد بن سدیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص اپنے باپ یا ماں یا بھائی یا کسی اور رشتہ دار کی موت پر اپنا کپڑا پھاڑ لے تو؟ فرمایا: گریبان چاک کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارونؑ کی موت پر گریباں چاک کیا تھا! کوئی والد اپنی اولاد پر اور کوئی شوہر اپنی بیوی پر گریبان چاک نہ کرے۔ ہاں البتہ بیوی اپنے شوہر پر گریبان چاک کر سکتی ہے۔ اور جب کوئی شوہر اپنی بیوی یا والد اپنی اولاد پر گریبان چاک کرے تو اس پر قسم توڑنے والا کفارہ لازم ہے اور یہ دونوں جب تک یہ کفارہ ادا نہ کریں یا توبہ نہ کریں تب تک ان کی نماز قبول نہیں ہے۔ اور جب کوئی (کسی عزیز کی مصیبت میں) اپنے چہرہ پر خراش لگانے، یا بال نوچے یا اکھیڑے.........تو بال نوچنے کا کفارہ تو (ماہِ رمضان کے روزے والا ہے یعنی) ایک غلام آزاد کرنا، یا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا یا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ اور خراش لگانے جبکہ خون نکل آئے اور بال اکھیڑنے کا کفارہ قسم کے توڑنے والا ہے۔ اور رخساروں پر طمانچے مارنے پر سوائے توبہ و استغفار کرنے کے اور کوئی کفارہ نہیں ہے۔ فرمایا: جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی بیٹیوں نے حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی مصیبت پر گریبان چاک کئے تھے اور رخساروں پر تھپڑ مارے تھے اور ایسے مظلوم پر رخساروں پر تھپڑ مارنے چاہئیں اور گریبان چاک کرنے چاہئیں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: آخری شق کے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اوقاتِ نماز (باب ۲۹) میں گزر چکی ہیں اور کپڑا پھاڑنے کا حکم باب الدفن (باب ۸۴) میں گزر چکا ہے۔

باب ۳۲

غیبت (گلہ گوئی) کا کفارہ اس شخص کیلئے طلب مغفرت ہے جس کا گلہ کیا گیا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ گلہ گوئی کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا: جس کا گلہ کیا ہے اس کے لئے مغفرت طلب کرو۔ (الفقیہ، الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب العشرہ (نمبر ۵۵) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۳

سلطان (جائر) کا کام کرنے (ملازمت کرنے) اور ماہِ رمضان کا روزہ توڑنے کا کفارہ؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حاکم (جائر) کے کام

کرنے کا کفارہ یہ ہے کہ برادران (ایمانی) کے کام انجام دیئے جائیں۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں باب استجارہ (باب ۴۷) اور باب الصوم (باب ۸ ممایمسک عنہ الصائم) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۴
ہنسنے کا کفارہ؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہنسنے کا کفارہ یہ ہے کہ یہ دعا پڑھی جائے: ﴿اَللّٰھُمَّ لَا تَمْقُتْنِیْ﴾۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب العشرہ (باب ۸۱) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۵
شگونِ بد لینے کا کفارہ خدا پر توکل ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شگونِ بد لینے کا کفارہ (خدا پر) توکل کرنا ہے۔ (روضۂ کافی)

۲۔ عمرو بن جریز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شگون بد کے اثر کا دارو مدار تم پر ہے۔ اگر اسے معمولی سمجھو گے تو معمولی بن جائے گا اور اگر اسے اہمیت دو گے تو اہم بن جائے گا اور اگر اسے کچھ بھی نہیں سمجھو گے تو پھر کچھ بھی نہیں ہوگا۔ (ایضاً)

باب ۳۶
اس شخص کا کفارہ جو (غلطی سے) شوہر دار عورت سے نکاح کرے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے (غلطی) سے شوہر دار عورت سے نکاح پڑھایا۔ فرمایا: جب تک اس کا معاملہ امام تک نہ پہنچایا جائے وہ اس عورت سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد پانچ صاع آٹا صدقہ کرے۔ (التہذیب، الفقیہ)

باب ۳۷

مجالس ومحافل کا کفارہ اور باقی کفارے اوران کے احکام؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کسی مجلس (کسی بزم میں بیٹھنے اور اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے) کا کفارہ یہ ہے کہ جب وہاں سے اٹھنے لگو تو یہ پڑھو: ﴿سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ وَ سَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴾۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے کفارے اور ان کے احکام اس سے پہلے حج (باب ۳۶ و۵۳ و۵۵)۔روزہ (باب ۸ و اعتکاف باب ۶) اور ظہار (باب ۱۰) وغیرہ میں گزر چکے ہیں اور کچھ اس کے بعد باب النذر، عہد و یمین، عتق اور قصاص وغیرہ میں آئینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

﴿ باب اللعان ﴾

(اس سلسلہ میں کل اُنیس (۱۹) باب ہیں)

لعان پر کچھ تبصرہ منجانب مترجم عفی عنہ

لعان کا مفہوم یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ پر زنا کی تہمت لگائے یا اپنے فراش پر پیدا ہونے والے بچہ کو اپنا بیٹا بیٹی تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔ تو اس سے لعان (باہمی لعنت کرنے) کی نوبت آتی ہے اور اس لعان کی چند شرطیں ہیں:

(۱) شوہر زوجہ کے زنا کے چشم دید ہونے کا دعویٰ کرے اور عورت اس کا انکار کرے۔

(۲) بیّنہ (چار عادل گواہ) موجود نہ ہوں۔

(۳) زوجہ دائمی ہو۔

(۴) مدخولہ ہو۔

(۵) زوجہ گونگی نہ ہو۔

(۶) زن و شوہر عاقل و بالغ ہوں۔

(۷) لعان حاکم شرع (نبی و امام یا ان کے خصوصی یا عمومی نائب) کے سامنے واقع ہو۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱

لعان کی کیفیت اور اس کے بعض احکام کا بیان۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میری موجودگی میں عباد بصری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ مرد کس طرح عورت سے ملاعنہ کرے؟ فرمایا: ایک بار ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو اور دیکھے کہ کوئی شخص اس کی بیوی سے زنا کر رہا ہے تو وہ کیا کرے؟ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے منہ پھیر لیا۔ اور وہ شخص واپس لوٹ گیا۔ جو اس امتحان کی کھٹالی میں ڈالا گیا تھا۔ پس خدائے عزوجل نے اس واقعہ کے حکم کے بارے میں وحی نازل فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی بھیج کر اس شخص کو طلب کیا[1] اور فرمایا: کیا تو ہی وہ شخص ہے جس نے اپنی بیوی کے ہمراہ غیر مرد کو دیکھا؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: جا اور اپنی بیوی کو یہاں میرے پاس لا۔ کیونکہ خداوند عالم نے تمہارے اور اس کے بارے میں حکم نازل فرمایا ہے۔ پس اس شخص نے اپنی بیوی کو حاضر کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو کھڑا کر کے شوہر سے کہا کہ چار بار گواہی دے کہ تو نے جو الزام اس عورت پر لگایا ہے تو اس میں سچا ہے! چنانچہ اس نے ایسا کیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے روک کر کچھ دیر وعظ و نصیحت فرمائی اور فرمایا: خدا سے ڈر کیونکہ اس کی لعنت بڑی سخت ہے۔ پھر فرمایا: اب پانچویں بار یہ گواہی دے کہ اگر میں نے جھوٹ بولا ہے تو خدا مجھ پر لعنت نازل کرے۔ چنانچہ اس نے یہ گواہی بھی دے دی۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایک طرف کر دیا۔ اور عورت سے فرمایا کہ تو چار بار گواہی دے کہ تیرا شوہر اس الزام لگانے میں جھوٹا ہے۔ چنانچہ عورت نے ایسا کیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے روک کر کچھ دیر وعظ و نصیحت فرمائی۔ اور فرمایا: خدا سے ڈر کیونکہ خدا کا قہر و غضب بڑا سخت ہے۔ پھر اس سے فرمایا: اب پانچویں بار گواہی دے کہ اگر میرا شوہر اس الزام لگانے میں سچا ہے تو مجھ پر خدا کا قہر و غضب نازل ہو۔ چنانچہ عورت نے یہ شہادت بھی دے دی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے درمیان علیٰحدگی کر دی۔ اور فرمایا: اس ملاعنہ کے بعد تم کبھی باہم نکاح نہیں کر سکتے۔ (کتب اربعہ)

---

[1] جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے اپنے رسالۂ محکم و متشابہ میں اس شخص کا نام عویمر بن حارث لکھا ہے اور زانی کا نام شریک بن لحاظ لکھا ہے۔ فراجع۔ (منہ عفی عنہ)

۲۔ بزنطی نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا: اصلحک اللہ! ملاعنہ کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: امام پشت بقبلہ ہو کر بیٹھے گا۔ اور مرد کو دائیں طرف اور عورت اور بچے کو بائیں جانب (کھڑا) کرے گا۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں یوں وارد ہے کہ پھر مرد کھڑا ہو کر چار بار قسم کھائے گا کہ وہ اس الزام لگانے میں سچا ہے۔ پھر امام اس سے کہے گا کہ خدا سے ڈر کیونکہ خدا کی لعنت بڑی لعنت ہے۔ بعد ازاں مرد پانچویں قسم کھائے گا کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر خدا کی لعنت ہو۔ پھر عورت کھڑے ہو کر چار بار قسم کھائے گی کہ مرد اس الزام لگانے میں جھوٹا ہے۔ پھر امام اس سے کہے گا کہ خدا سے ڈر کیونکہ خدا کا قہر وغضب بڑا سخت ہے۔ پھر عورت پانچویں بار کہے گی کہ اگر مرد سچا ہے تو مجھ پر خدا کا قہر وغضب نازل ہو۔ اور اگر وہ یہ قسم کھانے سے انکار کر دے تو پھر اسے سنگسار کیا جائے گا۔ مگر یہ سنگساری اس کی پشت کی جانب سے ہوگی نہ کہ چہرہ کی جانب سے۔ کیونکہ کوڑے لگانے ہوں یا سنگسار کرنا ہو تو سارے بدن پر ایسا کیا جا سکتا ہے۔ مگر چہرہ اور شرم گاہ کو بچایا جاتا ہے اور اگر عورت حاملہ ہو تو اسے (وضع حمل تک) سنگسار نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر اس پانچویں قسم سے انکار نہ کرے تو پھر اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔ بلکہ میاں بیوی میں علیٰحدگی کرائی جائے گی اور پھر وہ کبھی اس مرد پر حلال نہیں ہوگی۔ اور اس ملاعنہ کے بعد کسی شخص نے اس کے بیٹے کو ابن الزانیہ کہا تو اس پر (قذف کی) حد جاری کی جائے گی۔ اور اگر مرد ملاعنہ کے بعد دعویٰ کرے کہ وہ لڑکا اسی کا ہے۔ تو وہ بچہ تو اس کی طرف منسوب کیا جائے گا۔ مگر عورت حلال نہ ہوگی۔ پس اگر باپ مر گیا تو وہ بیٹا اس کا وارث بنے گا۔ اور اگر بیٹا مر گیا تو باپ اس کا وارث نہیں بن سکے گا۔ بلکہ اس کی وارث اس کی ماں ہوگی۔ اور اگر ماں موجود نہ ہوئی تو پھر اس کی وراثت اس کے ننھال کو ملے گی۔ دو ھال میں سے کوئی اس کا وارث نہیں بن سکے گا۔ اور جب کوئی شخص اپنی گنگی عورت پر زنا کی تہمت لگائے تو ان کے درمیان علیٰحدگی کرا دی جائے گی۔ اور اگر غلام اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے تو وہ بھی آزاد زن ومرد کی طرح ملاعنہ کریں گے۔ اور یہ لعان آزاد مرد وعورت کے درمیان۔ غلام اور آزاد عورت کے درمیان۔ آزاد اور کنیز کے درمیان۔ غلام اور کنیز کے درمیان اور مسلمان و یہودیہ ونصرانیہ کے درمیان ہو سکتا ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ملاعنہ کھڑے ہو کر کیا جاتا ہے یا بیٹھ کر۔ فرمایا: ملاعنہ ہو یا اس سے جیسے معاملات یہ کھڑے ہو کر ہی طے کئے جاتے ہیں۔ (الفروع)

۵۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس ارشاد خداوندی کے بارے میں سوال کیا گیا: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ﴾ (جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کی

تہمت لگاتے ہیں مگر ان کے پاس (چار) گواہ موجود نہیں ہوتے)۔ فرمایا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی بیوی پر زنا کاری کی تہمت لگائے۔ پس جب وہ یہ الزام لگائے اور پھر اقرار کرے کہ اس نے جھوٹا الزام لگایا ہے تو اس پر قذف کی حد (اسی (۸۰) کوڑے) جاری کی جائے گی۔ اور عورت اسے لوٹا دی جائے گی۔ اور اگر الزام کا انکار کرے تو پھر چار گواہیاں تو اپنی سچائی پر دے گا۔ اور پانچویں گواہی میں یہ کہے گا کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو خدا اس پر لعنت کرے۔ اور اگر عورت چاہتی ہے کہ اپنے اوپر سے عذاب یعنی سنگساری کو دور کرے تو چار شہادتیں تو یہ دے کہ وہ (شوہر) اس الزام لگانے میں جھوٹا ہے۔ اور پانچویں شہادت یہ دے کہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر خدا کا قہر و غضب نازل ہو۔ پس اگر وہ اس طرح پانچ گواہیاں نہ دے تو اسے سنگسار کر دیا جائے گا۔ اور اگر ایسا کر گزرے تو پھر حد سے بچ جائے گی اور پھر قیام قیامت تک اس شخص کے لئے حلال نہ ہوگی۔ راوی نے عرض کیا: اگر ان کے درمیان علیحدگی کر دی جائے اور ان کا بچہ ہو اور وہ مر جائے تو؟ فرمایا: اس کی ماں اس کی وارث ہوگی۔ عرض کیا کہ اگر ماں مر چکی ہو تو پھر؟ فرمایا: اس کے ننہال وارث ہوں گے۔ عرض کیا: اگر کوئی اس بچہ کو ولد الزنا کہے تو؟ فرمایا: اس پر حد جاری کی جائے گی۔ عرض کیا: جب مرد لڑکے کا اقرار کر لے تو کیا لڑکا اس کی طرف لوٹایا جائے گا؟ فرمایا: نہ۔ اس کے لئے کوئی عزت نہیں ہے اور نہ ہی لڑکے کا وارث بنے گا۔ ہاں البتہ لڑکا اس صورت میں اس کا وارث بنے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس موضوع کے احکام پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائینگی اور کچھ باب المیراث (باب ۱) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

لعان صرف دخول کے بعد واقع ہوتی ہے، خلوت کا حکم اور اگر اس (دخول) سے پہلے الزام لگائے تو پھر اس پر حد (قذف) جاری کی جائے گی۔ اور ان کے درمیان علیحدگی نہیں کی جائے گی۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے دخول سے پہلے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ مگر عورت نے دعویٰ کیا کہ وہ حاملہ ہے تو؟ فرمایا: اگر وہ اس بات پر دو گواہ پیش کر دے کہ شوہر نے (خلوت کیلئے) پردہ لٹکایا تھا۔ اور اس کے باوجود وہ بچے کا انکار کرے تو پھر اس سے ملاعنہ کرے گا۔ اور پورا مہر ادا کرے گا۔ (الفروع، بحار الانوار)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک خاوند اپنی اہلیہ سے دخول نہ کرے تب تک لعان نہیں ہو سکتا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ محمد بن مضارب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص دخول سے پہلے اپنی بیوی پر تہمت زنا لگائے۔ اس پر (قذف کی) حد جاری کی جائے گی۔ اور وہ اس کی بیوی رہے گی۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ملاعنہ اور ایلاء دخول سے پہلے نہیں ہو سکتا۔ (الفروع)

باب ۳

جو ملاعنہ کے مکمل ہونے سے پہلے پوری قسمیں کھانے سے انکار کر دے یا اپنے جھوٹا ہونے کا اقرار کر لے خواہ مرد ایسا کرے یا عورت۔ تو اس پر حد جاری کی جائے گی مگر علیحدگی نہیں کی جائے گی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عباد بن صہیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کو امام علیہ السلام نے لعان کے لئے کھڑا کیا۔ ہنوز اس نے دو بار شہادت دی تھی کہ پھر مکر گیا اور اپنے آپ کو جھٹلا دیا تو؟ فرمایا: اس پر حد قذف جاری کی جائے گی۔ اور میاں بیوی میں علیحدگی نہیں کی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ علی بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ملاعنہ کیا اور ابھی چار قسمیں کھائی تھیں کہ پانچویں قسم سے مکر گیا تو؟ فرمایا: اس صورت میں وہ اس کی بیوی رہے گی اور اس پر حد قذف جاری کی جائے گی۔ اور اگر (مرد پوری قسمیں کھالے مگر) عورت قسم کھانے سے انکار کر دے جہاں اس نے قسم کھانا تھی۔ تو پھر اس پر حد (زنا) جاری کی جائے گی۔ (الفروع، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ از میراث ولد الملاعنہ میں ۹ آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جو شخص اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے تو اس صورت میں جب تک چشم دید زنا کا دعویٰ نہ کرے تب تک لعان ثابت نہیں ہو سکتا۔ پس جب وہ تہمت لگائے مگر نہ گواہ ہوں اور نہ چشم دیدی کا دعویٰ کرے تو پھر لعان واقع نہیں ہو سکے گی اور اس پر حد جاری کی جائے گی اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب شوہر کے علاوہ کوئی شخص تہمت زنا لگائے اجنبی ہو یا رشتہ دار؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے تو جب تک یہ نہ دعویٰ کرے کہ اس نے بچشم خود کسی شخص کو اس

کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھ کر زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ تب تک ان کو اپنے حال پر چھوڑا جائے گا۔ اور لعان نہیں کر سکے گا۔ البتہ اس پر حدقذف جاری ہوگی۔ (الفروع)

۲۔ ابان ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس وقت تک لعان واقع نہیں ہوسکتی جب تک شوہر یہ دعویٰ نہ کرے کہ اس نے بچشم خود معائنہ کیا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جب شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے تو اس کی شہادت چار شہادتوں کے قائمقام ہوتی ہے۔ اور جب کوئی اور شخص یہ تہمت لگائے خواہ عورت کا باپ ہو یا بھائی یا بیٹا یا کوئی اجنبی۔ تو وہاں فوراً حد قذف جاری ہوتی ہے۔ مگر یہ کہ چار گواہ پیش کرے (وہاں قسم نہیں ہے۔ کیوں؟) فرمایا: یہی سوال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا گیا تھا۔ تو آپ نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی تھی کہ جب شوہر کہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اسے زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو اس کی شہادت (چار قسموں کے ساتھ) چار شہادتوں کے قائمقام سمجھی جائے گی کیونکہ وہ شب و روز میں ہر وقت اپنے گھر میں آ جا سکتا ہے۔ اور یہ مقام نہ باپ کو حاصل ہے اور نہ بھائی وغیرہ کو۔ لہٰذا وہ تو کہہ سکتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اسے ایسا کرتے دیکھا ہے مگر کوئی اور نہیں کہہ سکتا۔ اور اگر کہے تو اس سے کہا جائے گا کہ تمہیں اس طرح اندر آنے کا اور یہ منظر دیکھنے کا حق کس نے دیا تھا۔ لہٰذا خود تجھ پر حد جاری کرنی چاہیے۔ ہاں البتہ اگر شوہر چشم دید زنا کاری کا دعویٰ نہ کرے بلکہ صرف تہمت زنا لگائے تو پھر وہ بھی بمنزلہ غیر سمجھا جائے گا اور اس سے مطالبہ کیا جائے گا کہ گواہ پیش کر اور اگر پیش نہ کر سکے تو اس پر حد قذف جاری کی جائے گی۔ (التہذیب، الفقیہ، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

آزاد مرد اور اس کی مملوکہ بیوی، غلام مرد اور آزاد بیوی، غلام مرد اور مملوکہ بیوی اور مسلمان مرد اور ذمیہ بیوی کے درمیان لعان ثابت ہے مگر آزاد آقا اور اس کی کنیز کے درمیان ثابت نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے نو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک آزاد عورت ہے اگر اس کا غلام شوہر اس پر تہمت

زنا لگائے تو؟ فرمایا: اس سے ملاعنہ کرے گا۔ پھر عرض کیا: اگر کسی آزاد مرد کی زوجیت میں مملوکہ ہو تو؟ فرمایا: وہ بھی ملاعنہ کرے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ جمیل بن دراج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا آزاد مرد اور مملوکہ بیوی میں لعان ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر پوچھا کہ آیا غلام مرد اور آزاد بیوی، غلام مرد اور کنیز بیوی اور مسلمان مرد اور یہودیہ ونصرانیہ (ذمیہ) بیوی کے درمیان بھی لعان ہے؟ فرمایا: ہاں مگر (اس آخری صورت میں) میاں بیوی ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔ جس طرح کہ آزاد اور کنیز میں باہمی وراثت نہیں ہے۔ (ایضاً)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آزاد مرد اور کنیز اور ذمیہ (بیوی) سے اور متعہ والی عورت سے لعان نہیں کرے گا۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

(چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ ضابطہ کے منافی معلوم ہوتی ہے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ مملوکہ کنیز ہو بیوی نہ ہو۔ اور حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے یہ احتمال بھی دیا ہے کہ جب شوہر نے کسی کی کنیز سے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر شادی کی ہو۔ نیز ممکن ہے کہ محمول بر تقیہ ہو........ (نوٹ) اس مضمون کی کئی اور حدیثیں بھی اس باب میں مذکور ہیں جن کی یہی تاویل کی جائے گی۔ فتدبر۔

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا غلام مرد اپنی بیوی سے لعان کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جبکہ اس کے آقا نے اس کی تزویج کی ہو۔ (ایضاً)

۵۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک غلام کی زوجیت میں آزاد عورت ہے جس پر وہ تہمت زنا لگاتا ہے تو؟ فرمایا: کوفہ والے لوگ کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا: وہ کہتے ہیں کہ اس پر حد قذف جاری کی جائے گی۔ فرمایا: نہیں بلکہ وہ اسی طرح ملاعنہ کرے گا۔ جس طرح آزاد عورت سے کیا جاتا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۶۔ شیخ محمد بن ادریس حلیؒ اپنی کتاب سرائر کے آخر میں ابن محبوب کی کتاب المشیخہ کے حوالہ سے ابو ولاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک نصرانی عورت مسلمان مرد کے حبالۂ عقد میں تھی اس نے زنا کیا اور ایک بچہ کو جنم دیا۔ اور مسلمان (خاوند) نے اس کا انکار کر دیا (کہ وہ اس کا بیٹا نہیں ہے) تو؟ فرمایا: وہ اس سے ملاعنہ کرے گا۔ عرض کیا: اور بچہ کے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ فرمایا: وہ ماں

کے ہمراہ رہے گا۔ اور میاں بیوی میں علیحدگی کرادی جائے گی۔ اور وہ اسپر حرام مؤبد ہو جائے گی۔

(سرائر ابن ادریس)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس مطلب پر اپنے عموم سے دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے (باب ا وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

اگر کوئی شخص لعان کے بعد بچہ کا اقرار کرے (کہ وہ اس کا بیٹا ہے) یا اپنے آپ کو جھٹلا دے تو وہ حد سے تو بری ہو جائے گا مگر اس سے بیوی اس پر حلال نہ ہوگی اور بچہ اس سے ملحق ہو جائے گا۔ اور وہ (بچہ) اس (باپ) کا وارث بھی ہوگا۔ مگر یہ اس (بچہ) کا وارث قرار نہیں پائے گا بلکہ اس کی ماں اور (اور اس کی عدم موجودگی میں) اس کے ننھال وارث ہوں گے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص عورت پر تہمت زنا لگانے کے بعد ملاعنہ کرتا ہے۔ اور بچہ کی نفی کرتا ہے۔ مگر بعد ازاں کہتا ہے کہ یہ بچہ میرا ہے۔ اور اس طرح اپنے آپ کو جھٹلاتا ہے تو؟ فرمایا: جہاں تک عورت کا تعلق ہے وہ تو کبھی اس کی طرف نہیں لوٹ سکے گی۔ اور جہاں تک بچے کا تعلق ہے تو میں اسے لوٹا دوں گا۔ اور بچہ اس شخص کا وارث بھی بنے گا۔ مگر وہ (باپ) اس کا وارث نہیں بن سکے گا۔ اور اس کی ننھال اس کے وارث بنیں گے۔ اور اگر باپ اس بچہ کا دعویٰ نہ کرے تو اسکے ماموں اسکے وارث ہوں گے مگر وہ ان کا وارث نہ ہوگا۔ اور اگر اسے کوئی زانیہ کا بچہ کہے گا تو اس پر حد جاری ہوگی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی حاملہ بیوی پر (تہمت زنا لگا کر) ملاعنہ کیا۔ مگر جب اس نے بچے کو جنم دیا۔ تو اس شخص نے اس کا دعویٰ کر دیا (کہ وہ اس کا بیٹا ہے)؟ فرمایا: بچہ اسے لوٹا دیا جائے گا۔ اور اس پر حد (قذف) جاری نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ ملاعنہ ہو چکا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ عبداللہ بن بوستان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت زنا لگائے۔ اور پھر اپنے آپ کو جھٹلائے تو اس پر حد قذف جاری کی جائے گی اور عورت اس کی بیوی سمجھی جائے گی۔ اور اگر اپنے آپ کو نہ جھٹلائے تو؟ پھر ملاعنہ کیا جائے گا اور ان کے درمیان علیحدگی کی جائے

گی۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالصباح کنانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ملاعنہ کیا۔ بچہ کی نفی کر دی۔ اور ملاعنہ کے بعد اپنی تکذیب کر دی اور دعویٰ کیا کہ یہ بچہ اس کا ہے تو آیا وہ بچہ اس کے حوالے کیا جائے گا؟ فرمایا: نہیں۔ اور اس کے لئے کوئی عزت و عظمت نہیں ہے اور روزِ قیامت تک اس کی (سابقہ) زوجہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ (التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ یہ حدیث حسب ظاہر سابقہ حدیثوں کے منافی نظر آتی ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے فرمایا ہے کہ بچہ کو باپ کے ساتھ ملحق کرنے کی نفی سے مراد یہ ہے کہ بچہ اس طرح باپ سے ملحق نہیں ہو سکے گا کہ بچہ باپ کا اور باپ بچہ کا وارث بن سکے۔ جیسا کہ گزر چکا۔ (بلکہ صرف بچہ باپ کا وارث بنے گا۔ مگر باپ بچہ کا وارث نہیں بنے گا۔ بلکہ اس کی ماں یا ننھال اسکے وارث ہونگے)۔

۵۔ محمد بن فضیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے (اپنی عورت پر تہمت زنا لگا کر) ملاعنہ کیا۔ بچہ کی نفی کی۔ مگر بعد ازاں اپنی تکذیب کر دی تو۔ آیا وہ بچہ اسے لوٹایا جائے گا؟ فرمایا: اگر شوہر اپنے آپ کو جھٹلا دے تو اس پر حد جاری کی جائے گی اور بچہ اسے واپس کر دیا جائے گا مگر عورت کبھی اس کی طرف نہیں لوٹ سکے گی۔ (التہذیب)

(چونکہ یہ روایت حسب ظاہر سابقہ ضابطہ کے منافی نظر آتی ہے۔ کہ اس میں ملاعنہ کے بعد اپنی تکذیب پر حد جاری کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور بچہ واپس کرنے کا تو اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حد سے یہاں شرعی تعزیر مراد ہے اور بچہ کے واپس کرنے سے مراد یہی ہے کہ وہ اپنے باپ کا وارث بن سکے گا۔ مگر باپ اس کا وارث نہیں بنے گا۔ نیز مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ از میراث ولد الملاعنہ میں) آئیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

جو شخص دو جڑواں بچوں میں سے ایک کا اقرار کرے تو اس سے دوسرے کا انکار قبول نہیں ہوگا۔ اور عدت (طلاق) کے اندر لعان ثابت ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفرؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد

بزرگوار سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس عورت کو حکم دیا تھا جس نے شوہر کی عدم موجودگی میں ایک بچی اور بچے کو جڑواں جنم دیا تھا۔ اور شوہر نے آ کر ایک کے اقرار اور دوسرے کے انکار کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ کہ اسے یہ حق حاصل نہیں ہے بلکہ دونوں کا اقرار کرے یا دونوں کا انکار کرے۔ (قرب الاسناد)

۲۔ علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی پر تہمت زنا لگائی۔ بعد ازاں اسے طلاق دے دی مگر عورت نے طلاق کے بعد حد قذف جاری کرنے کا مطالبہ کیا؟ فرمایا: اگر وہ (اپنے جھوٹ) کا اقرار کرے تو اس پر حد جاری کی جائے گی اور اگر عدت کے اندر ہے تو اس سے ملاعنہ کرے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۸

اگر گنگی بہری عورت اور بہرے مرد پر تہمت زنا لگائی جائے تو لعان ثابت نہیں ہوتی۔ ہاں البتہ تہمت زنا لگانے سے حرمت ابدی ثابت ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی گنگی عورت پر تہمت زنا لگائی تو؟ فرمایا: ان کے درمیان علیحدگی کرا دی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی گنگی اور بہری عورت پر تہمت زنا لگائی۔ جو سن نہیں سکتی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ فرمایا: اگر اس عورت کے پاس (اپنی پاک دامنی کے) دو گواہ موجود ہیں جو امام کے پاس گواہی دیں تو شوہر پر حد قذف (اسی کوڑے) جاری کی جائے گی اور ان کے درمیان علیحدگی کرا دی جائے گی اور پھر کبھی اس مرد کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ اور اگر اس کے پاس گواہ نہیں ہیں تو تب بھی جب تک وہ شخص اس کے پاس رہے گا وہ عورت اس پر حرام رہے گی۔ اور اس کی وجہ سے اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ حسن بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ

ایک عورت اپنے بہرے شوہر پر تہمت زنا لگاتی ہے تو؟ فرمایا: ان کے درمیان علیحدگی کرائی جائے گی اور وہ شوہر پر حرام مؤبد ہو جائے گی۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ میں) گزر چکی ہیں (اور کچھ اس کے بعد باب القذف نمبر ۸ میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ)۔

باب ۹

لعان ثابت نہیں ہوسکتی۔ مگر دو صورتوں میں (۱) جب بچہ کی نفی کی جائے (۲) بچشم خود زناکاری دیکھنے کا دعویٰ کیا جائے اور اگرچہ عورت متہم ہو مگر پھر بھی بچہ کی نفی کرنا جائز نہیں جبکہ جائز ہونے کا احتمال ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لعان نہیں ہوتی مگر بچہ کی نفی کرنے سے۔ اور فرمایا: جب کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت زنا لگائے تو پھر اس سے ملاعنہ کرے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید اعرج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک ایسی عورت سے شادی کی ہے جو کہ امین نہیں ہے اور اب وہ (شوہر سے) حمل کا دعویٰ کرتی ہے تو؟ فرمایا: مرد کو چاہیئے کہ صبر و ضبط سے کام لے (جلد بازی میں نفی نہ کردے) کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے بچہ صاحب فراش (شوہر) کا ہوتا ہے۔ اور زانی کیلئے پتھر (سنگساری) ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ و ۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴ از حد قذف میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

متعہ والی عورت کے ساتھ ملاعنہ نہیں ہوسکتا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی اس عورت سے ملاعنہ نہیں کرسکتا جس سے متعہ کیا ہو۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۱

جس شخص پر افترا پردازی کی حد لگ چکی ہو اس کے تہمت زنا لگانے سے لعان ثابت نہیں ہوتی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار علیہ السلام سے اور وہ (مرفوعاً) حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: پانچ قسم کے میاں بیوی ایسے ہیں کہ جن کے درمیان ملاعنہ نہیں ہوسکتا.......... ان میں ایک وہ شخص ہے جس پر افترا پردازی کی وجہ سے شرعی حد جاری ہو چکی ہو۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا﴾ (کہ ایسے لوگوں کی شہادت ہرگز قبول نہ کرو)۔ (التہذیب، الاستبصار)

باب ۱۲

اس صورت کا حکم جب چار شخص کسی عورت کے زنا کی گواہی دیں جن میں سے ایک اس کا شوہر ہو؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن نعیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر چار شخص کسی عورت کے زنا کی گواہی دیں جن میں ایک اس کا خاوند ہو تو؟ فرمایا: ان کی گواہی نافذ ہوگی۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ زرارہ نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب چار شخص کسی عورت کے زنا کی گواہی دیں جن میں سے ایک اس کا خاوند ہو تو؟ فرمایا: شوہر تو ملاعنہ کرے گا اور باقی تین پر حد قذف جاری کی جائے گی۔ (ایضاً۔ کذا فی الفقیہ عن ابی سیار مسمع عن الصادق علیہ السلام)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور فقہاء کی ایک جماعت نے پہلی حدیث کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ وہ ظاہر قرآن کے موافق ہے۔ ارشاد قدرت ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ﴾ (جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور ان کے اپنے سوا اور کوئی گواہ نہ ہو..........)۔ اور ثبوت زنا میں جس قدر حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ مطلق ہیں (ان میں خاوند یا غیر خاوند کی کوئی تخصیص نہیں ہے)۔ اور انہوں نے اس حدیث کو دیگر چند محامل پر محمول کیا ہے۔ ممکن ہے کہ سب گواہ یا بعض فاسق ہوں...... یا شوہر نے دخول نہ کیا ہو...... یا چشم دید زنا کاری کا دعویٰ نہ کیا ہو وغیرہ وغیرہ۔

باب ۱۳

حاملہ عورت اور خاوند کے درمیان بھی لعان ثابت ہے۔ جبکہ وہ اس پر تہمت زنا لگائے۔ یا اس کے بچے (حمل) کی نفی کرے لیکن اگر انکار کرے تو وضع حمل تک اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی حاملہ عورت سے ملاعنہ کیا۔ اور اسکے حمل کا اپنا بچہ ہونے کا انکار کیا۔ لیکن بچہ پیدا ہوا تو اس کا اقرار کیا۔ تو؟ فرمایا: بچہ اسے لوٹایا جائے گا اور بچہ اس کا وارث بھی ہوگا۔ (مگر وہ بچہ کا وارث نہ ہوگا)۔ مگر اس پر حد قذف جاری نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ پہلے ملاعنہ ہو چکا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ سماعہ بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عورت حاملہ ہو تو اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ و ۶ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۴

جس عورت سے ملاعنہ کیا جائے اس کے بچہ کی میراث اس کی ماں کو ملے گی (اور اس کی عدم موجودگی میں) اس کے ننھال وارث ہوں گے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ملاعنہ عورت کے بچہ کی وراثت اس کی ماں کو ملے گی۔ اور اگر وہ زندہ نہ ہوئی تو اس کے ننھال سے جو زیادہ قریبی رشتہ دار ہوگا اس کو ملے گی۔ (التہذیب)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ جس عورت کے ساتھ ملاعنہ کیا جائے۔ اس کا بچہ کس کی طرف منسوب ہوگا۔ (باپ کی طرف یا ماں کی طرف؟) فرمایا: ماں کی طرف۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ از میراث ابن الملاعنہ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

اس صورت کا حکم کہ جب عورت ملاعنہ سے پہلے وفات پا جائے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے دیہات کے اندر اپنی عورت پر تہمت زنا لگائی۔ وہاں کے حاکم نے کہا: مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ تم کوفہ جاؤ۔ (اور وہاں کے فقہاء سے مسئلہ پوچھو)۔ چنانچہ عورت قاضی کے پاس گئی تا کہ شوہر سے ملاعنہ کرے مگر وہ ملاعنہ سے پہلے وفات پا گئی۔ تو وہاں کے فقہاء نے اس کے شوہر سے کہا تجھے اس کی وراثت نہیں ملے گی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس عورت کے رشتہ داروں میں سے کوئی اس کا قائمقام ہو کر خاوند سے ملاعنہ کرے تو اسے میراث نہیں ملے گی اور اگر کوئی شخص ایسا نہ کرے تو پھر اسے میراث ملے گی۔ (التہذیب)

۲۔ عمرو بن خالد جناب زید بن علی سے اور وہ اپنے آباء واجداد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت پر تہمت زنا لگائی اور سفر پر نکل گیا۔ جب واپس آیا تو وہ وفات پا چکی تھی؟ فرمایا: اس شخص کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا جائے گا کہ یا تو اپنے گنہگار ہونے (جھوٹے ہونے) کا اقرار کر اور حد برداشت کر اور بیوی کی میراث حاصل کر۔ یا پھر اپنی بات پر قائم رہ اور عورت کے کسی قریبی رشتہ سے ملاعنہ کر۔ اور اس صورت میں تمہیں وراثت نہیں ملے گی۔ (التہذیب، المقنعہ)

باب ۱۶

جو شخص کسی گرے پڑے بچہ پر یا ملاعنہ والے بچہ پر حرام زادہ ہونے کا اتہام لگائے گا اس پر حد قذف جاری کی جائے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کسی گرے پڑے بچہ پر یا ولد الملاعنہ پر حرام زادہ ہونے کا الزام لگائے گا۔ اس پر حد قذف جاری کی جائے گی۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس مطلب پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ از قذف میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

جو شخص اپنی بیوی سے کہے کہ میں نے تمہیں کنواری نہیں پایا۔ اس سے لعان ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس پر تعزیر جاری کی جائے گی۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا کہ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو میرے پاس کنواری نہیں آئی ہے تو؟ فرمایا: یہ کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ کنوار پن کبھی جماع کے بغیر بھی زائل ہو جاتا ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، علل الشرائع، الفروع)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے کنواری نہیں پایا تو؟ فرمایا: اسے پیٹا جائے گا۔ (تعزیر جاری کی جائے گی)۔ عرض کیا: اگر پھر بھی کہے تو؟ فرمایا: پھر پیٹا جائے گا۔ اور امید ہے کہ اب باز آ جائے گا۔

(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنی عورت سے کہے کہ میں نے تجھے کنواری نہیں پایا۔ اور اس کے پاس اس بات پر کوئی بیّنہ (دو گواہ) نہ ہوں تو اس پر حد جاری کی جائے گی اور پھر میاں بیوی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے حد کو تعزیر پر محمول کیا ہے۔ اور بعض نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب وہ زنا کی صراحت کرے مگر چشم دیدی کا دعویٰ نہ کرے۔

باب ۱۸

جو شخص ملاعنہ کے بعد بھی عورت پر تہمت زنا لگائے اس پر حد قذف جاری کی جائے گی مگر دوبارہ ملاعنہ نہ ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی عورت پر تہمت زنا لگائی اور پھر دونوں نے ملاعنہ کیا مگر علیحدہ ہونے کے بعد پھر تہمت زنا لگائے۔ تو آیا اس پر حد جاری کی جائے گی؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۷ از احکام اولاد میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۹

ملاعنہ کے وقت میاں بیوی کا ایک دوسرے سے دور کھڑا ہونا مستحب ہے اور اس صورت کا حکم کہ جب عورت چھ ماہ سے پہلے بچے کو جنم دے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زریق سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب دو آدمی ملاعنہ کریں۔ تو وہ باہم دور کھڑے ہوں۔ کیونکہ یہ ایک ایسی مجلس ہے جس سے فرشتے نفرت کرتے ہیں پھر یہ دعا پڑھیں: ﴿اللّٰھم لا تجعل لھما الیّ مساغاً واجعلھا براس من یکاید دینك و یضاد ولیّك و یسعی فی الارض فساداً﴾۔ (المجالس والاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں جو غیر مستحق پر لعن طعن کرنے اور برے لوگوں کی مجالس و محافل میں شرکت کرنے کی ممانعت پر دلالت کرتی ہیں اور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے احکام اولاد (باب ۱۷) اور اقل و اکثر مدتِ حمل پر دلالت کرنے والی حدیثیں وہاں گزر چکی ہیں۔

وسائل الشیعہ جلد ۱۵ کا ترجمہ مسائل الشریعہ ختم ہوا۔

والحمد للّٰہ رب العالمین و صلی اللّٰہ تعالٰی علی خیر خلقہٖ محمدٍ و اٰلہٖ الطاھرین

اللّٰھم صل علٰی محمد و آل محمد۔

۱۱ مارچ ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۲ ذی القعدہ ۱۴۱۹ھ۔